نحن انصار اللہ

Toronto, Canada Volume 4 No:1 May 20003

ہونٹوں پہ آہِ سرد جبینوں پہ غم کی دھول
آنکھوں میں سیلِ اشک چھپائے ہوئے چلا
دن ڈھل گیا تو درد نصیبوں کا قافلہ
کاندھوں پہ آفتاب اٹھائے ہوئے چلا

مجلس انصار اللہ کینیڈا کا ترجمان

Hazoor with
Shovel at Burial

Dua (Silent Prayers) at the
Grave of Khalifatul Masih IV,
Hadhrat Tahir Ahmad

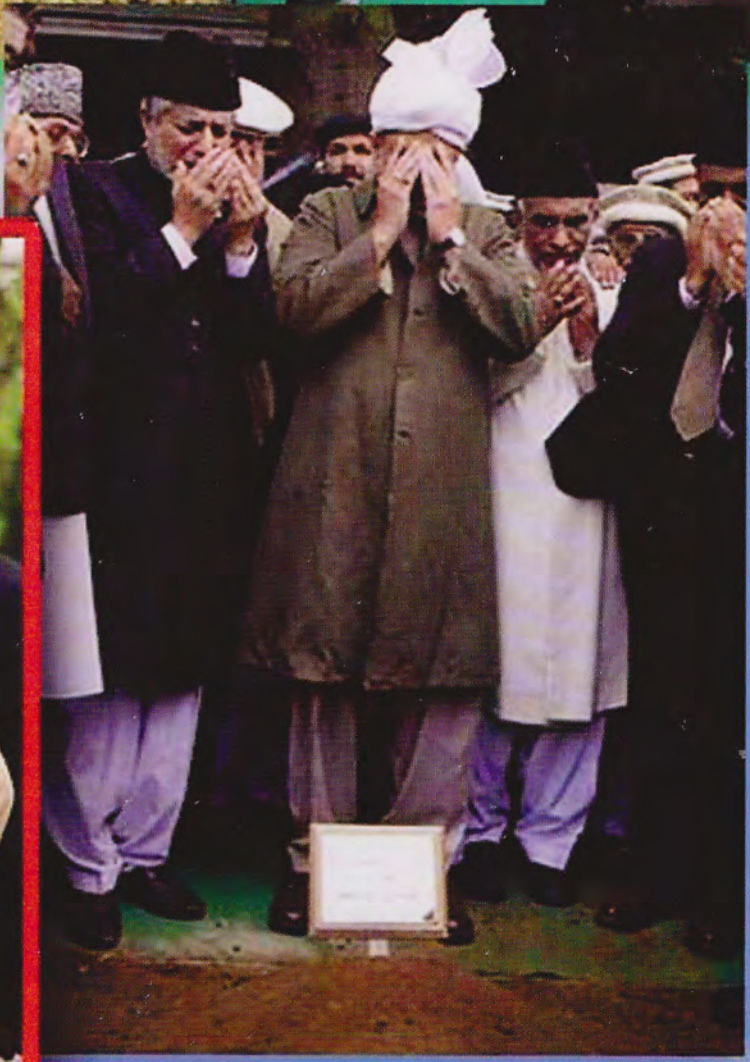

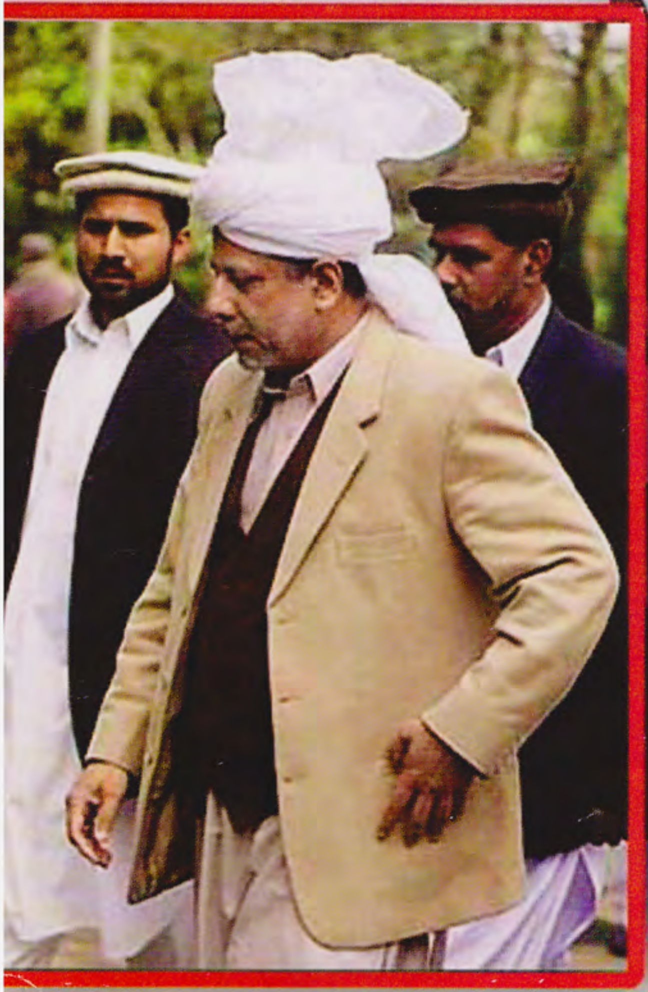

Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V

بسم الله الرحمٰن الرحیم　　نحمده و نصلی علی رسوله الکریم　　وعلی عبده المسیح الموعود

مجلس انصار اللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی و دینی مجلّہ

نحنُ انصارُ اللّٰہ

1381 ہجری شمسی - 2003 عیسوی

جلد نمبر 4 ------- شمارہ نمبر 1، 2

فہرست مضامین

☆ دینی اقتباسات ☆ فہرست اراکین نیشنل مجلسِ عاملہ انصار اللہ کینیڈا

☆ قرار دادِ تعزیت ☆ اداریہ

☆ حالات و خدمات قبل از خلافت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

☆ قدرتِ ثانیہ کے دورِ خامس کا مبارک آغاز--- غیر معمولی نشانات

☆ ایک خبر ایک تبصرہ

☆ آنحضور ﷺ کے متعلق امریکن پادری کی ہرزہ سرائیوں کا جواب

☆ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

☆ ایک عظیم دورِ خلافت (بسلسلہ پیشگوئی مصلح موعودؓ)

☆ عصرِ حاضر کا رہبر و نجات دہندہ کون؟

☆ مخالفین احمدیت کی پیش خبریاں (ایک تقابلی جائزہ)

☆ ایک مخالفِ احمدیت کی رپورٹ ☆ حالات و واقعات

☆ مغربی معاشرہ - تربیتِ اولاد اور احمدی والدین کی ذمہ داریاں

☆ تاریخِ پاکستان کا ایک اہم باب (مقالہ خصوصی)

☆ یادِ رفتگان ☆ فرقان بٹالین--- چند یادیں ☆ خطوط

☆ طب و صحت ☆ میری ڈائری سے ☆ ہلکی پھلکی گفتگو

☆ رپورٹ مصلح الموعود ٹورنامنٹ ☆ رپورٹ کارکردگی مجالس

امیر و مشنری انچارج کینیڈا

مولانا نسیم مہدی

صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا

ملک کلیم احمد

قائد اشاعت

محمد زبیر منگلا

مدیر - اردو

ناصر احمد وینس

مدیر - انگلش

ڈاکٹر ساجد احمد

کمپوزنگ و ڈیزائنگ

محمد خلیل

دفتر اشاعت - 100 Ahmadiyya Ave. Maple. Ont, Canada L6A 3A4 Tel: 905.417.1800 Fax: 905-417-1006

پیغامِ ربّانی

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۸﴾

۲۸۔اے نفسِ مطمئنہ!

ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۹﴾

۲۹۔اپنے ربّ کی طرف لَوٹ جا، راضی رہتے ہوئے اور رضا پاتے ہوئے۔

فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۳۰﴾

۳۰۔پس میرے بندوں میں داخل ہو جا۔

وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۱﴾

۳۱۔اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ (سورۃ فجر)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحبزادہ ابراہیمؓ آخری سانس لے رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپؐ فرما رہے تھے:۔
آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔ دل غمگین ہے مگر ہم وہی کہیں گے جس پر ہمارا رب راضی ہے۔ اے ابراہیم! ہم تیرے جانے کی وجہ سے غمزدہ ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الجنائز باب انابك لمحزونون حدیث نمبر 1220)

ارشاداتِ عالیہ

میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کے مظہر ہونگے۔ سو تم خدا کی قدرتِ ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے قدرتِ ثانیہ کے ظاہر ہونے کی پیشگوئی کا پُر شوکت اعلان)

''ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کے قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آ جائے گی۔''

(رسالہ الوصیت . روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶، ۳۰۷)

اراکین نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ کینیڈا برائے سال:

۱۳۸۱ہش

۲۰۰۳ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے سال ۲۰۰۳ء کے لئے مندرجہ ذیل اراکین خصوصی واراکین عاملہ مجلس انصاراللہ مرکزیہ کینیڈا کی منظوری عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو احسن رنگ میں مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اراکین خصوصی: ۱۔مکرم کرنل دلدار احمد صاحب ۲۔مکرم محمد احمد شاہ صاحب ۳۔مکرم محمود احمد راجپوت صاحب ۴۔مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب

ممبران مجلس عاملہ:

نائب صدر، اول	مکرم چوہدری شفقت محمود صاحب
نائب صدر، صفِ دوئم	مکرم مرزا حمید احمد صاحب
قائد عمومی	مکرم حامد لطیف بھٹی صاحب
ریجنل قائد ویسٹرن کینیڈا	مکرم چوہدری عبدالباری صاحب
قائد تبلیغ (ریجنل قائد)	مکرم عبدالحلیم طیب صاحب
قائد تعلیم	مکرم محمد عبدالماجد صدیقی صاحب
قائد تربیت (ریجنل قائد)	مکرم رفیق قمر شیخ صاحب
قائد ایثار	مکرم میاں محمد سلیم صاحب
قائد مال	مکرم ملک محمد ارشد صاحب
قائد صحتِ جسمانی	مکرم مبارز احمد وڑائچ صاحب
قائد تجنید	مکرم محمود احمد بشیر صاحب
قائد تحریکات	مکرم نظیف احمد صاحب
قائد اشاعت	مکرم محمد زبیر منگلا صاحب
ایڈیشنل قائد اشاعت	مکرم ڈاکٹر ساجد احمد صاحب
ایڈیشنل قائد اشاعت	مکرم ناصر احمد وینس صاحب
ایڈیشنل قائد ایثار (ضیافت)	مکرم میاں محمد نعیم صاحب
ایڈیشنل قائد مال	مکرم سید منیر احمد صاحب
آڈیٹر	مکرم ملک شمیم احمد صاحب

خاکسار
ملک کلیم احمد
صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ کینیڈا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　　　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

مجلس انصار اللہ کینیڈا کی طرف سے قراردادِ تعزیت

بر وفات

سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب، خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۹ اپریل ۲۰۰۳ء کی صبح ایک ایسی اعصاب شکن خبر لے کر طلوع ہوئی کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا وقت تھم گیا ہے۔ اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر سے یک دم ایک ایسے خلاء کا احساس ہوا گویا ایک چھت، ایک آسمان سر سے اُٹھ گیا ہے۔

آپ کے اکیس سالہ دورِ خلافت کا منظر آنکھوں کے سامنے ہے۔ آپ نے سب سے بڑھ کر حق کی آواز کو اس رنگ میں بلند کیا کہ شش جہات نے یہ آواز سنی۔ اعلائے کلمۃ الحق کیلئے پوری جماعت کو پوری دنیا میں منظم و مربوط کیا اور دلوں میں ایک ایسی لو لگا دی کہ جماعت اس پیار میں ایسی سرشار ہوئی جس کی مثال آج روئے زمین پر کہیں نظر نہیں آتی۔

آپ کا پیار تصویروں کے روپ میں جہاں آج ہر گھر کی زینت ہے وہاں ہر دل کی دھڑکن بھی بن چکا تھا۔ آج ملکوں ملکوں پھیلی اس عظیم الشان جماعت کا ہر فرد آپ سے ذاتی تعلق، پیار اور احسان کا ممنون ہے۔

آپ کی جاری فرمودہ وقف نو کی عظیم تحریک کے نتیجے میں آج ہزاروں واقفین نو تبلیغ اسلام کے قافلہ عظیم کا ہراول دستہ بن رہے ہیں۔ تراجم قرآن اور کتب کی اشاعت اور مجالس عرفان کے ذریعے افرادِ جماعت کے علم میں ترقی ہوئی اور دشمن کو دندان شکن جوابات مل گئے۔ اور جاء الحق وزھق الباطل کے نظارہ کے ہم سب عینی شاہد ہیں۔

ایم ٹی اے (مسلم ٹیلیویژن احمدیہ) کے ذریعہ جہاں جماعت میں ایک مضبوط تعلق قائم ہوا وہاں آپ کے یہ الفاظ کہ "آئندہ خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہوگا" پوری شان سے پورے ہوئے جس میں ایم ٹی اے نے ایک بھرپور کردار ادا کیا۔ جس کی بدولت تمام براعظموں میں پھیلی جماعت کا ہر فرد ہر تفصیل اور ہر خبر سے ایسا باخبر تھا کہ کوئی دشمن کسی رخنہ کا سوچ بھی نہ سکا۔ نیز ایم ٹی اے کی صورت میں قدیم اسلامی لٹریچر میں موجود حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کی پیش خبری کے یہ حیرت انگیز الفاظ بھی پورے ہوئے کہ:

> "امام مہدی کے نام پر ایک منادی کرنے والا آسمان پر یہ آواز بلند کرے گا جو مشرق
> ومغرب کے ہر فرد کو سنائی دے گی۔ حتیٰ کہ سونے والے بھی جاگ جائیں گے۔"

("المہدی المنتظر" عند علماء السنۃ والامامیہ۔ جلد ۴ صفحہ ۲۸۴ مطبوعہ دار الزہراء للطباعۃ والنشر والتوزیع۔ بیروت، لبنان ۱۳۹۷ھ)

آپ کے فیضِ روحانی سے جہاں کروڑوں روحوں نے خدائے واحد کے آستانے پر سر جھکا دیا وہاں لاکھوں جسمانی بیمار بھی آپ کے علاج اور دعاؤں کی برکت سے صحت یاب ہوئے۔ آج ہومیو پیتھک علاج کی بدولت لاکھوں احمدی اور غیر احمدی آپ کے اس فیضِ بے پایاں کے ممنون ہیں۔

آپ کی ہدایت پر ذیلی تنظیمیں براہ راست خلافت کو رپورٹ کرنے لگیں۔ حضورؒ کی اعلیٰ قیادت اور روحانی بصیرت کی بدولت آج جماعت احمدیہ عالمگیر کی ذیلی تنظیمیں فاستبقوا الخیرات کی راہ پر گامزن ہیں۔ مجلس انصار اللہ کینیڈا کے دفتر کا نام بھی آپ نے از راہِ شفقت **"بیت الانصار"** تجویز فرمایا۔

آج آپ سے گلے لگنے کی یاد اور آپ کے بے پناہ پیار سے ہماری آنکھیں اشک بار ہیں لیکن ہم اپنے مولائے کریم کے حضور یہی کہتے ہوئے حاضر ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ دکھ اور خوف کے لمحات میں پیارے خدا کی محبت اور اس کے وعدوں کو ہم نے اس رنگ میں پورے ہوتے دیکھا کہ ۲۲ اپریل کو خدا نے اس خوف کی حالت کو پھر امن میں بدل دیا اور جماعت یکدم شکر اور امن کے احساس سے آگے بڑھنے لگی۔

آج ہم اپنے آقا سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے یہ عہد کرتے ہیں کہ جہاں ہم دعا گو ہیں۔ اے ہمارے ازلی و ابدی مالک! اے رحمان و رحیم خدا! تو اپنے رحم سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے درجات جنت الفردوس میں ہمیشہ بڑھاتا رہ اور لحظہ لحظہ اپنا قرب نصیب کر۔ وہاں ہمیں بھی یہ توفیق دے کہ ہم خلافت خامسہ کے ایسے انصاروں میں شامل ہوں جو خلیفۂ وقت کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے خدا کی رضا کو اس رنگ میں حاصل کریں کہ ہمارا خدا اور ہمارا امام ہم سے راضی ہو جائے۔ ایسا راضی، کہ آخرت میں ہمارا ساتھ بھی اپنے پیاروں کے ساتھ ہو۔ (آمین)

ہم اس موقع پر حضور انور اور اہل خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دلی تعزیت کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سب کو اس سانحہ عظیم پر صبر جمیل عطا کرے اور آپ کے کاموں کو ہمیشہ آگے بڑھانے کی توفیق عطا کرتا رہے۔ آمین ثم آمین

اراکین نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کینیڈا

خورشید مثال شخص

عجز کی راہوں پر چل کر پا گیا اوجِ کمال
بن کے محبوب خُدائے دو جہاں رخصت ھوا

یہ ۱۹ اپریل کا دن تھا......... زیرِ نظر شمارہ تکمیل کے جُملہ مراحل سے گزر کر اُسی روز طباعت کیلئے پریس بھجوائے جانے کا منتظر تھا کہ اچانک اپنے محبوب آقا کی رحلت کی لرزہ خیز خبر سماعتوں سے کیا ٹکرائی کہ سُن کر سکتہ سا طاری ہوگیا۔ وقت کی رفتار جیسے تھم گئی۔ تاریخ کی نبض جیسے ٹھہر گئی...... وقتی طور پر یوں لگا جیسے چاروں جانب گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا ہو۔ دل کی ویرانی کا یہ عالم جیسے اِس نگر کو سو بار لوٹا گیا ہو اور کونا کونا بے چراغ پڑا ہو...... ؏ مت پوچھ کہ دل پر کیا گزری!
انگ انگ میں بے کسی ہی بے کسی ۔ درد ہی درد .... کسی چیز میں جی نہیں لگتا تھا۔ بقول شخصے ؎

وہ کیا گیا! اعتبارِ زندگی جاتا رہا
لُطفِ بزمِ ما، نکھارِ زندگی جاتا رہا

قلم کہاں تک لکھے کہ قصہٗ درد طویل تر ہے.........

خوف وہراس اور عجب پریشانی کا عالم تھا۔ دعائیں تھیں کہ خود بخود ہونٹوں پر جاری تھیں۔ قلب و نگاہ تھے کہ کسی طور اِس تقدیرِ مبرم، اِس جاں سوز حقیقت پر یقین کرنے کو آمادہ نہ تھے...... کیا علیم کی شاعری کے اُس پیکرِ حسین، ''نوروں نہلائے اقامتِ گلزار شخص'' کی آوازِ دلربا، جو سماعتوں سے اتر کر دلوں کو مسخّر کرتی اور راحت وسکینت بخشتی تھی اور ایک عالم کیلئے فردوسِ گوش تھی، اب ہمیشہ کیلئے خاموش ہوگئی ہے..........؟! ؏

ارے او جانے والے، دید کی لذّت بھی لیتا جا!

۱۹ اپریل کو ہی دفتر انصار اللہ سے پیغام ملا کہ شمارہ پریس کیلئے روک دیا جائے اور اسمیں اب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے پیشِ نظر تبدیلی کرتے ہوئے حضورِ اقدس کی سیرت پر نیا اداریہ تحریر کر دیا جائے۔ حسبِ پیغام، جب آقا رحمۃ اللہ علیہ ہی کا ازراہِ شفقت وعنایت بطور تحفہ عطا فرمودہ خوبصورت وقیمتی قلم (جو راقم الحروف کیلئے جاں سے عزیز تر سرمایۂ حیات وافتخار بھی ہے) کانپتے ہاتھوں سے اٹھایا اور الفاظ مجتمع کرنے کی کوشش کی تو قلم بار بار رُکتا محسوس ہوا کہ آخر سیرت کے کس کس پہلو کا احاطہ کیا جائے۔
بھلا اس متبرّک قلم کو تھامنے والے نانہجار وناتواں ہاتھ اور ذہن میں در آنیوالے بے حیثیت لفظوں میں اتنی تاب کہاں کہ اُس مثالِ خورشید شخص کے محاسن کی تصویر کھینچ سکیں:-

☆..... جس کا وجود، جلوۂ آفاق رکھنے والے ایسے ''ساغرِ جم'' کی طرح تھا جو توحیدِ باری تعالیٰ کے نقوشِ زیبا دکھلا کر حق کے متلاشیوں اور بھٹکتی روحوں کی اِس رنگ میں راہنمائی کرتا تھا کہ صراطِ مستقیم سے بھٹکنے والوں کیلئے گم گشتہ راہیں از خود روشن ہوتی چلی جاتی تھیں۔

☆..... جس نے اپنے وسیع ہومیوپیتھی تجربے ومہارت کو دُکھی اور بیمار انسانیت کے مداوے کی خاطر ملکوں ملکوں فری ڈسپنسریوں کی شکل میں بطور صدقۂ جاریہ قائم کر دیا۔ وہ جو سب کے زخموں پر مرہم رکھتا تھا مگر اپنے غم اپنے دل کے نہاں خانوں میں چھپا لیتا تھا ؎

دنیا کے ہر مرض کا جو کرتا رہا علاج -:- خود وہ تبسّم! آج مسیحا گزر گیا

☆..... جس کا بطن اپنوں اور غیروں سے حُسنِ سلوک کے ان گنت جواہر سے مملوء تھا۔

☆..... جس کی فیاضی اور عطا کے دروازے ہر کس و ناکس پر وا رہتے تھے۔

☆..... جس کے ۲۱ سالہ دورِ خلافت کو خدا تعالیٰ نے اپنی محبت، رحمت، جلال، جمال اور انوار کا ایسا مہبط بنایا کہ جماعت کے اندر اور باہر لاکھوں بلکہ کروڑوں انسانوں نے اس سے فیضِ عام پایا۔

☆..... وہ محسن ومشفق وجود--- وہ شجرِ سایہ دار جس کی موجودگی سے غموں کی کڑی دھوپ بھی اپنی حدّت کچھ اس طرح کھو دیتی تھی کہ ہر شخص اسکے ٹھنڈے سائے میں راحت وچین پاتا تھا۔

☆..... جس کا نورانی چہرہ جب MTA کے ذریعہ ٹی وی سکرین پر جلوہ گر ہوتا تو دیکھنے والے کے ہونٹوں پر پروفیسر پرویز پروازی کے یہ منظوم الفاظ بے اختیار کھیلتے محسوس ہوتے ؎

آنکھیں کہ جیسے نور کی ندی چڑھی ہوئی -:- چہرہ کہ جیسے پھول کِھلا ہو گلاب کا

☆..... جو تحریر وتقریر کا ایسا دھنی اور شہ سوار کہ جس چیز کو بھی موضوعِ سُخن بنایا **سبحان اللہ!** فصاحت وبلاغت کے جھرنے کچھ اس طرح بہنے لگتے کہ ان کی مدھر لہریں سننے

والوں کو جذب و مستی اور وجدانی لذتوں سے سرشار کر دیتیں۔

.....☆ جس کے راستے میں مخالفتوں اور سازشوں کی طرح طرح کی طلاطم خیز موجیں اُٹھیں۔ تلخی حالات کی سنگلاخ چٹانوں نے قدم قدم پر سر اُبھارے۔ لیکن پیکرِ عزم و استقلال اور سفینۂ احمدیت کا یہ بلند حوصلہ ملاح، نصرتِ خداوندی اور اپنے حسنِ تدبیر کے ذریعہ سازشوں اور مخالفتوں کے ہر گرداب اور بھنور کا سینہ چیرتے ہوئے سبک رفتاری کیساتھ اپنی آفاقی منزلوں کی جانب رواں دواں رہا۔ نہ صرف خود رواں دواں رہا، اپنے ہمرکابوں کو بھی حوادث میں جینے، مُسکرانے اور کامرانیوں کی نت نئی چوٹیاں سر کرنے کے نئے نئے ڈھنگ اور اسلوب بھی سکھا گیا۔

.....☆ جسے ۱۹۸۴ء میں ایک فرعون صفت آمرِ مطلق نے ایک آلۂ کار قسم کے شورہ پشت اسلم قریشی نامی ایک نیم پاگل کے "اغواء اور قتل" کے جھوٹے مقدمات درج کر کے اپنے وطنِ عزیز سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا۔ لیکن خدائے جلیل و قدیر کو اسکی یہ (ہجرت و بے خانمانی) کی ادا اس قدر پسند آئی اور اُسے اپنے الطاف و اکرام سے ایسا نوازا کہ اسکی آواز MTA کے ذریعے نہ صرف پاکستان کے گھر گھر بلکہ اکنافِ عالم میں بھی گونجنے لگ گئی۔

.....☆ وہ مجالس سوال و جواب یا پریس کانفرنسوں میں گھاگ قسم کے اخبار نویسوں کے غیر متوقع سوالات پر ایسے برجستہ جوابات دیتا نیز اسلامی تعلیمات کی فلاسفی ایسے دلنشیں اور محکم طور پر پیش کرتا کہ دانشورانِ مغرب بھی ششدر رہ جاتے۔

.....☆ وہ جو اسلام جیسے پُر امن و حسین و جمیل تعلیم رکھنے والے مذہب کے نام پر کی جانیوالی آڑھت بازاری، ٹھیکیداری، فتویٰ فروشی، غارت گری، دجل پرستی، کافر گری اور رعونتِ فکری کے پردے، اپنی سچائی کے نور اور دلائل و براہین کے ذریعے جب چاک کرتا تو فریب کاریوں کا طلسم دھواں بن کر اُڑنے لگتا اور صفِ دشمناں میں سراسیمگی اور کھلبلی مچ جاتی۔

.....☆ وہ جس پر رات ستارے لئے ہوئے اُترتی تھی۔ وہ جو ہمارے لئے دُعا ہی دُعا تھا۔ وہ جو فراست، ذہانت اور ذکاوت کا مرقع تھا۔ وہ جو پُر نور، دلنواز اور وجیہ تھا۔ وہ جو اعلیٰ حسب نسب رکھتے ہوئے بھی اپنی ذات میں انتہائی خاکسار اور منکسر المزاج تھا۔ وہ جس نے ہر سانس لیا دینِ محمدؐ کے لئے۔ وہ جو نافلہ مسیح بھی تھا اور خلیفۃ المسیح بھی بالآخر ۱۹ اپریل کو اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ اور اسکے ستارۂ ذات جسدِ خاکی کو اُسی کے آباد کردہ قطعۂ ارضی اسلام آباد (بمقام ٹلفورڈ۔ انگلینڈ) میں امانتاً سپردِ خاک کر دیا گیا ۔

خورشید مثال شخص کل شام — مٹی کے سپرد کر دیا ہے
اندر بھی زمیں کے روشنی ہو — مٹی میں چراغ رکھ دیا ہے

اے جانیوالے! جس طرح تُو نے انسانوں سے ٹوٹ کر پیار کیا خدا تعالیٰ بھی تجھے اپنی بھرپور محبت سے نوازے اور اگلے جہان میں تجھے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ دے اور تیرے مراتبِ عالیہ میں ہر آن اضافہ فرماتا چلا جائے۔ نیز تیری دعائیں ہم عاصیوں کے سدا شاملِ حال رہیں۔ آمین یا ربّ العالمین

اور ہاں، وہ ہمارا انتہائی شفیق و محسن آقاؒ اگرچہ ہم سے جدا ہو چکا ہے لیکن اسکے جدا ہونے کے باوجود نئی شفقتوں کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ خلافت اور منصبِ خلافت کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا ہے کہ یہ کام میرا ہے۔ اور میں اسے اپنے ارادے سے قائم کرتا ہوں۔ چنانچہ پھر بہار آئی، خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ پھر ابتلا و اضطراب، امن و سکینت میں بدل گئے ہیں۔ پھر خدائے رحمٰن کی تجلی نے اپنا چہرہ دکھلایا ہے۔ پھر قیوم و قادر خدا کا ہاتھ بلند ہوا ہے اور ہم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام آسمانی نظامِ خلافت کے تسلسل اور بھرپور طلوع کا منظر نامہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں۔ ہم جاگتی آنکھوں سے دیکھے جانیوالے ایک غمگیں خواب کے منظر سے ایک دوسرے نشاط انگیں خواب کی طرف پھیر دیئے گئے ہیں۔ ہم بفضل اللہ تعالیٰ روئے زمین پر وہ خوش نصیب ہیں کہ اس بابرکت نظامِ خلافت سے وابستگی کی بدولت ہم شفقتوں کے مورد بنتے چلے آ رہے ہیں۔ ایک شفیق وجود جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ایک نیا پیار کرنیوالا وجود عطا فرما دیتا ہے۔ یوں شفقتوں کے تسلسل میں ذرا فرق نہیں آنے دیتا۔ لاریب یہی ہمارا امتیاز، یہی ہمارا نشان ہے۔ زمانے نے دیکھ لیا کہ ہم نے دنیا کے ہر مادی نظریئے کو حکمتِ خداوندی سے پاش پاش کر دیا ہے۔ ہم پھر کفر کی طاغوتی طاقتوں سے روحانی جنگ کیلئے اپنے نئے روحانی جرنیل کی قیادت میں صف آرا ہو کر جوق در جوق اور فوج در فوج ہیں۔ فکرِ شاعر کے برعکس ہم وہ نہیں "جو تاریک راہوں میں مارے گئے"۔ نہ ہی ہم ان جیسے ہیں جنہوں نے اپنے وقت کے فرستادہ کو کہا تھا "جا تُو اور تیرا خدا دشمنوں سے جا کر لڑتا پھر!" بلکہ وہ نحن انصار اللہ ہیں جنہوں نے اپنے نئے سالارِ قافلہ سے تجدیدِ عہد اور رشتۂ استوار باندھا ہے۔

اے آنیوالے! ہم صمیمِ قلب کیساتھ **اھلاً و سھلاً و مرحبا** بھی کہتے ہیں اور تیرے اس اوّلین خطاب کو حرزِ جان بنالینے کا عہد بھی کرتے ہیں جو MTA جیسے مائدہ پر پہلی بیعتِ عام سے ماقبل شمعِ خلافت کے پروانوں سے مخاطب ہوتے ہوئے براہِ راست بایں الفاظ نشر ہوا:۔

"احبابِ جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آجکل دعاؤں پہ زور دیں۔ عاؤں پہ زور دیں، دعاؤں پہ زور دیں، دعاؤں پہ زور دیں۔ بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت فرمائے اور احمدیت کا یہ قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے۔ آمین"

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس کے حالات و خدمات قبل از خلافت

☆ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۵ ستمبر ۱۹۵۰ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم ومحترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کے ہاں ربوہ میں پیدا ہوئے۔

☆ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے، حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے پوتے، اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے نواسے ہیں۔

☆ میٹرک تعلیم الاسلام ہائی سکول اور بی اے تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے کیا۔

۱۹۶۷ میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے ایم ایس سی کی ڈگری ایگریکلچرل اکنامس میں حاصل کی۔

☆ ۳۱ جنوری ۱۹۷۷ کو آپکی شادی مکرمہ سیدہ امتہ السبوح بیگم صاحبہ بنت محترم صاحبزادی امتہ الحکیم صاحبہ مرحومہ ومکرم سید داؤد مظفر شاہ صاحب سے ہوئی۔ ۲ فروری کو دعوتِ ولیمہ ہوئی۔

☆ آپکو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی مکرمہ امتہ الوارث فاتح صاحبہ اہلیہ مکرم فاتح احمد ڈاہری صاحب نوابشاہ اور مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب حال متعلم لندن سے نوازا ہے۔

☆ ۱۹۷۷ میں وقف کر کے نصرت جہاں سکیم کے تحت اگست ۱۹۷۷ء میں غانا روانگی۔

☆ غانا میں ۱۹۷۷ء تا ۱۹۸۵ء تک بطور پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول سلاگا ۲ سال، ایسارچر ۴ زال، اور پھر ۲ سال احمدیہ زرعی فارم ٹالے سمالی غانا کے مینیجر رہے۔ آپ نے غانا میں پہلی بار گندم اگانے کا کامیاب تجربہ کیا۔

☆ ۱۹۸۵ء میں پاکستان واپسی ہوئی اور ۱۷ مارچ ۱۹۸۵ء سے نائب وکیل المال ثانی کے طور پر تقرر ہوا۔

☆ ۱۸ جون ۱۹۹۴ء کو آپ کا تقرر بطور ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ میں ہو گیا۔

۱۰ دسمبر ۱۹۹۷ کو ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مقرر ہوئے۔ اور تا انتخاب خلافت اس منصب پر مامور رہے۔

☆ اگست ۱۹۹۸ میں صدر مجلس کار پرداز مقرر ہوئے۔

☆ بحیثیت ناظرِ اعلیٰ آپ ناظر ضیافت اور ناظر زراعت بھی خدمات بجالاتے رہے۔

☆ ۱۹۹۴ـ۱۹۹۷ء چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن رہے۔ اسی عرصہ میں آپ صدر تزئین ربوہ کمیٹی بھی تھے۔ آپ نے گلشن احمد نرسری کو توسیع اور ربوہ کو سرسبز بنانے کیلئے ذاتی کوشش اور نگرانی فرمائی۔

☆ ۱۹۸۸ تا ۱۹۹۵ء تک ممبر قضاء بورڈ رہے۔

☆ خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں سال ۷۶ـ۷۷ء میں مہتمم صحت جسمانی، ۸۴ـ۸۵ء میں مہتمم تجنید، سال ۸۵ـ۸۶ء تا ۸۸ تا ۸۹ء تک مہتمم مجالس بیرون اور ۸۹ـ۹۰ء میں نائب صدر خدام الاحمدیہ پاکستان رہے۔

☆ انصار اللہ پاکستان قائد ذہانت وصحت جسمانی ۹۵ء اور قائد تعلیم القرآن ۹۵ء تا ۹۷ء رہے

☆ ۱۹۹۸ میں ایک مقدمہ میں اسیرِ راہِ مولا رہنے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ ۳۰ اپریل کو گرفتار ہوئے اور ۱۰ مئی کو رہا ہوئے

☆ ۲۲ اپریل ۲۰۰۳ کو لندن وقت کے مطابق ۱۱:۴۰ بجے رات آپکے بطورِ خلیفۃ المسیح الخامس ہونے کا اعلان ہوا۔

اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور صحت میں برکت ڈالے اور اشاعتِ دین کے کاموں میں روح القدس کی تائید سے نوازے۔ آمین۔

ہم سب ترے غلام، تو محبوب یار کا

(''وہ بادشاہ آیا'' الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

گلشن میں شور ہے بپا تازہ بہار کا
موسم پھر آگیا نئے قول و قرار کا
چھوڑا ہے سیل ہجر نے پسماندگان میں
اک منظرِ وصال بھی، لیل و نہار کا
آیا ہے بادشاہ سریرِ مسیح پر
بن کر نشان قدرتِ پروردگار کا
پھوٹی ہیں ماہِ نَو سے دعائیں کرن کرن
سنورا ہے یوں نصیب شبِ تابدار کا
مسرور و مطمئن ہے فضا کوئے یار کی
دل نغمہ زن ہے اہلِ محبت شعار کا
اک حرفِ غیب لَوح سے اترا زمین پر
اور نام بن گیا وہ مرے شہرِ یار کا
عمر دراز دے اسے یا ربّ، ہمیں وفا
یکتائے روزگار ہو رشتہ یہ پیار کا
پہنائی اُس نے تجھ کو خلافت کی یہ عبا
ہم سب ترے غلام، تو محبوب یار کا
جو حکم ہو، وہ نذر گزاروں میں سیّدی
اپنا تو کچھ نہیں ہے ترے جاں نثار کا

(جمیل الرحمان۔ ہالینڈ)

قدرتِ ثانیہ کے دورِ خامس کا مبارک آغاز

تقدیر ربانی کے چمکتے ہوئے نشانوں کا غیر معمولی اجتماع

سنو اب وقت توحید اتم ہے ستم اب مائل ملک عدم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اٹھا دی فسبحان الذی اخزی الاعادی

محترم مولانا دوست محمد شاہد ۔ مؤرخ احمدیت

عصر حاضر کے امام موعود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ''الوصیت'' صفحہ ۶ ۔ ۷ میں قدرت ثانیہ کی نسبت یہ مہتمم بالشان بشارت دی کہ:۔

''تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔''

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۸ ستمبر ۱۹۵۰ء کو وکٹوریہ روڈ میگزین لین کراچی میں نئی تعمیر شدہ مسجد میں پہلا خطبہ جمعہ دیتے ہوئے نہایت پر شوکت انداز میں اس بشارت پر روشنی ڈالی چنانچہ فرمایا:۔

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تو جاتا ہوں۔ لیکن خدا تمہارے لئے قدرت ثانیہ بھیج دے گا۔ مگر ہمارے خدا کے پاس قدرت ثانیہ ہی نہیں۔ اس کے پاس قدرت ثالثہ بھی ہے اور اس کے پاس قدرت ثالثہ ہی نہیں۔ اس کے پاس قدرت رابعہ بھی ہے۔ قدرت اولیٰ کے بعد قدرت ثانیہ ظاہر ہوئی۔ اور جب تک خدا اس سلسلہ کو ساری دنیا میں نہیں پھیلا دیتا۔ اس وقت تک قدرت ثانیہ کے بعد قدرت ثالثہ آئے گی۔ اور قدرت ثالثہ کے بعد قدرت رابعہ آئے گی۔ اور قدرت رابعہ کے بعد قدرت خامسہ آئے گی۔ اور قدرتِ خامسہ کے بعد قدرت سادسہ آئے گی۔ اور خدا تعالیٰ کا ہاتھ لوگوں کو معجزہ دکھاتا چلا جائے گا۔ اور دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت اور زبردست سے زبردست بادشاہ بھی اس سکیم اور مقصد کے راستہ میں کھڑا نہیں ہوسکتا جس مقصد کے پورا کرنے کیلئے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو پہلی اینٹ بنایا اور مجھے اس نے دوسری اینٹ بنایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ دین جب خطرہ میں ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کیلئے اہل فارس میں سے کچھ افراد کھڑا کرے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان میں سے ایک فرد تھے۔ اور ایک فرد میں ہوں۔ لیکن رِجَال کے ماتحت ممکن ہے کہ اہل فارس میں سے کچھ اور لوگ بھی ایسے ہوں جو دین کی عظمت قائم رکھنے اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کیلئے کھڑے ہوں۔

(الفضل ۸ ستمبر ۱۹۵۰ء صفحہ ۶ کالم ۴)

اس روح پرور خطاب کے صرف چند روز بعد جس میں قدرت رابعہ کے بعد قدرت خامسہ کے ظہور کی واضح خبر دی گئی تھی، ہمارے امام عالی مقام سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس کی ۱۵ ستمبر ۱۹۵۰ء کو ولادت ہوئی (قلمی نوٹ بک مرتبہ مولانا عبدالرحمن صاحب انور سابق پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح صفحہ ۹ غیر مطبوعہ)

اور چونکہ آپ کا مبارک و مقدس وجود رِجَالٌ مِن فَارِس کا درخشندہ ثبوت و برھان بننے والا تھا اس لئے آپ کا اسم گرامی مسرور احمد رکھا گیا جو حضرت مسیح موعودؑ کا الہامی نام ہے۔ چنانچہ دسمبر ۱۹۰۷ء کو الہام ہوا۔

''میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں۔

اِنِّی مَعَكَ یَا مَسْرُوْرُ (یعنی اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں) آگے جو عربی کی الہامی عبارتیں ہیں اس میں یہ وعدہ بھی جناب الٰہی نے دیا کہ عنقریب ان کو آفاق میں بھی نشانات دکھلائیں گے۔''

(اخبار بدر ۱۹ دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۴۔۵ و الحکم ۲۴ دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۴ تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۷۴۴)

اس ضمن میں اللہ جلشانہٗ کی زبردست تقدیر جس رنگ میں کارفرما ہونی مقدر تھی اس کا ذکر بھی ۱۹۰۳ء کے الہامات میں ۲۱۔ اپریل کے الہام میں ملتا ہے (یاد رہے ۲۱ اپریل ۲۰۰۳ء ہی کو مولانا عطاء المجیب راشد صاحب سیکرٹری مجلس انتخاب خلافت لندن کی طرف سے ۲۲ اپریل کو اس کے انعقاد کا اعلان نہ صرف ایم ٹی اے پر بار بار نشر ہوا بلکہ الفضل ربوہ میں بھی شامل اشاعت ہوا) بہر کیف ۲۱ اپریل ۱۹۰۳ء کا الہام حضرت مسیح موعودؑ کے قلم مبارک سے الحکم ۲۴ اپریل ۱۹۰۳ کے صفحہ ۱۲ پر ایک صدی قبل شائع شدہ ہے کہ:

''یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے تبدیل ہونے والی نہیں''

ازاں بعد اپریل ۱۹۰۳ کے تیسرے عشرہ میں متعدد الہامات ہوئے جن میں مستقبل کے جلالی اور جمالی تغیرات کی طرف اشارہ کرنے کے بعد ۳۰ اپریل کو یہ عالمگیر اور پرمسرت خبر دی گئی کہ

''اس میں تمام دنیا کی بھلائی ہے''

(البدر ۸ مئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۲۲ تذکرہ صفحہ ۴۷۱)

اس نئے انقلاب آفریں اور تاریخ ساز دور کی عالمگیر عظمت کا پہلا نمونہ حضور کی عالمی سطح پر بیعت اور عالمی سطح پر ایم ٹی اے کے ذریعہ سے دنیا بھر میں اس کی منادی کی صورت میں جناب الٰہی کی طرف سے دکھلایا جا رہا ہے جس کی کوئی نظیر قبل ازیں قدرت ثانیہ کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار۔

آخر میں مجھے یہ بتلانا لازم ہے کہ رسالہ ''الوصیت'' قدرت ثانیہ کے نظام آسمانی کے دائمی چارٹر کی حیثیت رکھتا ہے جسے ہمیں ہمیشہ زیر مطالعہ رکھنا از بس ضروری ہے۔ اس تاریخی رسالہ کے دو روح پرور اور ولولہ انگیز اقتباسات درج ذیل ہیں پہلے اقتباس میں قدرت ثانیہ کے آفاقی نظام کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور دوسرے میں عالمگیر جماعت احمدیہ کو نہ صرف ان کی بنیادی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی گئی ہے بلکہ ان کیلئے عالمگیر غلبہ کی عدیم المثال پیشگوئی فرمائی گئی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تحریر فرمایا:۔

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔'' (صفحہ ۶)

نیز فرمایا:

''دیکھو میں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ۔ اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔ کینہ وری سے پرہیز کرو۔ اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو۔ نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔

تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے۔ اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کیلئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔

یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دیگا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے۔ اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔ وہ آخر فتحیاب ہونگے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔'' (الوصیت صفحہ ۸،۹)

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

ترا وصال ترا وصلِ یار ہے جاناں

حضور بزم سے یوں روٹھ جایا کرتے نہیں
حضور اپنوں سے دامن چھڑایا کرتے نہیں
حضور حدّ ادب ہے وگرنہ عرض کریں
کہ دل گرفتہ دلوں کو رلایا کرتے نہیں
حضور گھر پہ کوئی ہو نہ ہو ترے درویش
گدا ہیں ایسے کبھی در سے جایا کرتے نہیں
حضور آنے کا وعدہ وفا نہ ہو پھر بھی
کبھی نہ آنے کے اِمکاں جتایا کرتے نہیں
حضور وصل کے گُل رنگ خواب ہوں جس میں
سفید پیرہن اُس دل کو بھایا کرتے نہیں
حضور غم کی سیاہ رات ہو قبول جنہیں
وہ غم کا حال کسی کو سنایا کرتے نہیں
ترا وصال ترا وصلِ یار ہے جاناں
وگرنہ وقتِ وِداع مُسکرایا کرتے نہیں

(مبشر احمد محمود .. ربوہ)

ناصر وینس

ایک خبر - ایک تبصرہ

سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر جہاں بے شمار غیر از جماعت معززین اور شریف النفس افراد نے احمدیوں سے اظہارِ تعزیت کیا۔ وہیں علماءِ سُو کا ایک مخصوص طائفہ، اِن دکھ کی گھڑیوں میں بھی اپنے خُبثِ باطن کے اظہار اور جھوٹ کی نجاستوں پر منہ مارنے سے باز نہیں آیا۔ حضورِ انور کی وفات کے اگلے روز ۲۰ اپریل کو بی بی سی لندن کے اردو پروگرام (جو ٹورانٹو میں رات ساڑھے نو بجے ایک ساؤتھ ایشین ریڈیو پروگرام FM-107 پر بھی نشر کیا جاتا ہے) میں بی بی سی نے حضرت امام جماعت کی وفات و تدفین کے حوالے سے پاکستان میں مولوی فضل الرحمان پارٹی کے جنرل سیکرٹری مسمی آفریدیؔ کے ساتھ ایک خصوصی ٹیلی فونک گفتگو نشر کی۔ خاتون براڈ کاسٹر کے اِس سوال پر کہ آپ لوگ (مولوی حضرات) جماعت احمدیہ کے سربراہ کی پاکستان میں تدفین کے معاملہ پر ہنگامہ آرائی کی دھمکی کِس بنا پر دے رہے ہیں؟ جمعیت العلمائے اسلام کے مذکورہ جنرل سیکرٹری نے جواب میں حسبِ روایت جھوٹ کے طومار باندھتے ہوئے کہا کہ ''مرزا طاہر احمد پاکستان کے **مخالف** اور **اکھنڈ بھارت** کے حامی تھے۔۔۔'' وغیرہ وغیرہ

جن سامعین نے یہ ریڈیائی گفتگو سنی اُن کے استفادہ اور مذکورہ مولوی کے سفید جھوٹ کے پوسٹ مارٹم کی خاطر ذیل میں دستاویزی شہادت کے طور پر پاکستان کے دو بڑے روزناموں جنگؔ اور نوائے وقتؔ کے دو اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں:-

روزنامہ جنگ کا ایک اقتباس:

حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ کا امریکہ میں نمائندہ جنگ کی طرف سے لیا گیا ایک خصوصی انٹرویو روزنامہ جنگؔ ۸ اکتوبر ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا۔ اخبار لکھتا ہے:-

''مرزا طاہر نے کہا کہ انہیں کانگریس اور سینٹ کے مشترکہ اجتماع سے خطاب کی دعوت ملی تھی۔ جو انہوں نے مُسترد کر دی۔ کیونکہ میں سیاسی شخصیت نہیں ہوں۔ مجھے خدشہ ہے کہ وہ ایسے سوالات کریں گے۔ **جن سے پاکستان کی بدنامی ہو سکتی ہے۔ پاکستان میرا آبائی وطن ہے اور میں نہیں چاہتا کہ امریکی کانگرس مجھے پاکستان پر کیچڑ اچھالنے کیلئے استعمال کرے۔''**

روزنامہ نوائے وقت کا ایک اداریہ:

روزنامہ نوائے وقت، جمعیت العلمائے اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمان کے ایک انٹرویو پر اپنے اداریئے میں لکھتا ہے:-

''مولانا فضل الرحمان کے ارشادات۔ ایں چہ بوالعجبی است''

''...... جمعیت العلمائے اسلام کے سیکرٹری جنرل اور قومی اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی برائے امورِ خارجہ کے چیئر مین مولانا فضل الرحمان نے ایک اخباری انٹرویو میں کہا ہے کہ **''میں سیاسی فکر کے اعتبار سے آج بھی اپنے آپ کو مولانا حسین احمد مدنی کا پیروکار سمجھتا ہوں۔ مسلم لیگ کے سوا کوئی بھی سیاسی جماعت یا سیاسی ذہن تقسیمِ ہند کے حق میں نہیں تھا......''** مولانا فضل الرحمان جس فکر کے نمائندے ہیں اسکے بارے میں تو شائد کوئی بھی لا علم نہیں۔ کیونکہ اپنے بزرگوں کی طرح مولانا فضل الرحمان بھی وقتاً فوقتاً پاکستان کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے رہے ہیں کہ **وہ قیامِ پاکستان کی ''غلطی'' میں شامل نہیں تھے**۔ چند ماہ پیشتر مولانا موصوف نے حجاز مقدّس میں ایک انٹرویو کے درمیان فرمایا تھا کہ پاکستان کا قیام **فراڈِ اعظم** تھا......ظاہر ہے مولانا فضل الرحمان امور خارجہ کمیٹی کے چیئر مین کی حیثیت سے ملک سے باہر پاکستان کا کیسا تشخص نمایاں کرتے ہوں گے۔ اور قیامِ پاکستان کے مقاصد کی ترجمانی کس خوش اسلوبی کے ساتھ کرتے ہوں گے.........جو لوگ سینتالیس سال تک ملک کا نمک کھانے کے باوجود بانیانِ پاکستان کی راستفکری اور اصابت رائے کے قائل نہیں ہو سکے ان سے آئندہ کیا امید کی جا سکتی ہے.........'' (اقتباس از اداریہ ''نوائے وقت'' ۲۱ اگست ۱۹۹۴ء)

صاحبانِ فکرونظر، مندرجہ بالا دونوں اقتباسات پڑھ کر خدا خوفی اور حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے فیصلہ خود کر لیں کہ کون حدیثِ نبویؐ: حُبّ الوطن من الایمان (وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے) کی روشنی میں پاکستان کا حقیقی مخلص اور بے لوث محبّ ِ وطن ہے-----؟ اور کون ''اکھنڈ بھارت'' کا حامی اور پاکستان کا کھا کر بھی پاکستان کو ''فراڈِ اعظم'' جیسی گالیوں سے نواز رہا ہے........!!!ان واضح دستاویزی شہادتوں کے بعد اِس موضوع پر اگرچہ مزید کچھ لکھنے کی گنجائش تو باقی نہیں رہتی... تا ہم اس موقع پر اصدق الصادقین رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اہم پیش خبری کا حوالہ شائد بے محل نہ ہو گا۔

آنحضور صلعم نے امت میں علماء کے دو گروہوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ایک علماءِ ربّانی، جو اسلام کے امن کا پیغام عام کرنے والے ہوں گے انہیں بنی اسرائیل کے انبیاء کے برابر مرتبہ دیا گیا ہے۔ دوسرے گروہ کو علماءِ سُو کہا گیا اور ان کے کار ہائے سیاہ کی نشاندہی کرتے ہوئے آنحضورؐ نے فرمایا کہ ''فتنے انہیں میں سے نکلیں گے اور انہیں کی طرف واپس لوٹ جائیں گے''۔ اب ذرا حضرت امام جماعت احمدیہ کی وفات اور تدفین کے معاملہ پر متشدالمزاج مولویوں کی غوغا آرائی پر ایک نظر ڈالئے۔ پاکستان میں احمدیوں کی مذہبی آزادی پر جو قدغنیں لگی ہوئی ہیں ان کی روشنی میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے جنازہ کی پاکستان میں تجہیز و تدفین کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ نہ ہی احمدیہ ٹیلی ویژن پر اس قسم کا کوئی اعلان ہوا۔ حتیٰ کہ روزنامہ جنگ لاہور نے اپنی ۲۰ اپریل کی اشاعت میں صفحہ اول پر وفات کی جو خبر تصویر کے ساتھ شائع کی اسمیں بھی یہ واضح طور پر لکھا کہ **''ان کی تدفین کہاں ہو گی اسکا تا حال اعلان نہیں کیا گیا۔''** اب کوئی

ان متشدد مولویوں سے پوچھے کہ پاکستان میں تدفین کا شوشہ چھوڑنے اور اس پر خود ہی احتجاجی جلوس نکالنے کی دھمکیاں دینے جیسی مذمومہ فتنہ انگیزی کیا ان کے اپنے بیمار ذہنوں کی پیداوار نہیں تھی؟ تا ہم یہ ''فتنہ انگیزی'' بھی اُس وقت از خود انہی کی طرف لوٹ کر اپنی موت آپ مرگئی جب حضرت امام جماعت کے جسدِ خاکی کو ٹلفورڈ (انگلینڈ) میں جماعت کے آباد کردہ قطعہ ارضی ''اسلام آباد'' میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ ویسے رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ تو یہ بتاتا ہے کہ ایک دفعہ آپؐ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے کہ قریب سے کچھ لوگ ایک جنازہ اٹھائے گزرے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو جنازے کے احترام میں کھڑے ہو گئے۔ جس پر صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو ایک یہودی (کافر) کا جنازہ ہے۔ انسانِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر جو مختصر مگر زریں جواب ارشاد فرمایا وہ تا قیامت انسانوں کیلئے روشنی کے مینار کا درجہ رکھتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ''کیا یہودی انسان نہیں ہوتے!'' خود کو انسانِ کامل رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرنے والے اِن اخلاق و تہذیب سے عاری سیم وزر کے پجاری فتویٰ فروشوں سے کوئی پوچھے کہ کیا تمہیں مذکورہ اسوۂ رسولؐ سے کوئی دور کی بھی نسبت ہے؟ شاعر نے یہ بات یقیناً بلا وجہ نہیں کہی تھی ؎

حیرت سے تک رہی ہے شریفوں کی آبرو
ڈھالے ہیں سیم وزر نے کمینے نئے نئے

پیارے آقا کی رحلت پر

ہم سے آخر وہ کیا قصور ہوا — ایسی قدرت کا جو ظہور ہوا
تیرے جانے سے اے میرے آقا — قلب زخموں سے چور چور ہوا
اے خدایا! بہت عزیز تھا وہ — اب جو حاضر تیرے حضور ہوا
ایم ٹی اے پر نظر جب آئی شبیہ — ظاہر ہر سمت گھر میں نور ہوا
سن کے قرأت جنابِ طاہر کی — سارا ماحول پُرسرور ہوا
جو بھی آیا مقابلے پہ ترے — خاک فرعون کا غرور ہوا
آپ کے دم سے دین کا چرچا — سارے جگ میں میرے حضور! ہوا
زینۂ اسلام کی ترقی کا — ہم نے دیکھا ہر اِک عبور ہوا
پا لیا اور صورتِ مسرور — جب امام ایک ہم سے دور ہوا
تھے وہ خورشید ابنِ مریم بھی — یہ بھی پورا نشاں ضرور ہوا

(مبشر خورشید ۔۔ نارتھ یارک)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حاصلِ مطالعہ

پڑوسی کا حق

اسلامی روایات میں آتا ہے کہ کوفہ میں امام ابوحنیفہؒ کا پڑوسی ایک جفت ساز تھا۔ جو سارا دن محنت کر کے روزی کماتا اور شام کو گھر لوٹتے وقت گوشت یا مچھلی وغیرہ خرید لاتا جسے بھون کر شراب کے ساتھ بڑے مزے سے کھانا اڑاتا اور جب خوب مخمور ہو جاتا تو بڑی خوش الحانی سے یہ شعر پڑھا کرتا:

اَضَاعُونِی وَاَیَّ فَتًی اَضَاعُوْا — لِیَوْمِ کَرِیْهَةٍ وَ سَدَادِ ثَغْرٍ

یعنی انہوں نے مجھے ضائع کر دیا اور انہوں نے کس قسم کے نوجوان کو ضائع کر دیا جو فنونِ حرب سے خوب واقف ہے اور سرحدوں کی حفاظت کرنا جانتا ہے۔

وہ شراب پیتا جاتا اور اس شعر کو دوہراتا جاتا یہاں تک کہ اُسے نیند آجاتی اور سو رہتا۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ ہر روز اس کا یہ شعر سنتے کیونکہ آپ تو رات کا اکثر حصہ عبادت الٰہی میں گزارتے تھے۔ لیکن آپ نے اُسے کبھی نہ روکا نہ ٹوکا۔ کچھ عرصہ بعد ایک دن جب اُس کی آواز نہ آئی تو آپ نے اڑوس پڑوس سے اُس کے بارے میں دریافت کیا تو آپ کو بتایا گیا کہ اُسے پولیس پکڑ کر لے گئی ہے۔ اس پر اگلی صبح آپ نے اپنی خچر نکالی اور اُس پر سوار ہو کر حاکم شہر کے پاس چلے گئے دربان نے اندر جا کر امیر کو حضرت امام کی تشریف آوری کی اطلاع دی تو اُس نے کہا: ''انہیں اندر لے آؤ۔ مگر دیکھو انہیں خچر سے اترنے نہ دینا۔ یہاں تک کہ اُن کی خچر قالین پر قدم رکھ دے۔'' چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ امیر نے نہایت عقیدت و احترام سے آپ کو مرحبا کہا اور تشریف آوری کا باعث دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا: ''میرے ایک پڑوسی کو جو جفت ساز ہے آپ کی پولیس پکڑ کر لے آئی ہے۔ آپ سے اس کی رہائی کی درخواست کرنے آیا ہوں۔''

یہ سن کر امیر نے کہا کہ آپ کے احترام میں نہ صرف اُس جفت ساز کو بلکہ اس کے بعد اس رات سے اب تک تمام پکڑے جانے والوں کو بھی چھوڑا جاتا ہے۔ اُس کی رہائی ہوتے ہی حضرت امام اپنے خچر پر سوار ہوئے اور جفت ساز آپ کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ آپ نے اپنے گھر پہنچ کر اس سے صرف اتنا کہا ''**هَلْ اَضَعْنَاكَ**'' کیا ہم نے تجھے ضائع کیا ہے؟ اس پر وہ بہت شرمندہ ہوا اور اعتراف کیا کہ واقعی آپ نے مجھے ضائع نہیں کیا۔ بلکہ پڑوسی ہونے کا حق ادا کر دیا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس نے توبہ کر کے شراب پینا چھوڑ دی۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا یہ طریق اصلاح کس قدر پیارا اور دلکش ہے۔ اے کاش کہ پاکستانی علماء فتنہ تکفیر میں مشغول ہونے کی بجائے اخلاق محمدیﷺ کو خود بھی اپنائیں اور اصلاح امت کا مندرجہ بالا طریق حنفی اختیار کریں۔

﴿ماخوذ از: ''عربی ادب کے شہ پارے'' مرتبہ: صوفی محمد اسحاق﴾

من گھڑت خبریں

روشنی غالب ہوئی ہے رات پر
متحد ہے قوم پھر اِک ہاتھ پر
من گھڑت خبروں کے خالق آجکل
ہیں پریشان صورتِ حالات پر

عبدالکریم قدسی

رحمت العالمین ﷺ کی ذاتِ بابرکات کے متعلق امریکن پادری کی ہرزہ سرائی

سی بی ایس ٹی وی چینل اور ٹورنٹو سٹار اخبار کو بھجوایا جانیوالا ایک مراسلہ

مرسلہ: مکرم عبداللطیف شرما (ویسٹن نارتھ)

امریکہ کے پادری جیری نال ویل صاحب نے'' سی بی۔ایس 60 منٹ'' کے پروگرام میں اُنکے نمائندہ باب سیمن کو جو انٹرویو دیا تھا۔ وہ مسلم دُنیا کے لئے بڑا دِل آزار اور تکلیف دہ ہے۔ جس میں حضرت محمدؐ پر ''دھشت گرد'' (نعوذباللہ) ہونے کا ناروا الزام دھرا ہے۔ ان ریمارکس کو کثیرالاشاعت اخبار ٹورنٹو اسٹار نے اپنی ۸ اکتوبر ۲۰۰۲ء کی اشاعت میں صفحہ A-10 پر بھی شائع کیا۔ افسوس ہے پادری صاحب نے اُس مُقدس ہستی پر بلاتحقیق الزام تراشی کی ہے۔ جس کے بارے میں حضرت عیسیٰؑ نے بشارت دی تھی۔ کہ جب فارقلیط (Paraclete OR the comforter or the spirit of truth) آئے گا تو تمام باتیں تمہیں سمجھائے گا اور آئندہ کی خبریں دے گا اپنی صداقت کی راہیں تم پر ظاہر کرے گا وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہے گا بلکہ جو خدا سے سنے گا وہی کہے گا اور یہ فارقلیط مجسم صداقت ہو گا۔

(بحوالہ انجیل John 12-13-14-16-17-15 ,7-26)

فارقلیط سے مُراد حضرت محمد رسول اللہؐ ہیں۔ جو کہ حضرت عیسیٰؑ کی بشارت کے مطابق ظاہر ہوئے۔

قرآن کریم ایک راہ نما کتاب ہے۔ حضرت محمدؐ کی سیرت و کردار کے تمام گوشے کتاب اللہ کا عملی نمونہ ہیں۔ آپ نے کسی جگہ بھی اپنے پیروکاروں کو دہشت گردی کی تعلیم نہیں دی۔ اور نہ خود اس پر عمل کیا۔ البتہ اپنے دفاع (سیلف ڈیفنس) کی اجازت ضرور دی ہے۔ جس کا کہ ہر شخص ہر قوم اور ملک کو اپنا دفاع کرنے کا کلّی اختیار ہوتا ہے تا کہ اپنی جان، مال اور عزّت کی حفاظت کی جا سکے۔ اس کو دھشت گردی (ٹیرورزم) کہنا سراسر غلطی اور نا انصافی ہے۔ اقوامِ عالم کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے ہر منصف مزاج کو معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت محمدؐ کی تعلیم کیا ہے۔ جن غیر مسلم محققین اور مصنفین نے مطالعہ کیا۔ ان میں ایک بڑی تعداد نے حضرت محمدؐ کی عظمت اور رفعت اور ان کے اعلیٰ کردار اور اخلاق حسنہ کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ بوجوہ طوالت اس مراسلے میں ان سب محققین اور دانش وروں کے خیالات پیش کرنا ممکن نہیں تا ہم صرف ایک دانش ور کا ذکر کر دیتا ہوں۔ جو نہ عیسائی ہے نہ مسلمان۔ بلکہ ہندو ہے۔ اس غیر جانب دار کی گواہی پادری جیری فال ویل کو تسلیم کر لینی چاہئے کیونکہ وہ غیر مذہب کا آدمی ہے۔ اور غیر جانب دار ہے۔ اس دانشور اور فلاسفر کا نام ہے پروفیسر راما کرشنا راؤ۔ پروفیسر کرشنا راؤ حضرت محمدؐ کی صداقت کی دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ '' تاریخی ریکارڈ یہ ثابت کرتا ہے کہ حضرت محمد کی خوبیوں کو درست اور دشمنوں نے تسلیم کیا ہے اور انکی زندگی کے ہر پہلو میں آپ کے انتہائی درجے کے اخلاص اور امانت داری کو سب نے جانا ہے۔ یہانتک کہ اہلِ یہود نے جو مذہب اسلام کے سرے سے قائل ہی نہیں تھے، طرف داری سے بالا شخصیت کے طور پر اپنے جھگڑوں کے فیصلوں کے لئے آپ کو مصالحت کنندہ کے طور پر قبول کیا۔

یہاں تک کہ مکّہ کے کفار نے بھی یہ کہا کہ ہم تجھے تو جھوٹا نہیں کہتے۔ لیکن ہم تیرے اس رب کا انکار کرتے ہیں جس نے تمہیں توحید کا پیغام دیا ہے۔ محمدؐ نے ہمارے خداؤں کی جگہ ایک خدا بنا ڈالا یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔'' پروفیسر راما کرشنا راؤ حضرت محمدؐ کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں: ''حضرت محمدؐ کی شخصیت بھی کیا شخصیت تھی۔ ہم ان کے بارے میں سب کچھ تو نہیں جان سکتے۔ لیکن ان کی محض ایک جھلک بھی ڈرامائی مناظر پیش کرنے کیلئے کافی ہے۔ وہ اپنی شخصیت میں رسول بھی تھے اور جرنیل بھی، بادشاہ بھی تھے اور سپاہی بھی، تاجر بھی تھے اور واعظ بھی۔ فلسفی بھی تھے اور سیاسی مُدبّر بھی۔ خطیب بھی تھے اور مصلح بھی وہ یتیموں کے ملجا بھی تھے اور غلاموں کے محافظ اور عورتوں کے نجات دھندہ بھی۔

یہ محسن انسانیت عدالت کے منصف بھی تھے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان سب کے ساتھ ساتھ عابد اور زاہد بھی تھے اور ان تمام شاندار حیثیتوں میں آپ کا کردار ایک ہیرو کا کردار ہے۔''

اس غیر جاندار اور انصاف پسند غیر مسلم کو تو کسی جگہ محمدؐ کے کردار میں ٹیرارزم کا شائبہ تک نظر نہیں آیا۔ اگر ہوتا تو بیان کرتا۔

مسٹر فال ویل کو معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن کریم جو مسلمانوں کی مقدّس کتاب ہے۔ اُس میں حضرت عیسیٰؑ اور ان کی کتاب انجیل کا بہت سے مقامات پر احسن رنگ میں ذکر آیا ہے۔ اور اچھے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ یوں تو قرآن مجید میں بہت سے پیغمبروں کا ذکر آیا ہے۔ لیکن حضرت موسیٰؑ کے تذکرے کے بعد سب سے زیادہ تعریف قرآن مجید نے حضرت عیسیٰ کی بیان فرمائی ہے۔ مزید براں عیسائیوں کی تعریف بھی یہودیوں کے مقابلے میں قرآن مجید میں بہت زیادہ ہے۔ مسلمانوں کو حضرت عیسیٰؑ سے محبت ہے۔ اس لئے کہ حسبِ ارشاد قرآن مجید وہ خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ پیغمبر تھے اور ایک بڑے ہادی اور مصلح تھے۔

اگرچہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے بعض عقائد میں فرق ہے مگر یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ محض اختلاف عقائد کے سبب حضرت عیسیٰؑ کی بزرگی، مقام اور ان کی تعلیم کو بُرا کہیں یا اچھا کہنے سے اجتناب کریں۔ یا اُسکی خوبیوں کو پوشیدہ رکھیں۔ یا ان پر تنقید کا ایسا کیچڑ اچھالیں کہ خوبیاں اپنی اصل شکل وصورت میں باقی نہ رہیں۔

جو عیسائی قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں اور جو مسلمان قرآن مجید پر غور اور

تدبر کرتے ہیں وہ دونوں اس امر پر حیران ہوتے ہیں کہ قرآن مجید نے حضرت عیسیٰ کی اِس قدر تعریف فرمائی ہے کہ اتنی تو خود عیسائی بھی نہیں کرتے پھر عیسائیوں کی مسلمانوں کیساتھ تعصّب کی وجہ آخر کیا ہے؟ اب وقت آ گیا ہے کہ عیسائی اور مسلمان ایک دوسرے کی حیثیت کو پہچانیں۔ اور ہر قوم دوسری قوم کی تعلیم سے پوری طرح آگاہ ہو۔ یہ واقفیت نیک نیتی سے حاصل کی جائے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض بنیاد پرست عیسائی مسلمانوں اور اسلام کو نیک نیتی سے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اُن کی نیت بھی یہی ہوتی ہے کہ قرآن مجید اور اسلامی تعلیم میں برائیاں تلاش کریں اور عیسائیوں کو حضرت بانی اسلامؑ سے متنفر کریں۔

جیری فال ویل صاحب! اب لڑائیوں جھگڑوں اور فتنہ و فساد کا وقت نہیں ہے، زمانے کو امن اور صُلح صفائی کی اشد ضرورت ہے۔ ہر قوم دوسری قوم کو پہچانے۔ دل کی کدورتوں کو جو غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں سے پیدا ہو گئی ہیں، محبت، احترام اور اُلفت کے پانی سے دھونے کی کوشش کریں۔ جناب پادری صاحب! عیسائی قوم کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ کی تعریف محض قرآن مجید میں ہی نہیں بلکہ تمام اسلامی لٹریچر حضرت عیسیٰ کی تعریف سے لبریز نظر آتا ہے۔ فارسی۔ اور اُردو شاعری، حضرت عیسیٰؑ کی بابت لبالب بھری پڑی ہے۔ کوئی شاعر مسلمانوں کا ایسا نہیں گزرا جس نے حضرت عیسیٰ کا عمدہ الفاظ میں ذکر نہ کیا ہو۔ مسلم شعراء نے تو حضرت عیسیٰؑ کے نام کو بھی اپنی شاعری کا مستقل باب قرار دے رکھا ہے۔ جس میں ہر شاعر نے مختلف طریقوں سے حضرت عیسیٰ کی تعریف لکھی ہے۔ اس کے مقابلہ میں عیسائی قوم غور کرے کہ اُس نے بھی مسلمانوں کے پیشوا حضرت محمدؐ کی نسبت کچھ لکھا ہے۔ میرے علم میں عیسائی شعراء کا ایک شعر بھی ایسا نہیں آیا جس میں حضرت محمدؐ کی تعریف کی گئی ہو۔ عیسائی قوم کو بھی اپنے اندر مسلمانوں کے پیشوائے اعظمؐ کے ساتھ اسی قسم کا برتاؤ کرنے کا ظرف پیدا کرنا چاہئے اور ''دھشت گرد'' جیسے الفاظ کے ذریعے مسلم قوم کی دلآزاری کرنے سے گریز کرنا چاہئے۔ میں مسٹر جیری فال ویل صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا کسی مسلمان نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایسے ہتک آمیز الفاظ استعمال کئے ہیں جو آپ نے سی بی ایس (CBS) کے نمائندہ کو انٹرویو دیتے وقت بیان کئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے۔ کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کو آپس میں محبت اور خلوص سے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آنحضور ﷺ کو
غیر مسلموں کا خراجِ تحسین

مشہور مستشرق اے جی لیونارڈ لکھتا ہے:-

''واقعہ یہ ہے کہ اُن کی جان کے دشمن اور اسلام کو مٹانے کی سازشیں کرنے والے بھی محمدؐ کی صداقت اور امانت کو تسلیم کرتے تھے'' (مطبوعہ ۱۹۰۹ء Islam)

میجر آرتھر گلن مورنڈ لکھتا ہے:

''تخلیقِ دُنیا سے اس وقت تک جتنے صادق اور مخلص سے مخلص پیغمبر آئے وہ اُن سب سے ممتاز رتبہ کے مالک تھے'' (استقلال دیوبند ۱۹۳۶ء)

برطانوی مؤرخ ڈاکٹر ای اے فریمن (۱۸۲۳ء تا ۱۸۹۲ء) لکھتے ہیں:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمدؐ بڑے پکے اور سچے راستباز مصلح تھے''

(معجزاتِ اسلام ص ۶۷)

ہربرٹ وائل نے اس طرح اعتراف کیا:

''آپؐ بہت سچے اور بے مثال امین تھے''

(برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول ص ۹۳)

ہندوستانی حکیم پنڈت کرشن کنوروت شرما نے یوں خراجِ تحسین پیش کیا:

''وہ سراج صداقت و حقانیت جس کی ضیاء باریاں ہر زمانہ میں گم گشتگانِ بادیۂ ضلالت کے لئے صرطِ مستقیم کا پیام ثابت ہوئیں۔'' (ایضاً)

کانٹ مری لکھتا ہے:

''محمدؐ سچے اور امین تھے۔ پاک باز اور غمگسار تھے۔ نہایت متقی اور پرہیز گار تھے'' (ایضاً)

مدراس کے محقق، ونکٹارام نے یوں خراجِ تحسین پیش کیا:

''وہ اللہ کے ایک سچے بندے اور اس کے فرمانبردار پیغام رساں تھے''

(ایضاً ص ۵۷)

☆☆☆☆☆☆☆

گاہک کی مرضی کا خیال رکھتے ہوئے......!

عیسائیوں کے ایک مشنری سکول میں پادری صاحب نے کہا ''اس طالب علم کو دس ڈالر دیئے جائیں گے جو یہ بتائے گا کہ دنیا کا عظیم شخص کون ہے؟'' -- سیموئیل نے کہا: ''جارج واشنگٹن'' --- جانسن نے کہا: ''ولیم شیکسپیئر'' --- رام دیال نے کہا: ''مہاتما گاندھی'' -- اور الطاف میمن نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہہ کر دس ڈالر جیت لئے۔

پادری صاحب نے دس ڈالر کا نوٹ الطاف کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا: ''کیا تم دل سے تسلیم کرتے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا کے سب سے عظیم شخص ہیں؟'' الطاف میمن نے دس کا نوٹ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا..... ''جی نہیں، میں دِل سے تسلیم کرتا ہوں کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی عظیم ترین شخصیت ہیں۔'' پادری صاحب غصّے سے بولے.... ''پھر تم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام کیوں لیا؟'' الطاف میمن نے جواب دیا...... ''جناب اس لئے کہ کاروبار میں گاہک کی مرضی کا خیال رکھنا زیادہ اہم ہے۔''

☆☆☆☆☆☆☆

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

مکرم نثار احمد - ٹورنٹو ایسٹ

سورۃ الجمعہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

ترجمہ: وہی ہے۔ جس نے اُمّی لوگوں میں اُنہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے۔ اور اُنہیں پاک کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور اُنہی میں دوسروں کی طرف بھی (اُسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا اور صاحبِ حکمت ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرتؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے جب آپؐ نے مندرجہ بالا آیت پڑھی تو ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہؐ یہ کون لوگ ہیں جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔ حضورؐ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس آدمی نے تین دفعہ یہی سوال کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ ہم میں بیٹھے تھے۔ آنحضرتؐ نے اپنا ہاتھ اُن کے کندھے پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا تو ان لوگوں میں سے ایک شخص اس کو زمین پر واپس لے آئے گا۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ؑ اس حدیث کے مصداق مسیح موعودؑ ہو کر تشریف لائے۔ چنانچہ آپ نے کتاب البریہ حاشیہ صفحہ ۱۶۲ میں اپنا فارسی النسل ہونا بیان فرمایا ہے اور یہ کہ آپ کے آباؤ اجداد سمرقند سے آئے تھے۔

زمانے کی امامت کو زمانے کا امام آیا
محمدؐ کی غلامی میں محمدؐ کا غلام آیا

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت چلی آ رہی ہے۔ کہ زمین پر جب ظلم اور فساد بہت بڑھ جاتا ہے۔ گناہ غالب آ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ انسانیت کی اصلاح کی خاطر اپنی طرف سے ہادی اور رسول بھیجتا ہے۔ اِن گناہوں میں شرک کا دور دورہ، خون ریزی، سرِ عام فحاشی، عدل و انصاف کا خاتمہ اور جھوٹ و فریب کی حکمرانی شامل ہیں۔ موجودہ زمانہ اس پر گواہ ہے۔ کہ ان تمام گناہِ کبیرہ نے بدرجہ اُتم معاشروں، مُلکوں اور قوموں کو تباہی اور بربادی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ اور ہر مذہب اور ہر فرقہ بڑی شدّت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی مامور کا انتظار کر رہا تھا یہ وہ زمانہ تھا، یہ وہ حالات تھے جن میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ؑ نے مسیح موعودؑ اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ اور زمین اور آسمان نے پکار پکار کر آپ کی صداقت کی گواہی دی۔

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

آپ کی صداقت کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ دعویٰ ماموریت سے پہلے آپ کے بارے میں لوگوں کی رائے کیا تھی۔ جس طرح آنحضرتؐ بعثت سے پہلے اہلِ مکّہ میں الصادق اور الامین مشہور تھے۔ اسی طرح دعویٰ سے قبل ہندوستان کے چوٹی کے علماء آپؑ کو اسلام کے دفاع میں ایک عظیم پہلوان گردانتے تھے۔ چنانچہ مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں۔'' مرزا صاحب کی خصوصیّت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے''

جس طرح حضرت مسیح ناصری ؑ موسوی اُمت میں حضرت موسیٰؑ کے تیرہ سو سال بعد مبعوث ہوئے۔ اسی طرح حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ نے امتِ محمدیؐ میں تیرہ سو سال کے بعد مسیح موعودؑ ہونے کا دعویٰ فرمایا اور رسولِ پاکؐ نے ایک حدیث شریف میں اُمتِ موسویؑ اور امتِ محمدیؐ کی مماثلت پاؤں کی دو جوتیوں سے واضح فرمائی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت میں اللہ تعالیٰ نے کسوف وخسوف کا نشان ظاہر فرمایا چنانچہ سال ۱۸۹۴ء کے ماہ رمضان میں تیرہ تاریخ کو چاند گرہن اور ۲۸ تاریخ کو سورج گرہن لگا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر قیامت تک کیلئے سچائی کی مہر ثبت کر گیا۔

آپ کی صداقت کی ایک اور بڑی دلیل آپ کا زندہ خدا پر ایمان ہے۔ چنانچہ آپؑ حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں کہ'' جو شخص دعویٰ کرے کہ میرے پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے۔ پھر اُس کے ساتھ صد ہا نشان ظاہر ہوں اور ہزاروں قسم کی تائید و نصرتِ الٰہی شاملِ حال ہو۔ اور اُس کے دشمنوں پر خدا کے کھلے کھلے حملے ہوں پھر کس کی مجال ہے کہ ایسے شخص کو جھوٹا کہہ سکے''

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

نشانوں کا ذکر چلا ہے تو حدیث مبارکہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے دجال کا فتنہ۔ یاجوج اور ماجوج اور طاعون ظاہر فرمائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کتاب دافع البلاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ'' خدا تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو کہ ستر برس تک رہے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ اور یہ تمام اُمتوں پر نشان ہے۔''

حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ نے جب مسیح موعودؑ ہونے کا دعویٰ کیا تو نہ

صرف ہندوستان میں بلکہ مغرب میں بھی آپ کی مخالفت کا ایک طوفان کھڑا ہوگیا۔ کفر کے فتوے۔ مقدمے بازیاں یہاں تک کہ قتل کے منصوبے۔ لیکن ہر مخالفت اور ہر منصوبے کے خلاف تائیدِ الٰہی آپ کے شاملِ حال رہی۔ پھر مخالفوں میں الیگزنڈر ڈوئی۔ عبداللہ آتھم اور پنڈت لیکھرام کا انجام سب کے سامنے ہے۔ کہاں ہیں آج مولوی محمد حسین بٹالوی۔ مولوی ثناءاللہ امرتسری اور اُن کے پیروکار ؎

جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

آپ کی صداقت کی دلیل میں آپ کا دل پر اثر کرنے والا کلام ہے اس کلام کے پیچھے الٰہی ہاتھ اور الٰہی آواز کار فرما ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ۔ آئینہ کمالاتِ اسلام۔ اسلامی اصول کی فلاسفی جیسی کتب زبردست دلائل اور براہین پر مشتمل علم پیش کرتی ہیں۔

پھر آپ کی قوتِ قدسیہ ہے۔ یہی وہ قوتِ قدسیہ ہے جس نے آخرین میں حضرت مولوی حکیم نورالدینؓ کے وجود میں گویا ابوبکر ثانی پیدا کیا۔ اور بھی بے شمار عالی مقام صحابہ کرامؓ ہیں۔ پھر آپ کا یہ بھی چیلنج ہے کہ قادیان آکر جو بھی آپ کی صحبتِ اقدس میں وقت گزارے گا وہ اپنی ہستی میں انقلاب اور اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پائے گا۔

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

نُورِ سحر

چل گزر راہِ فنا سے بے خطر ہونے کے بعد
معرکے ہوتے ہیں سَر سینہ سپر ہونے کے بعد
کیا ہوا دریا میں گر موجیں قیامت خیز ہیں
پار لگتے ہیں سفینے شوروشر ہونے کے بعد
گریۂ پیہم سے ہوتی ہے رسائی ہر طرف
رنگ لاتی ہے وفا آشفتہ سَر ہونے کے بعد
جگمگا دے جلوۂ توحید سے دشتِ جہاں
سرنگوں بیٹھا ہے کیا رشکِ قمر ہونے کے بعد
اُٹھ گلستانِ جہاں میں زمزمہ پرواز ہو
خوابِ غفلت تا کجے نُورِ سحر ہونے کے بعد
جوگ لینا یا ادا سا کھینچنا آساں نہیں
آتا ہے دُھونی رمانا دربدر ہونے کے بعد
خاک سے کمتر سہی لیکن اے مُصلحؔ کیا عجب
کیمیا بن جاؤں میں اُن کی نظر ہونے کے بعد

——— مولانا مصلح الدین راجیکی

وہ جو اک شخص............

اپنے محسن و مشفق آقا کے بارہ میں کچھ شعر کہے تھے۔ زندگی میں حضورؒ کی خدمت میں پیش نہ کر سکا۔ حال کے صیغہ میں کہے گئے یہ اشعار اب ماضی کے صیغے میں بدل کر غمزدہ و محزون دل کے ساتھ اس محسن کی نذر کر رہا ہوں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(عطاء المجیب راشد ۲۲ اپریل ۲۰۰۳ء)

وہ جو اک شخص ترے غم میں گھلا رہتا تھا
وہ جو ہر آن ترے در پہ پڑا رہتا تھا
جس کا لبریز تھا الفت سے تری ساغرِ دل
تھا چھلکتا بھی، چھلک کر بھی بھرا رہتا تھا
جس کا دل مسکن و مہبط کسی محبوبؐ کا تھا
اس کے عاشقؑ پہ بھی سو جاں سے فدا رہتا تھا
آج عشاقِ محمدؐ میں سرِ خیل تھا وہ
کوچۂ عشق میں زنجیر بہ پا رہتا تھا
خدمتِ دین کا پیکر تھا وہ اک بطلِ جلیل
گامزن نت نئی راہوں پہ سدا رہتا تھا
جس کی الفت میں گرفتار تھے لاکھوں انساں
اور وہ ایسا کہ لاکھوں پہ فدا رہتا تھا
ہاں وہی شخص جو رہتا تھا دلوں میں ہر دم
وہ جو ہر سانس کی ڈوری میں بندھا رہتا تھا
اس کے عشاق کی ہر ملک میں حالت یوں تھی
اس کو ہو جائے نہ کچھ، دھڑکا لگا رہتا تھا
ہفت اقلیم میں پھیلائے ہوئے دستِ دعا
بھیگی پلکوں سے ہر اک وقفِ دعا رہتا تھا
''مجھ سے ہی پیار وہ کرتا ہے'' یہ تھا سب کو گماں
اس کا پیار ایسا تھا ہر دل میں بسا رہتا تھا
وہ جدھر جاتا تھا کرنیں سی بکھر جاتی تھیں
اپنے ماحول میں خورشید ادا رہتا تھا
زیر بار اس کی محبت کئے رکھتی تھی ہمیں
حسن و احساں تلے راشدؔ بھی پڑا رہتا تھا

بسلسلہ:
یومِ مصلح موعودؓ

ایک عظیم دورِ خلافت (۱۹۶۵ء - ۱۹۱۴ء)

مکرم محمد عبدالماجد صدیقی ۔ پیس ویلج

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان کے ہندوؤں کی اس خواہش پر کہ ہمیں بھی کسی خدائی نشان کی جھلک دکھائی جائے، بمقام ہوشیار پور چالیس روز تک چلہ کشی فرمائی اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں کے ساتھ ایک غیر معمولی نشان کے طلبگار ہوئے۔ خداتعالیٰ نے آپکی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے ایک فرزندِ ارجمند کی بشارت دی جسکے وجود کیساتھ بہت سی پیش گوئیاں اور صفات وابستہ تھیں۔ حضور نے اس ضمن میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک سبز اشتہار بھی شائع فرمایا۔ پیشگوئی کے مطابق اس موعود فرزند کو مصلح موعود کا خطاب بھی دیا گیا۔ جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات اور آپکے تقریباً اکیاون سالہ دورِ خلافت میں ہونے والی ہمہ جہت ترقی کا ایک ایک دن پیشگوئی مصلح موعودؓ کے ایک ایک لفظ پر مہر تصدیق ثبت کرتا نظر آتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے عظیم دورِ خلافت کا چند لفظوں میں احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ تاہم زیرِ نظر سطور میں چند اہم کارناموں پر مختصراً روشنی ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

علومِ قرآنی پر غیر معمولی دسترس: حضرت مصلح موعودؓ کو قرآنِ پاک سے بے حد محبت تھی۔ پیشگوئی مصلح موعود میں جو فرمایا گیا کہ وہ کلام اللہ کے مرتبہ کو بلند کریگا، وہ آپکی شاندار تفسیرِ قرآن اور قرآنِ پاک کو دنیا کی مختلف زبانوں میں تراجم کے ذریعے وسیع اشاعت سے ظاہر و باہر ہو جاتا ہے۔ آپکی بیان فرمودہ تفسیر کبیر جو دس جلدوں پر مشتمل ہے اسمیں آپنے قرآن کے ایسے ایسے باریک و دقیق نکات کو کھولا ہے کہ دیگر مفسرین کے ہاں اسکی مثال ملنی مشکل ہے۔ آپ نے قرآنِ کریم کی متعدد سورتوں کی نہایت عمدہ جامع تفسیر کی جو قریباً دس ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اور غیروں سے بھی مقبولیت کی سند حاصل کر چکی ہے۔ علامہ نیاز فتح پوری صاحب لکھتے ہیں کہ:-

''حضرت کی تفسیر کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے۔ میں اسے بڑی نگاہ غائر سے دیکھ رہا ہوں اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویۂ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کا تبحرِ علمی، آپ کی وسعت نظر، آپ کی غیر معمولی فراست، آپ کا حسنِ استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے''

(ملفوظات نیاز بلد ۱۲۵)

مولانا عبدالماجد دریا آبادی کے مؤقر رسالہ ''صدق جدید'' لکھنؤ مجریہ ۱۹ نومبر ۱۹۵۶ میں مندرجہ ذیل نوٹ شائع ہوا:-

''دوسرے عقیدے ان کے جیسے بھی ہوں قرآنی علوم، قرآن کی عالمگیر اشاعت اور دین کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں ان کا صلہ اللہ انہیں عطا فرمائے اور ان کی خدمات کے طفیل ان کے ساتھ عام معاملہ درگذر کا فرمائے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح تبیین و ترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی بلند و ممتاز مرتبہ ہے''

خاکسار کا ذاتی تجربہ ہے کہ کراچی میں گھر سے دفتر تک کے فاصلے کے دوران سفر میں روحانی خزائن یا تفسیرِ کبیر کی کوئی جلد ساتھ رکھتا تھا جسکا نتیجہ یہ ہوتا کہ ساتھ بیٹھا ہوا مسافر بھی اسکو پڑھنے کی خواہش کرنے لگتا اور پھر اسی تفسیر اور مصنف کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے میں دلچسپی کا اظہار کرتا۔

جماعتی تنظیموں کی تشکیل: جماعت کے ہر عمر کے افراد کیلئے الگ الگ تنظیمی ڈھانچے قائم کر کے آپنے جماعت کے نظام کو مضبوط بنیادوں پر استوار کر دیا۔ یہ تنظیمیں اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ، انصاراللہ، لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کہلاتی ہیں۔ جماعت کا ہر فرد اپنی عمر کے لحاظ سے کسی نہ کسی تنظیم سے وابستہ ہوتا ہے۔ اسطرح یہ تنظیمیں افرادِ جماعت کی تربیتی، علمی، ادبی اور صحتِ جسمانی جیسی ضرورتوں کی تکمیل کی خاطر سارا سال مختلف پروگرام تشکیل دیتی رہتی ہیں۔

ملّی و قومی خدمات: حضرت مصلح موعودؓ کی ملی و قومی خدمات حالیہ تاریخ کا ایک ایسا سنہرا دور ہے جسکا دورانیہ نصف صدی پر پھیلا پڑا ہے۔ گویا ع

نصف صدی کا قصہ ہے دو چار دن کی بات نہیں

حضور نے نہ صرف مسلمانانِ برصغیر کیلئے بلکہ کرۂ ارض کے دیگر مسلمانوں کی بہبود و آزادی کیلئے بھی طویل مساعی جلیلہ فرمائی۔ آریوں کی جانب سے شدھی کی تحریک، (جسکے ذریعے ملکانہ کے ہزاروں مسلمانوں کو ہندو بنا لیا گیا) آپنے جماعت کے ہر طبقہ کے افراد کی عارضی وقف کی مدد سے ناکام بنا دی۔ جسکا اعتراف مسلمانوں اور ہندوؤں نے بھی کیا۔ کشمیر اور فلسطین کے مسلمانوں کیلئے آپکی عملی کوششوں سے ہر کس و ناکس واقف ہے۔

آپ کے شاگردِ خاص حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب نے آپکے مشوروں کی روشنی میں نہ صرف تحریکِ قیامِ پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا بلکہ یو این او کے پلیٹ فارم سے شمالی افریقہ کی نصف درجن مسلمان ریاستوں جیسے الجزائر، لیبیا، سوڈان، مراکش

اور سوڈان وغیرہ کو نو آبادیاتی چُنگل سے آزادی دلوائی۔

سیرۃ النبیؐ جلسوں کا آغاز: ۱۹۲۸ء میں ایک ہندو ناشر کی طرف سے بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر گند اچھالنے والی کتاب ''رنگیلا رسول'' کی اشاعت کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے سیرت النبیؐ کے جلسوں کی داغ بیل ڈالی۔ جن میں دیگر مذاہب کے غیر متعصب اور انصاف پسند لوگوں کو سیرتِ رسول پر تقاریر کی دعوت دی جانے لگی۔ اسطرح حضرت مصلح موعودؓ کو سیرت النبی یا سیرت کانفرنس جیسی تقریبات کا بانی ہونے کا اعزاز حاصل ہے چنانچہ ۱۹۲۸ء کے برّصغیر کے مسلم اخبارات اس حقیقت کے گواہ ہیں۔

تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کا قیام: ۱۹۳۴ء میں قادیان میں مخالفین احمدیت کی طرف سے احرار کانفرنس کے انعقاد کے بعد حضورؓ نے انجمن تحریکِ جدید کا قیام فرمایا۔ جسکے تحت بیرونِ ممالک تبلیغ دین کے کام میں وسعت پیدا ہوئی اور یوں احمدیت کا پیغام دنیا کے کناروں تک پھیلتا چلا گیا۔ جبکہ اندرونِ ملک دیہاتی علاقوں میں اصلاح و تربیت کیلئے معلمین تیار کرنے والا ادارہ وقفِ جدید بنایا گیا۔ جسکے انچارج موجودہ امام حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تھے۔

اشاعت کتب: حضرت مصلح موعودؓ کے خطبات و لیکچرز کی تعداد بے شمار ہے۔ تاہم آپ نے بعض بڑے اور معروف لوگوں کو مدِ نظر رکھ کر بھی کتب تصنیف فرمائیں۔ مثلاً نظامِ دکن کو احمدیت کا پیغام ''تحفۃ الملوک'' کی صورت میں پہنچایا۔ انگلستان کے شہزادہ ویلز کیلئے تحفہ شہزادہ ویلز کے نام سے دسمبر ۱۹۲۱ء میں تحریر فرمایا۔ ''دعوت الامیر'' کے عنوان سے تحریر کی گئی یہ مشہور کتاب ۱۹۲۴ء میں شائع ہوئی جو امیر امان اللہ خان والیٔ افغانستان کو بھجوائی گئی۔ مارچ ۱۹۳۱ء کو اس زمانے کے وائسرائے ہند لارڈ اردن کو تحفۂ لارڈ اروِن کی صورت میں پیش کیا گیا۔ سیرِ روحانی: جلسہ سالانہ کے موقع پر آپکے لیکچرز کا خصوصی سلسلۂ تقاریر ''سیر روحانی'' کے عنوان سے شائع شدہ ہے۔ جو افرادِ جماعت کے علم میں اضافے کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت کا بھی بہترین ذریعہ ہے۔

الغرض حضرت مصلح موعودؓ کا بابرکت دورِ خلافت تاریخ احمدیت کا ایک انتہائی اہم اور درخشاں دور تھا جسکی یادیں کبھی بھی آپکے چاہنے والوں کے دلوں سے محو نہ ہوسکیں گی۔ جیسا کہ آپ نے خود اپنے ایک شعر میں فرمایا ؎

اِک وقت آئیگا کہ کہیں گے تمام لوگ -- ملت کے اِس فدائی پہ رحمت خدا کرے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت مصلح موعودؓ اغیار کی نظر میں

☆ ...... مشہور صحافی وقار انبالوی اپنے روزنامہ ''سفینہ'' کی ایک اشاعت میں لکھتے ہیں:

''گزشتہ اتوار کو امیر جماعت احمدیہ نے لاہور کے اخبار نویسوں کو اپنی نئی بستی ربوہ کا مقام دیکھنے کی دعوت دی اور انہیں ساتھ لے کر وہاں کا دورہ کیا۔ اس دورے کی تفصیلات اخباروں میں آچکی ہیں۔ ایک مہاجر کی حیثیت سے ربوہ ہمارے لئے ایک سبق ہے۔ ساٹھ لاکھ مہاجر پاکستان آئے لیکن اس طرح وہاں سے بھی اجڑے اور یہاں پر بھی کسمپرسی نے انہیں منتشر کر رکھا ہے۔ یہ لوگ مسلمان تھے، رب العالمین کے پرستار اور رحمۃ للعالمین کے نام لیوا، مساوات و اخوت کے علمبردار، لیکن اتنی بڑی مصیبت بھی انہیں یکجا نہ کرسکی۔ اس کے برعکس ہم اعتقادی حیثیت سے احمدیوں پر ہمیشہ طعنہ زن رہے ہیں لیکن ان کی تنظیم، ان کی اخوت اور دکھ سکھ میں ایک دوسرے کی حمایت نے ہماری آنکھوں کے سامنے ایک نیا قادیان آباد کرنے کی ابتدا کر دی ہے۔ مہاجر بن کر وہ لوگ بھی آئے جن میں خدا کے فضل سے ایک ایک آدمی ایسی بستیاں بسا سکتا تھا لیکن ان کا روپیہ ان کی ذات کے علاوہ کسی غریب مہاجر کے کام نہ آسکا۔ ربوہ ایک اور نقطہ نظر سے بھی ہمارے لئے محل نظر ہے۔ وہ یہ کہ حکومت بھی اس سے سبق لے سکتی ہے اور مہاجرین کی صنعتی بستیاں اس نمونے پر بسا سکتی ہے۔ اس طرح ربوہ عوام اور حکومت کے لئے ایک مثالی شہر ہے اور زبان سے کہہ رہا ہے کہ لمبے چوڑے دعوے کرنے والے منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں اور عملی کام کرنے والے کوئی دعویٰ کئے بغیر کچھ کر دکھاتے ہیں''۔

(''سفینہ'' لاہور ۱۳ نومبر ۱۹۴۸ء)

☆...... مصور فطرت شمس العلماء خواجہ حسن نظامی نے آپ کی قلمی تصویر ان الفاظ میں کھینچی:

''اکثر بیمار رہتے ہیں مگر بیماریاں ان کی علمی مستعدی میں رخنہ نہیں ڈال سکتیں۔ انہوں نے مخالفت کی آندھیوں میں اطمینان کے ساتھ کام کر کے اپنی مغلئی جوانمردی کو ثابت کر دیا۔ اور یہ بھی کہ مغل ذات کارفرمائی کا خاص سلیقہ رکھتی ہے۔ سیاسی سمجھ بھی رکھتے ہیں اور مذہبی عقل و فہم میں بھی قوی ہیں اور جنگی ہنر بھی جانتے ہیں یعنی

دماغی اور قلمی جنگ کے ماہر ہیں"۔
(اخبار 'عادل'۔ دہلی۔ ۲۴ اپریل ۱۹۳۳ء)

"تاثرات قادیان" سے ایک اقتباس

☆.....۱۹۱۹ء میں لاہور میں مؤرخ اسلام پروفیسر سید عبدالقادر صاحب ایم۔اے کی صدارت میں مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی اسلامیہ کالج لاہور کا جلسہ منعقد ہوا۔ اس خلیفہ صاحب نے "اسلام میں اختلافات کا آغاز" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اس جلسہ میں پروفیسر صاحب نے آپ کا تعارف کرواتے ہوئے کہا:

"حضرات! عام طور پر قاعدہ ہوتا ہے کہ جب کوئی صاحب لیکچر کے لئے تشریف لاویں تو صدر انجمن حاضرین سے ان کا تعارف کرواتا ہے لیکن آج کے لیکچرار اس عزت، اس شہرت اور اس پایہ کے انسان ہیں کہ شاید ہی کوئی صاحب ناواقف ہوں۔ آپ اس عظیم الشان اور برگزیدہ انسان کے خلف ہیں جنہوں نے تمام مذہبی دنیا اور بالخصوص عیسائی عالم میں تہلکہ مچا دیا تھا" (تاثرات قادیان صفحہ ۲۱)

پروفیسر صاحب مذکور نے تقریر کے اختتام پر فرمایا:

"میں نے بھی کچھ تاریخی اوراق کی ورق گردانی کی ہے اور آج شام کو جب میں اس ہال میں آیا تو مجھے خیال تھا کہ اسلامی تاریخ کا بہت سا حصہ مجھے بھی معلوم ہے اور اس پر میں اچھی طرح رائے زنی کر سکتا ہوں لیکن اب جناب مرزا صاحب کی تقریر کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ میں ابھی طفلِ مکتب ہوں اور میری علمیت کی روشنی اور جناب مرزا صاحب کی علمیت کی روشنی میں وہی نسبت ہے جو اس لیمپ (جو میز پر تھا) کی روشنی کو اس بجلی کے لیمپ کی روشنی سے (جو اوپر آویزاں تھا) ہے۔

حضرات! جس فصاحت اور علمیت سے جناب مرزا صاحب نے اسلامی تاریخ کے ایک نہایت مشکل باب پر روشنی ڈالی ہے وہ انہیں کا حصہ ہے اور یہاں بہت کم لوگ ہوں گے جو ایسے ادق باب کو بیان کر سکیں۔ میرے خیال میں تو لاہور میں بھی ایسا کوئی شخص نہیں ہے...... میں خواہش کرتا ہوں کہ ایسے ایسے قابل انسان ہماری سوسائٹی میں ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسی زبردست علمیت اور شخصیت کا انسان ہماری سوسائٹی کا ممبر بن جائے تو سوسائٹی کو چار چاند لگ جائیں گے"

☆.....اس سلسلہ میں میاں سلطان احمد صاحب وجودی کے تأثرات بھی کچھ کم دلچسپی کے حامل نہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"مرزا بشیرالدین محمود احمد میں کام کرنے کی قوّت حد سے زیادہ ہے۔ وہ ایک غیر معمولی شخصیت کے انسان ہیں۔ وہ کئی گھنٹوں تک رکاوٹ کے بغیر تقریر کرتے ہیں۔ ان کی تقریر میں روانی اور معلومات زیادہ پائی جاتی ہیں۔ وہ بڑی بڑی ضخیم کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کو مل کر ان کے اخلاق کا گہرا اثر ملنے والوں پر ہوتا ہے۔ تنظیم کا ملکہ ان میں موجود ہے۔ وہ پچاس سال کی عمر میں کام کرنے کے لحاظ سے نوجوان معلوم ہوتے ہیں اور اُردو زبان کے ایک بڑے سرپرست ہیں"

☆......مولانا محمد علی جوہر نے اپنے اخبار "ہمدرد" میں لکھا:

"ناشکری ہوگی کہ جناب مرزا بشیرالدین محمود اور ان کی اس منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کے لئے وقف کر دی ہیں۔ یہ حضرات اس وقت اگر ایک جانب مسلمانوں کی سیاست میں دلچسپی لے رہے ہیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی تنظیم تبلیغ و تجارت میں بھی انتہائی جدوجہد سے منہمک ہیں اور وہ وقت دور نہیں جبکہ اسلام کے اس منظم فرقہ کا طرز عمل سواد اعظم اسلام کے لئے بالعموم اور ان اشخاص کے لئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدمتِ اسلام کے بلند بانگ ودر باطن ہیچ دعاوی کیخوگر ہیں مشعل راہ ثابت ہوگا۔" جن اصحاب کو جماعت احمدیہ قادیان کیاس جلسۂ عام میں جس میں مرزا صاحب موصوف نے اپنے عزائم اور طریق کار پر اظہار خیالات فرمایا شرکت کا شرف حاصل ہوا ہے وہ ہمارے خیال کی تائید کئے بغیر نہیں رہ سکتے"۔

☆......مدیر سیاست فدائے ملّت جناب سید حبیب صاحب نے اپنی اشاعت ۱۶ دسمبر ۱۹۳۰ء میں لکھا:

"مذہبی اختلافات کی بات چھوڑ کر دیکھیں تو جناب مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے میدان تصنیف میں جو کام کیا ہے وہ بلحاظ ضخامت و استفادہ ہر تعریف کا مستحق ہے اور سیاسیات میں اپنی جماعت کو عام مسلمانوں کے پہلو بہ پہلو چلانے میں آپ نے جس عمل کی ابتدا کر کے اس کو اپنی قیادت میں کامیاب بنایا ہے وہ بھی ہر منصف مزاج اور حق شناس انسان سے خراج تحسین وصول کر کے رہتا ہے۔

آپ کی سیاست کا ایک زمانہ قائل ہے۔ نہرو رپورٹ کے خلاف مسلمانوں کو مجتمع کرنے میں، سئمن کمیشن کے روبرو مسلمانوں کا نقطۂ نگاہ پیش کرنے میں مسائل حاضرہ پر اسلامی نقطہ سے مدلّل بحث کرنے اور مسلمانوں کے حقوق کے متعلق استدلال سے مملو کتابیں شائع کرنے کی صورت میں آپ نے بہت ہی قابل تعریف کام کیا ہے"۔

☆......اسی طرح ایڈیٹر اخبار "مشرق" گورکھپور مولانا حکیم سید ابراہیم برہم نے لکھا ہے:

"جناب امام صاحب جماعت احمدیہ کے احسانات تمام مسلمانوں پر ہیں۔ آپ ہی کی تحریک سے ورتمان پر مقدمہ چلایا گیا۔ آپ ہی کی جماعت نے 'رنگیلا رسول' کے معاملہ کو آگے بڑھایا۔ سرفروشی کی اور جیل خانہ جانے سے خوف نہ کھایا۔ آپ ہی کے پمفلٹ نے جناب گورنر صاحب بہادر کو عدل و انصاف کی طرف مائل کیا.........اس وقت ہندوستان میں جتنے فرقے مسلمانوں کے ہیں سب کسی نہ کسی وجہ سے انگریزوں یا ہندوؤں یا دوسری قوموں سے مرعوب ہو رہے ہیں۔ صرف ایک احمدی جماعت ہے جو قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں کی طرح کسی فرد یا جماعت سے مرعوب نہیں اور خاص اسلامی کام سرانجام دے رہی ہے"۔

(تأثرات قادیان بحوالہ مشرق ۲۲ ستمبر ۱۹۲۷ء)

☆☆☆☆☆☆☆

عصرِ حاضر کا رہبر و نجات دھندہ کون؟

تحریر: مکرم فائز محی الدین قریشی۔ٹورانٹو ایسٹ

ماھنامہ آفاق ٹورانٹو میں سید افتخار حیدر نے جماعت احمدیہ کو ٹارگٹ بناتے ھوئے جو سلسلۂ مضامین تحریر کیا تھا۔ اسکے جواب میں متعدد احمدی دوستوں نے مُراسلات تحریر کر کے بھجوائے۔ تاھم سید افتخار حیدر نے احمدی دوستوں کے جواب یا استفسارات شائع نھیں کئے۔ البتہ دبے لفظوں میں یہ تسلیم کر لیا کہ حضرت عیسیٰؑ ممکن ھے وفات پا چکے ھوں۔ تا ھم ساتھ ھی یہ منطق بھی اپنائی کہ بالفرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات بھی پا چکے ھوں تو پھر بھی خدا تعالیٰ قادر ھے اور وہ انھیں دوبارہ زندہ کر کے صرف انھیں کو زمین پر واپس نازل فرمائے گا۔ زیرِ نظر مضمون اگرچہ ایک عیسائی خاتون کے اعتراض کے جواب پر مبنی ھے۔ تاھم اسمیں سید افتخار حیدر کے حیاتِ مسیح والے استدلال کا بھی کافی و شافی جواب موجود ھے۔

(ایڈیٹر)

کئی سال پہلے ایک عیسائی خاتون نے خاکسار سے یہ سوال کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے انسانیت کیلئے کونسا ایسا کام انجام دیا ہے کہ ان کو عصرِ حاضر کا محسن و نجات دھندہ مانا جائے۔ اور ان کو اپنا رہبر تسلیم کیا جائے؟ غالباً ان کے اس سوال کے پیچھے یہ عقیدہ کارفرما تھا کہ حضرت عیسیٰ نے تو لوگوں کے گناہوں کے کفارہ کیلئے صلیب پر جان دے دی حضرت مسیح موعود نے کونسا ایسا کام کیا ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ سوال سنکر ایک لمحہ کیلئے میں گھبرا گیا کہ اس کو کیا جواب دوں۔ پہلے کبھی کسی نے نہ تو ایسا سوال کیا اور نہ میں نے اس بارہ میں کبھی سوچا تھا۔ چنانچہ میں زیرِ لب دعائیں کرنے لگ گیا۔ اور اللہ سے مدد مانگنے لگ گیا تو اللہ نے بجلی کی سرعت کے ساتھ اس کا ایسا شافی جواب سمجھایا کہ جس سے ان محترمہ کی تسلی و تشفی ہوگئی اور بعد ازاں انہوں نے احمدیت بھی قبول کر لی۔ آج وہی جواب قدرے تفصیل کے ساتھ قلم بند کر رہا ہوں۔

میں نے عرض کیا کہ ساری دنیا وجود باری تعالیٰ کے حوالے سے دو گروہوں میں تقسیم کی جا سکتی ہے۔ ایک تو وہ جو خدا کی ہستی پر سرے سے یقین ہی نہیں رکھتے اور دوسرا وہ گروہ ہے جو خدا کی ہستی پر یقین رکھتا ہے۔ خدا کے منکرین نے تو روحانی نجات کے دروازے از خود اپنے اوپر بند کر لئے ہیں مگر خدا کے ماننے والوں نے بھی بعض ایسے عقائد اپنا لئے ہیں کہ جو ان کو خدا سے دور لے گئے ہوئے ہیں۔ خدا کے ماننے والوں میں سے خصوصاً یہودی، عیسائی اور بعض مسلمان بھی ایسے عقائد اپنائے ہوئے ہیں جو ان کی روحانی نجات میں روک ڈالے ہوئے ہیں۔

سب سے پہلے تو میں یہودیوں کا ذکر کرتا ہوں جنہوں نے خدا کے ایک فرستادہ کے خلاف سازش کر کے اس پر جھوٹا الزام لگا کر اس کو ناحق موت کی سزا دلوائی اور ان کو اپنے زُعم میں صلیبی موت سے ہمکنار کر دیا۔ اس طرح سے وہ قتل ناحق کے مجرم ٹھہرتے ہیں۔ ان کے برعکس عیسائی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ مصلوب ہو گئے اور خدا کی لعنت کا طوق اپنی گردن پر اٹھا لیا۔ مگر اس کے باوجود ان کو خدا کا فرستادہ تسلیم کرتے ہیں۔ نہ صرف فرستادہ بلکہ ان کو خدا کا بیٹا بھی قرار دیتے ہیں۔

اگر حضرت عیسیٰ واقعی صلیب پر جان دے گئے تھے تو از روئے بائیبل ایسا شخص تو خدا کا لعنتی ہوتا ہے۔ عہد نامہ عتیق میں لکھا ہے کہ:

"Something accursed of God the one hung up."

(Deatronomy 21:22)

ترجمہ: ''جو بھی صلیب پر لٹکا خدا کا لعنتی ٹھہرا''

غرضیکہ عیسائی ایک ایسے شخص کو جو ان کی نظر میں خدا کا لعنتی ثابت ہوتا ہے۔ خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ اور یہ خدائے پاک کی توہین ہے۔ کہ ایسے شخص کو خدا کا بیٹا قرار دیا جائے جو خدا کی لعنت کا مورد ہو۔

مسلمانوں کی اکثریت حضرت عیسیٰ کے بارہ میں یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا کے سچے نبی تھے اور انہوں نے صلیب پر وفات نہیں پائی تھی۔ بلکہ واقعہ صلیب سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ آسمان پر اٹھا لیا تھا۔ اور ایک چور کو ان کا ہم شکل بنا دیا تھا۔ جس کو حضرت عیسیٰ سمجھ کر صلیب دے دی گئی۔ اور وہ اس وقت خدا تعالیٰ کے پاس بجسم عنصری قیام پذیر ہیں۔ اور رسول پاک کے وصال کے چودہ سو سال بعد واپس زمین پر آسمان سے نازل ہوں گے۔ مسلمان اس واقعہ کو خدا کے قادرانہ اعجاز کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور ایسے کام جو بظاہر ناممکنات میں سے ہوں وہ کر دکھاتا ہے۔ مثلاً کسی انسان کو ظاہری اسباب کے بغیر زندہ آسمان پر اٹھا لینا۔ ایک انسان کی شکل و شباہت میں تبدیلی کر دینا۔ یا اس کو کسی دوسرے انسان کی شکل و شباہت دے دینا وغیرہ۔ یہ اعمال و افعال بلاشبہ اعجازی رنگ رکھتے ہیں۔ اور خدا ان تمام امور پر قادر ہے۔ لیکن ہر صاحب عقل و دانش پر واضح ہو کہ اعمال جب تک موقع و محل کی مناسبت سے برمحل نہ ہوں فاعل کیلئے قابل تحسین نہیں ہوتے۔ بلکہ غلط موقع پر ان کا سرزد ہونا فاعل کیلئے مقام تخفیف پیدا کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ خیر الماکرین ہے۔ یعنی اس سے بہتر تدبیر کرنے والا کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کے نام کیساتھ کوئی ایسی تدبیر منسوب کرنا جس سے بہتر تدبیر ہو سکتی ہو خدا

کی توہین کے مترادف ہے۔ مزید یہ کہ اس کے نام ایسی تدبیر منسوب کرنا جس میں سفاہت کا عنصر ہو خدا کی انتہائی توہین ہے۔ آیئے اب اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ یہودیوں کے بالمقابل اللہ کی تدبیر مسلمانوں کے نقطہ نظر سے کیسی رہی۔

یہودی، بشمول حضرت عیسیٰؑ اس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ صلیب پر وفات پانے والا خدا کی لعنت کا مورد ہوتا ہے۔ اس لئے انہوں نے حضرت عیسیٰؑ سے چھٹکارا پانے اور ان کو نعوذباللہ جھوٹا ثابت کرنے کیلئے اپنی اعلیٰ ترین تدبیر کی۔ وہ چاہتے تو حضرت عیسیٰؑ کو قتل کروا دیتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ یہ ایک کمتر تدبیر ہوتی اس سے ان کو حضرت عیسیٰؑ سے چھٹکارا تو مل جاتا مگر وہ اس طرح حضرت عیسیٰؑ کو جھوٹا اور خدا کا لعنتی ثابت نہ کر سکتے۔ اس لئے انہوں نے اس سے بہتر تدبیر کی کہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو رومی حکومت سے صلیبی موت کی سزا دلوائی۔ تا کہ حضرت عیسیٰؑ سے چھٹکارا بھی مل جائے اور وہ خدا کے لعنتی بھی ثابت ہو جائیں۔ غرضیکہ جہاں تک دنیاوی تدبیروں کا تعلق ہے ان کی یہ تدبیر اعلیٰ ترین تدبیر تھی۔ اور جس میں وہ اپنے زعم کے مطابق کامیاب بھی ہو گئے تھے۔ ان کی اس تدبیر کے مقابل اگر یہ مان لیا جائے کہ اللہ نے انہیں آسمان پر اٹھا لیا تو یہ اس بات کا اعتراف ہو گا کہ اللہ حضرت عیسیٰؑ کو زمین پر رکھتے ہوئے بچانے سے قاصر رہا اور اس کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا کہ انہیں آسمان پر اپنے پاس واپس بلا لے۔ اور اس بات کا اعتراف کر لے کہ یہودیو تم جیت گئے۔ میں ہی اپنے فرستادہ کو اپنے پاس واپس بلا لیتا ہوں۔ کیونکہ اگر کچھ دیر اور اسے زمین پر چھوڑوں گا تو تم تو اسے یقیناً مار ہی دو گے اور میں اسے بچا نہ سکوں گا۔ کیا اس قسم کا کمتر عمل خدا کی طرف منسوب ہو سکتا ہے؟ یہ تو اسی قسم کی بات ہے کہ ایک بادشاہ اپنے کسی کارندہ کو لوگوں سے ٹیکس لینے کے لئے بھیجے اور وہ لوگ اس کارندہ کو ٹیکس دینے سے انکار کر دیں تو بجائے ان لوگوں کے خلاف اپنے کارندہ کی مدد کرے وہ اپنے کارندہ کو ہی واپس بلا لے۔ کیا ایسے فعل میں بادشاہ کا اعتراف شکست نہیں؟ غرضیکہ خدا کی طرف یہ امر منسوب کرنا کہ اس نے حضرت عیسیٰؑ کو ایسے وقت میں آسمان پر اٹھا لیا جبکہ یہودی ان کو مصلوب گردانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ خدا کی کھلی کھلی توہین کرنا ہے۔ جس کے مرتکب مسلمان ہو رہے ہیں۔

ایسا وقت جبکہ تمام عالم ایک گمراہی میں مبتلا تھا اس بات کا متقاضی تھا کہ اللہ تعالیٰ ہدایت و راہنمائی کا انتظام فرماتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسے وقت میں اپنا ایک فرستادہ بھیجا جس نے خدا سے علم پا کر تمام عالم کو گمراہی سے نجات بخشی۔ اور انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ ایسے وقت پر کہ جب یہودیوں کی تدبیر اپنے عروج پر تھی۔ خدا کی ایک معمولی تدبیر نے یہودیوں کی اعلیٰ ترین تدبیر کو خاک میں ملا دیا۔ اور وہ اس طرح کہ وہی ہاتھ جو حضرت عیسیٰؑ کو موت سے ہمکنار کرنے پر معمور کئے گئے تھے۔ وہی ہاتھ ان کو صلیب سے زندہ اتار لیتے ہیں، مردہ سمجھ کر۔

اس امر سے کہ حضرت عیسیٰؑ صلیب پر موت سے ہمکنار نہیں ہوئے۔ یہودی حضرت عیسیٰؑ کے قتل کے مجرم نہیں ٹھہرتے۔ اور ان سے قتل کی فرد جرم ہٹ جاتی ہے۔ اور یہود کی روحانی نجات کے راستے کھل جاتے ہیں۔

صلیبی موت سے بچ جانا عیسائیوں کے لئے اس بات کا بین ثبوت ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ خدا کے فرستادہ تھے۔ اور سچے اور راستباز انسان تھے۔ جنہیں خدا پر محکم یقین تھا کہ وہ ان کی مدد کو آئے گا۔ اور انہوں نے انتہائی مایوسی اور جان کنی کے وقت بھی خدا کو ہی مدد کے لئے پکارا۔ اور خدا بھی دوڑتا ہوا ان کی مدد کو آیا اور صلیبی موت سے ان کو نجات دی۔ غرضیکہ عیسائی خدا کے برگزیدہ کے پیروکار ٹھہرتے ہیں اور نجات کے راستے ان کے لئے کھل جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے اس انکشاف سے کہ اللہ نے اسی زمین پر حضرت عیسیٰؑ کو یہودیوں سے بچایا اللہ تعالیٰ خیرالماکرین ثابت ہوتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے سے مسلمان توہین باری تعالیٰ سے بچ جاتے ہیں۔ اور نجات کے راستے ان پر کھل جاتے ہیں۔

دھریوں کے لئے بھی ہستی باری تعالیٰ پر ایک بین ثبوت ہو جاتا ہے۔ کہ خدا موجود ہے جو اپنے پیاروں کی التجائیں سنتا ہے۔ اور اپنی بے پناہ قدرت سے ان کی مدد فرماتا ہے۔

غرضیکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دھریوں۔ یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے نجات دہندہ ہیں۔ چنانچہ آپ عصرِ حاضر کے ہر انسان کیلئے روحانی بیماریوں سے نجات کی خاطر اپنی مسیحائی کا اعلانِ عام کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ؎

صدق سے میری طرف آؤ کہ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں ہوں عافیت کا حصار

جلیں گے وقت کے ہر موڑ پہ دیئے اُس کے
تمام منزلیں اُس کی ہیں، راستے اُس کے
وہی تو تھا کہ جو سلطانِ حرف و حکمت تھا
قلم کرشمہ تھا اور حرف معجزے اُس کے
وہ بزم وقت میں اِس تمکنت سے آیا تھا
کہ چاند اور یہ سورج نقیب تھے اُس کے
اندھیری شب کی یہ دیوار گر پڑے گی رشیدؔ
کرن بدست جو نکلیں گے قافلے اُس کے

رشید قیصرانی

تقابلی جائزہ

ابن احمد

جماعت احمدیہ کی تباہی و بربادی کے متعلق

مخالفینِ احمدیت کی ''پیش خبریاں''

؏ عدل و انصاف فقط حشر پہ ہی موقوف نہیں۔۔۔!

۲۳ مارچ جماعتِ احمدیہ کا یومِ تاسیس ہے۔ جماعت احمدیہ، روحانی انقلاب اور اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کی علمبردار ہے۔ جماعت کے قیام کے ساتھ ہی، الٰہی جماعتوں کیساتھ ازل سے پیش آمدہ شدید مخالفتوں اور ایذاء رسانیوں کی روایات کے عین مطابق جماعت احمدیہ کی مخالفت کا دور بھی شروع ہوگیا۔ چنانچہ آغازِ قیام سے ہی بے شمار مخالفین سلسلہ احمدیہ کی تباہی کی نہ صرف پیش گویاں کرتے رہے بلکہ عملاً بھی مختلف پُرتشدّد تحریکوں قتل اور ہرنوع کی ایذاء رسانیوں میں آجتک مصروفِ کار نظر آتے ہیں۔ جسکی تازہ مثال راجن پور ضلع کے امیر جماعت احمدیہ اور سینئر ایڈوکیٹ میاں اقبال احمد صاحب کی شہادت ہے۔ اسی طرح ربوہ شہر میں بھی آجکل مختلف اوچھے ہتھکنڈوں کے ذریعے احمدیوں کو تنگ کرتے ہوئے چودہ سو سال قبل کے مکہ معظمہ میں کمزور مسلمانوں کیساتھ روا رکھے جانے والے مشرکین مکّہ کے گھٹیا افعال کا اعادہ کیا جا رہا ہے۔ بہر کیف تقدیرِ الٰہی اور آنے والا وقت ضرور فیصلہ کریگا کہ کون کس کی سنّت اور روایات کی پیروی کرتا رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کے یومِ تاسیس پر ذیل میں مخالفینِ احمدیت کی طرف سے وقتاً فوقتاً کی جانیوالی پیش خبریوں کے ساتھ ساتھ حضرت بانیِ سلسلہ کی جماعتِ احمدیہ کے روشن مستقبل کے متعلق کی جانیوالی پیشگوئیوں کا ایک تقابلی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔ امید کہ جہاں یہ موازنہ عاشقانِ احمدیت کے تقویت ایمان و عقائد کیلئے مہمیز کا ذریعہ بنے گا وہاں یہ بطورِ خاص ان منافقین کیلئے بھی تازیانہ و آئینہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو ہمیشہ سے الٰہی جماعتوں کے اندر کالی بھیڑوں کی طرح موجود رہ کر طاغوتی طاقتوں کے آلۂ کار بنتے ہوئے پسِ پردہ فتنہ پردازیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ تاریخِ احمدیت پر نگاہ ڈالیں تو وقت کے عبداللہ بن ابی کے روسیاہ چہرے ہر دور میں افرادِ جماعت کو ورغلانے اور بظاہر نظامِ جماعت پر تنقید کے بہانے معصوم ذہنوں کو مسموم کرنے جیسی رذیل حرکتوں کے ذریعے بالآخر ازخود ذلّتوں اور رسوائیوں کے اندھیروں میں ہمیشہ کیلئے گم ہوتے رہے۔ چنانچہ کبھی تو یہ چہرے عبدالرحمان مصری (پرنسپل تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان) جیسے لوگوں کے کندھوں پر سجے نظر آئے تو کبھی مستریوں کے فتنہ کی شکل میں احراری طا، کے ہاتھوں کٹھ پتلیاں بنتے رہے۔ پھر ایک زمانے میں ''حقیقت پسند پارٹی'' کالا حقہ لگا کر خلافتِ احمدیہ کے خلاف ریشہ دوانیوں کے مکڑوی جال بنتے دکھائی دیئے۔ تو کبھی بھٹو دور میں ''رابطہ خاتون'' کا فرضی روپ دھار کر خلافتِ ثالثہ کے خلاف گھٹیا سازشیں کرتے رہے۔ مگر اپنی مکروہ حرکتوں کے بالمقابل ہر بار منہ کی کھائی اور ذلت و رسوائی ان کا مقدر بنی۔ آجکل بھی حضرت امام جماعت احمدیہ کی حالیہ علالت کے دوران اور ما قبل کچھ ایسے ہی منافقین اپنے بلوں سے پھر باہر نکل کر فتنہ سامانی کرتے نظر آئے۔ چنانچہ پمفلٹوں وغیرہ کے علاوہ ویب سائیٹ جیسے جدید ذرائع کے پیچھے چھپ کر حضرت بانیِ سلسلہؑ، خلفائے احمدیت، مبلغین، عہدیدارانِ جماعت، کارکنان اور افرادِ جماعت کے متعلق انتہائی گندے الفاظ استعمال کرتے ہوئے اپنے خُبثِ باطن کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ الحمد للہ افرادِ جماعت اس قسم کے منافقین کی شیطانیت کو کبھی خاطر میں نہیں لاتے۔ وہ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ الٰہی جماعتوں اور دعوتِ الی اللہ جیسے اعلیٰ مقاصد کی طرف رواں دواں قافلوں کا راستہ روکنے کیلئے سگانِ آوارہ کی غوغہ آرائی اور عبداللہ بن ابی جیسے خواہشوں کے غلام منافقین کی کرتوتیں کبھی بھی سدِّ راہ نہیں بن پائیں۔ افرادِ جماعت احمدیہ اس حقیقت سے بھی آگہی رکھتے ہیں کہ جو لوگ اپنی اخلاقی گراوٹ اور نظام جماعت کو توڑنے کی بنا پر اخراج از نظامِ جماعت کی سزا پاتے ہیں یا تو وہ اپنی غلطیوں پر پشیمان ہو کر اپنی اصلاح کرتے ہوئے دوبارہ رجوع کر لیتے ہیں۔ یا پھر جھوٹی انا پرستی کے خول میں مقید رہنے والوں کی طرح اپنی تخریبی سوچ اور بد اعمالیوں کا محاسبہ کرنے کی بجائے فتنہ پروازی و شرپسندی میں مزید بڑھ کر ھلْ من مزید کا نمونۂ عبرت بن جاتے ہیں۔ بُغض، عناد اور حسد کی آگ میں ہر دم جلتے رہنے والے ایسے ہی راندۂِ درگاہ بدنصیبوں کے متعلق کسی شاعر نے کیا عمدہ بات کہی ہے

عدل و انصاف فقط حشر پہ ہی موقوف نہیں ☆ زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے

۱۸۹۱ء ۔ اہل حدیث لیڈر مولوی محمد حسین بٹالوی: ''میں نے ہی مرزا قادیانی کو اونچا کیا تھا اور میں ہی اس کو گراؤں گا۔''

(رسالہ اشاعۃ السنہ ۱۸۹۱ء کے قریب)

۱۹۳۴ء ۔ اخبار ''زمیندار'' لاہور: ''اب افق ہند سے آفتاب اسلام طلوع ہو رہا ہے جس کی ضیاء باریوں کے سامنے غلامانہ نبوت کی گھٹائیں نہیں ٹھہر سکتیں۔ قادیانیت باقی رہے گی لیکن صفحہ عالم پر نہیں بلکہ کتابوں کے صفحہ قرطاس پر اور وہ بھی

محض مرقع عبرت بن کر۔''   (پرچہ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۴ء ص ۱۰)

۱۹۳۶ء ۔ مولانا ظفر علی خان: ۔ ۱۹۳۶ء میں مولانا ظفر علی خان نے اپنے شعری مجموعہ ''ارمغانِ قادیان'' کے ضمن میں لکھا:۔

تم کو گر منظور ہے سیر جہان قادیاں
اے مسلمانو! خریدو ''ارمغان قادیاں''
جی کو بہلاؤ گے کیونکر گر نہ لو گے یہ کتاب
کیونکہ مٹ جانے کو ہے نام ونشان قادیاں

۱۹۳۶ء ۔ علامہ اقبال کی رائے: ۔ ''جمہوریت کی نئی روح جو ہندوستان میں پھیل رہی ہے وہ یقیناً احمدیوں کی آنکھیں کھول دے گی اور انہیں یقین ہو جائے گا کہ انکی دینیاتی ایجادات بالکل بے سود ہیں۔''

(پنڈت نہرو کے سوالات کے جواب میں ۔ ۲۲ جنوری ۱۹۳۶ء)

علامہ اقبال کی پیش خبری: یہ باور کرتے ہوئے کہ میرے دو ایک فلسفیانہ مضامین کی اشاعت سے یا مخالفین کی برپا کردہ شورش سے جماعت احمدیہ عنقریب ختم ہو جائے گی علامہ اقبال نے سید سلیمان ندوی کو لکھا۔

''الحمدللہ کہ اب قادیانی فتنہ۔۔۔۔ رفتہ رفتہ کم ہو رہا ہے''

(اقبال نامہ نمبر ا ص ۱۰۹ ۔ مکتوب اقبال بنام سید سلیمان ندوی، ۷ اگست ۱۹۳۶ء)

۱۹۵۲ء ۔ ۷۲ فرقوں کا اجماع: ۔ ''آج مرزائے قادیانی کی مخالفت میں امت کے ۷۲ فرقے متحد و متفق ہیں۔'' (مولوی اختر علی اخبار زمیندار ۔ ۵ نومبر ۱۹۵۲ء)

۱۹۵۲ء ۔ ۱۹۵۳ء بخاری کا سال ہے: ۔ ''مرزا محمود کو آگاہ رہنا چاہیے کہ اسکی بڑ کا سال گزر گیا ہے۔ لو' اب ۱۹۵۳ء بخاری کا سال ہے۔ اور میں اپنے مولا کریم کے فضل و کرم سے کہہ رہا ہوں کہ تم ہوشیار ہو جاؤ' آخری فتح میری ہوگی۔''

(تقریر سید عطاء اللہ شاہ بخاری ۔ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ ۲۶ دسمبر ۱۹۵۲ء ۔ بحوالہ اخبار آزاد لاہور ۱۶ جنوری ۱۹۵۳ء)

۱۹۵۳ء ۔ میرے باوا کی امت: ۔ ''آج ظفر اللہ خان کو ہٹا دو اگر کل کو پچاس فیصد مرزائی' مسلمان نہ ہو جائیں تو میری گردن ماردو ۔ اگر مرزائیوں کو اقلیت قرار دے دو تو محمود ڈھونڈے گا کہ میرے باوا کی امت کہاں ہے۔؟''

(تقریر عطاء اللہ شاہ بخاری ۔ از: احراری اخبار، آزاد ۔ ۱۸ جنوری ۱۹۵۳ء)

۱۹۵۳ء ۔ ہر طاقت ختم: ۔ ''ہمارا ایمان ہے کہ مرزائیوں کو شکست ہوگی اور جو طاقت ہمارے پروگرام میں حائل ہوگی ہم اسے بھی ہٹا دیں گے''

(اخبار ''آزاد'' ۶ فروری ۱۹۵۳ء)

۱۹۷۴ء ۔ شاہ فیصل اور جماعت احمدیہ'' ...... جمیعۃ المشائخ کے مقتدر لیڈر' جامعہ عربیہ کے پرنسپل مولانا منظور چنیوٹی نے جو عرب ممالک کا سات ماہ کا دورہ مکمل کرنے کے بعد حال ہی میں وطن واپس تشریف لائے ہیں اپنے سعودی عرب کے دورہ کے تاثرات بیان کرتے ہوئے شاہ فیصل کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے قادیانیوں کے سلسلہ میں حکومت پاکستان کی راہنمائی کی اور تاروں کے ذریعہ حکومت پر زور دیا کہ وہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دے۔''   (نوائے وقت ۳ اکتوبر ۱۹۷۴ء)

۱۹۷۴ء ۔ مسٹر بھٹو کا فیصلہ اور قوم کی نشاۃِ ثانیہ ۔ روزنامہ نوائے وقت نے مسٹر بھٹو کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اپنے اداریہ میں لکھا:۔

''کوئی عجب نہیں کہ قادیانیوں کو ناٹ مسلم قرار دینے کا یہ فیصلہ عقبیٰ میں مسٹر بھٹو کی نجات کا موجب بننے کے ساتھ قوم کی بھی نشاۃِ ثانیہ کا باعث بن جائے۔''

(پرچہ ۹ ستمبر ۱۹۷۴ء)

۱۹۷۴ء ۔ ۷۲ فرقوں کا متفقہ فیصلہ ۔ '' قادیانیوں کو ناٹ مسلم قرار دینے کے فیصلہ کی ایک خاص اہمیت یہ بھی ہے کہ اس پر اجماع امت بالکل صحیح طور پر ہوا ہے اسلام کی تاریخ میں اس قدر پورے طور پر کسی اہم مسئلہ پر کبھی اجماع نہیں ہوا۔۔۔ قادیانی فرقہ کو چھوڑ کر جو بھی ۷۲ فرقے مسلمانوں کے بتائے جاتے ہیں سب کے سب اس مسئلہ کے حل پر متفق اور خوش ہیں۔''   (نوائے وقت ۶ اکتوبر ۱۹۷۴ء)

۱۹۷۴ء مولانا ابوالاعلیٰ مودودی ۔ ''بیرونی ممالک میں قادیانیوں نے جو نفوذ حاصل کیا ہے وہ آدھے سے زیادہ اس وقت ختم ہوگیا۔ جب پاکستان کی قومی اسمبلی اور سینٹ نے اتفاق رائے سے اِن کے ''غیر مسلم'' ہونے کی قرار داد پاس کی تھی۔''

(ہفت روزہ ایشیاء ۲۰ اکتوبر ۱۹۷۴ء)

۱۹۷۴ء ۔ مولوی یوسف بنوری: ۔ مجلس عمل تحفظِ ختم نبوت کے سربراہ نے کہا:۔

''میں نے زور دے کر اس میز کو ایک دھکہ دیا جو میرے سامنے پڑی تھی اور کہا کہ بھٹو صاحب! اگر اللہ کو راضی کرنے کے لئے تم مسلمانوں کے اس (احمدیوں کو ناٹ مسلم قرار دینے کے) مطالبہ کو مان لو تو خدا کی قسم! کوئی طاقت تمہارا بال بیکا نہیں کر سکتی اس وقت بھٹو اکیلا تھا۔''

(تقریر ۱۳ ستمبر ۱۹۷۴ء ہفت روزہ رسالہ ختم نبوت کراچی ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۲ء ص ۲۵)

۱۹۷۴ء ۔ آغا شورش کاشمیری لکھتے ہیں:۔

''اب اس کے بعد قادیانی مسئلہ پاکستان میں ہمیشہ کے لئے طے پا گیا ہے بانس ہی نہ رہا تو بانسری کیا بجے گی۔ ۔۔۔حضور سرورِ کائناتؐ کے دربار میں مسٹر بھٹو کے لئے بڑا اجر ہے انہوں نے ختم نبوت کی پاسبانی کی ہے آج ہر گھر میں مرد' عورتیں' بچے' بچیاں

ان کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ (ہفت روزہ چٹان ۱۰ ستمبر ۱۹۷۴ء)

معرکہ ختم نبوت

(مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کی خدمت میں شورش کاشمیری کا نذرانہ)

ناموس مصطفیٰ کے نگہدار، زندہ باد — میر امم کے غاشیہ بردار، زندہ باد

نوے برس کا ایک قضیہ کیا ہے طے — بادہ گسار احمد مختارؐ زندہ باد

ازبسکہ ذوالفقار علی، بے نیام ہے — خنجر بکف ہے قافلہ سالار، زندہ باد

بھٹو کا نام زندہ و جاوید ہوگیا

شورش، شکست کھا گئے اشرار، زندہ باد

(چٹان ۱۰ ستمبر ۱۹۷۴ء)

۱۹۷۴ء۔ سردار عبدالقیوم خان (سابق) صدر حکومت آزاد کشمیر۔ ''اب قادیانیت کے سکڑنے بلکہ ختم ہونے کا وقت آ گیا ہے۔''

(ہفت روزہ لولاک مارچ ۱۹۷۴ء)

۱۹۸۵ء۔ جنرل ضیاء الحق۔ ''قادیانیت کا وجود عالم اسلام کے لئے سرطان کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور حکومت پاکستان مختلف اقدامات کے ذریعہ اس بات کو یقینی بنا رہی ہے کہ اس سرطان کا خاتمہ کر دیا جائے۔''

(روزنامہ مشرق کوئٹہ ۱۰ اگست ۱۹۸۵ء)

''اگر آرڈیننس کی خلاف ورزی کی گئی تو حکومت انتہائی سختی کے ساتھ نمٹے گی۔ انہوں نے تالیوں کی گونج میں اعلان کیا کہ (قادیانیوں کے خلاف) قانون کا غیض وغضب انتہائی شدید ہوگا۔''

(کتابچہ: ''قادیانیت ہماری نظر میں'' ۔صفحہ ۲۲۶)

'' میرے والد محمد اکبر علی مرحوم کی ساری عمر سرکاری ملازمت کے ساتھ قادیانیوں کے خلاف جہدوجد کرتے ہوئے گزری۔ وہ قادیانیوں کو انگریز کا کھڑا کیا ہوا فتنہ سمجھتے تھے میں ان کا بیٹا ہوں۔''

(جنگ ۱۸ نومبر ۱۹۸۳ء، بحوالہ ''قادیانیت ہماری نظر میں'' ص ۲۲۵)

جماعت احمدیہ کے روشن مستقبل کے متعلق

حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ کی پیشگوئیاں

خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا درخت

''(اللہ تعالیٰ) اس درخت کو کبھی نہیں کاٹے گا جس کو اس نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ کیا کوئی تم میں سے اپنے اس پودہ کو کاٹ سکتا ہے۔ جس کے پھل لانے کی اس کو توقع ہے پھر وہ جو دانا و بینا اور ارحم الراحیم ہے وہ کیوں اپنے اس پودہ کو کاٹے جس کے پھلوں کے مبارک دنوں کی انتظار کر رہا ہے۔۔۔۔۔۔تم خوب یاد رکھو کہ تم اس لڑائی میں اپنے ہی اعضاء پر تلواریں مار رہے ہو۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲ مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

جماعت، تمام ملکوں میں پھیل جائے گی

''اے لوگو! سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین، آسمان بنایا وہ اپنی جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلائے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔''

(تذکرۃ الشہادتین ص ۶۴ مطبوعہ ۱۹۰۳ء)

نوٹ: اِس مضمون کے حوالہ جات، معروف ریسرچ اسکالر مکرم شیخ عبدالماجد صاحب کی کتاب ''اقبال اور احمدیت'' سے ماخوذ ہیں۔

oooooooooooooooooooooooooooo

خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ جماعت کو خوشخبری دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''اب انشاء اللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعت بلوغت کے مقام کو پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں۔ اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل، کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی اور خلافت احمدیہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی شان کے ساتھ نشو ونما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے وعدے فرمائے ہیں۔ کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی۔ تو دعائیں کریں حمد کے گیت گائیں اور اپنے عہدوں کی پھر تجدید کریں''۔

(الفضل ۲۸ جون ۱۹۸۲ء)

خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

''ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے۔ اگر بندوں پر اس کو چھوڑا جاتا تو جو بھی بندوں کی نگاہ میں افضل ہوتا اسے ہی وہ اپنا خلیفہ بنا لیتے۔ لیکن خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں۔ وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا ہے جسے وہ بہت حقیر سمجھتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک جلوہ کرتا ہے اور جو کچھ وہ تھا اور جو کچھ اس کا تھا اس میں سے وہ کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے سامنے کلی طور پر فنا اور بے نفسی کا لبادہ وہ پہن لیتا ہے''

(الفضل ۱۷ مارچ ۱۹۶۷ء)

تراشہ

"برطانیہ میں چند روز"
ایک مخالف احمدیت کے دورۂ یوکے کی رپورٹ کا ایک اقتباس

"----برطانیہ میں اپنے قیام کے دوران مجھے جہاں زیادہ تر مسلم گھرانوں کے قریبی مشاہدے کا موقع ملا۔ وہاں مجھے مختلف "اسلامک سنٹرز" تحریکی اور تبلیغی مراکز جانے کا بھی موقع ملا۔ جہاں مجھے بڑے بڑے حیرت انگیز مشاہدات اور تجربات ہوئے مثلاً مجھے یہ دیکھ کر بڑا دکھ ہوا کہ جہاں انفرادی سطح پر پاکستانی برطانوی معاشرے کا حصہ بنتے جا رہے ہیں وہاں وہ اجتماعی طور پر اسی فرقہ پرستی۔ تعصبات اور نظریاتی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں جس سے ہم یہاں پاکستان میں نبرد آزما ہیں۔ شاید زیادہ تر قارئین کیلئے یہ بات انکشاف ہی ہوگی کہ برطانیہ میں موجود تمام مکاتب فکر اور بعض جگہوں پر تین ۳ تین ۳ گروہوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔

- ... جماعت اہل سنت کے دو۲ گروہ بن چکے ہیں۔
- ... مسلم لیگ یو کے بُری طرح انتشار کا شکار ہے۔ اور
- ... جمعیت علماء اسلام کے بھی دو۲ گروپ ہو چکے ہیں۔

اس گروہ بندی سے جہاں یوروپ میں اسلامی کاز خطرے میں ہے۔ وہاں میں نے برطانیہ میں فرقہ وارانہ فسادات کی بُو بھی سونگھی۔ خدشہ ہے اگر خدانخواستہ ایک بار ایسا ہو گیا تو یوروپ میں پاکستان کی بالخصوص اور اسلام کی بالعموم ساکھ بالکل تباہ ہو جائے گی۔ میں جب ۱۹۹۰ء میں برطانیہ گیا تو وہاں پاکستانی مسلمانوں کی ایک ہی جماعت نے "ختم نبوت کانفرنس" کرائی لیکن اس دورے کے دوران مجھے یہ سن کر بڑی حیرت ہوئی کہ اس نیک کام کیلئے ۲ دو مختلف تنظیمیں میدان عمل میں کود چکی ہیں۔ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی حضرت مولانا ضیاء القاسمی اور حضرت مولانا محمد مکی حجازی کی قیادت میں "انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ" نے لندن اور دیگر شہروں میں کانفرنسیں کرائیں۔ جبکہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا خان محمد نے مجلس ختم نبوت کے نام پر برنگھم میں "ختم نبوت کانفرنس" کرائی کاش یہ دونوں تنظیمیں مل کر کام کریں تو یہ فتنہ ختم ہو جائے۔ بیلجیم ڈنمارک اور جرمنی اور لندن میں "انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ" کا اثر و رسوخ پایا جاتا ہے۔

> ان دونوں تنظیموں کے برعکس مرزائیوں کی جماعتیں اپنے مقصد کیلئے نہ صرف متحد ہیں بلکہ وہ مسلمانوں کے اس نفاق کا بھرپور فائدہ بھی اٹھا رہی ہیں۔ مجھے یقین ہے اگر کوئی مذہبی جماعت برطانیہ میں بالخصوص اور یوروپ میں بالعموم سروے کرائے تو اسے "مرزائی" زیادہ فعال اور متحرک نظر آئیں گے۔ مجھے ایک دوست نے ایک مجلس کے دوران بڑی رازداری سے بتایا کہ پچھلے دو۲ برسوں میں مسلمانوں کی جماعتوں نے اتنے غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت نہیں دی جتنے قادیانیوں نے مرزائی بنائے۔

بہرحال یہ سرگوشی اگر سچ نہ بھی ہو تو خطرے کا الارم ضرور ہے۔ کاش تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اکٹھے ہو کر قادیانیت کے سیلاب کے خلاف بند باندھ دیں۔ اس سلسلہ میں حضرت صاحبزادہ نصیرالدین نصیر نے برطانیہ میں جب ایک ہیڈ کوارٹر بنانے کی خواہش کا اظہار کیا تو مجھے بہت خوشی ہوئی کیونکہ صرف وہی ایسی شخصیت ہیں جو اپنے جدّ امجد حضرت پیر مہر علی کا مشن صحیح طریقے سے جاری رکھ سکتے ہیں----"

تحریر: صاحبزادہ سعید الرشید عباسی۔

(روزنامہ "جنگ" لاہور صفحہ ۹، مورخہ ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۹۷ء)

بیادِ آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

نہیں کہ رُوکش و نبّاضِ مست و بُود تھے آپ
نویؔد، محرم جہتِ عدم وجود تھے آپ
فضائے معنیٔ ارض و سما سمیٹے ہوئے
مظاہر سحروشام کے شہود تھے آپ
ضیائے دانش و توانائی چہرے پر رکھے
چراغِ فکرو نجاتِ حصارِ دُود تھے آپ
تھا کارِ راہِ صداقت مدام تھامے ہوئے
وجود کے لیئے محوِ زیاں و سود تھے آپ
پیامِ علم و عمل کے نئے جہان لئے
بیان حق کے لئے، درپئے حدود تھے آپ
نویؔد ایسے ستارے ہوں سب کے دامن میں
کہ جن کی پرورشِ نور کے وُدود تھے آپ

(افضال نوید۔ ٹورنٹو)

مذہبی جنون کا زہرناک پودا ۔ تخم ریزی کا ذمہ دار کون؟!

؎ بجا کہ خونِ چمن دامنِ خزاں پہ بھی ہے ۔ کچھ اتہام مگر چشمِ باغباں پہ بھی ہے

گزشتہ دنوں ٹورنٹو میں پاکستان کے قونصلر جنرل جناب غالب اقبال نے ایک مقامی اردو ہفت روزہ ''اُردو ٹائمز'' میں شائع ہونیوالے اپنے انٹرویو میں بھارت کے اندر مذہبی جنون و انتہا پسندی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ بھارت اپنی سیکولر شناخت کھو رہا ہے اور وہاں ہندو انتہا پسند تنظیموں کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔ اُدھر بھارت کی وشوا ہندو پریشد نامی تنظیم نے مطالبہ کیا ہے کہ بھارت کا سرکاری نام ''ہندوستان'' رکھا جائے کیونکہ یہ ملک ہندوؤں کا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بھارت میں بڑھتی ہوئی ''ہندوواتا'' مذہبی جنون کی لہر نے بھارت میں بسنے والے دیگر مذاہب کے پیروکاروں کو بالعموم اور مسلمانوں کو بالخصوص تشویش میں مبتلاء کر دیا ہے۔ چنانچہ ہندو پریشد جیسی تنظیموں کی سرگرمیوں کے نتیجہ میں بھارت میں مذہبی جنون نے جس طرح سر اٹھایا ہے اس سے نہ صرف دنیا کی سب سے بڑی سیکولر جمہوریہ کی شناخت داغدار ہو رہی ہے بلکہ اس سے مسلمانوں اور دیگر مذہبی اقلیتوں کے حقوق اور کلچر کو بھی حقیقی طور پر خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔ چنانچہ بابری مسجد کی شہادت اور احمد آباد (گجرات) کے فسادات میں معصوم انسانوں کو محض مسلمان ہونے کے جرم میں زندہ جلا دینے جیسے المناک واقعات اِس کی نمایاں مثالیں ہیں۔

تاہم یہ بھی ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ اگر پاک بھارت تاریخ پر تجزیاتی نگاہ ڈالی جائے تو تاریخ کی یہ گواہی ماننی پڑے گی کہ مذہبی انتہا پسندی کا زہریلا بیج، سرکاری سرپرستی میں اوّلاً پاکستان میں بویا گیا تھا۔ یہ اسی کا شاخسانہ ہے کہ پاکستانی ملاّؤں نے سب سے پہلے یہ مطالبہ کرنا شروع کر دیا تھا کہ پاکستان میں ایسی حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے جو ''غیر مسلموں'' کو دوسرے درجہ کا شہری قرار دے اور عملاً ان کے شہری حقوق تلف کر دے۔

انسانوں کے مابین مساوات کے علمبردار اسلام کی پاکیزہ وحسین تعلیمات اور رحمت العالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے مطابق کسی بھی ملک کے شہریوں کے ساتھ امتیازی سلوک یا عدم مساوات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اسلامی تعلیمات کے علی الرغم وہی ملاّں جو قیامِ پاکستان کی تحریک کے شدید مخالف تھے، اس قسم کی حکومت کو عین اسلام قرار دے کر اپنے مخصوص نظریات کو دوسروں پر ٹھونسنے کے لئے حکومت سازی کا مطالبہ کرتے رہے۔ اسکا آغاز اسطرح ہوا کہ ۱۹۵۳ء میں متشدد المزاج مولویوں نے پنجاب کی دولتانہ حکومت کی پُشت پناہی میں ختمِ نبوت کے نام پر اس مطالبے میں شدت پیدا کرتے ہوئے ہنگامہ آرائی شروع کر دی۔ اسکا نتیجہ سب کے سامنے ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کیلئے پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار لاہور میں مارشل لاء لگا دیا گیا۔ یوں پاکستان میں فوج بلانے کی داغ بیل پڑی جسکے بعد پاکستان حقیقی جمہوریت کی پٹڑی سے آج تک اترا ہوا ہے۔ آیئے ذرا موجودہ مذہبی جنون کے آغاز کا تاریخی پس منظر میں جھانک کر جائزہ لیتے ہیں۔ مولویوں کے متشدد نظریات و مطالبات ۱۹۵۳ء میں جس طرح فسادات پر منتج ہوئے، اس خطرے کو ان فسادات کی تحقیقات کرنیوالی عدالت کے فاضل ججوں جسٹس منیر اور جسٹس کیانی نے اسی وقت بھانپ لیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے تمام ملاّؤں سے جو تحقیقاتی عدالت میں پیش ہوئے یہ سوال کیا کہ:-

جس قسم کی حکومت تم پاکستان میں قائم کرنا چاہتے ہو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ دیگر غیر مسلم حکومتیں مثلاً ہندوستان کی حکومت اپنے دستور کی بنیاد ''منوشاستر'' یعنی ہندو نظریات پر رکھے گی اور پھر وہاں کے مسلمان باشندوں کے ساتھ منوشاستر کے قوانین کے مطابق سلوک کیا جائے گا۔ کیا آپ ان کا یہ حق تسلیم کر لیں گے؟

تحقیقاتی عدالت کے اس سوال کے جواب میں تقریباً ہر مولوی نے بلا توقف یہی جواب دیا کہ:

ہاں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہندوستان کی حکومت جو چاہے وہاں کے مسلمانوں کے ساتھ سلوک کرے۔

اپنے متشدد نظریات کے نفاذ اور حکومت پر قبضہ جمانے کی ہوس میں ہندوستان میں بسنے والے مسلمانوں کے متعلق ان مولویوں کے اس مؤقف پر غالبؔ کا یہ شعر یاد آنے لگتا ہے۔ ؎

اسدؔ بسمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے
تُو مشقِ ناز کر، خونِ دو عالم میری گردن پر!

تحقیقاتی عدالت نے جن مشہور مولویوں سے مذکورہ بالا سوال کیا ان میں سے چند ایک کے جوابات پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں:

o--- **مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری** (صدر جمعیۃ العلماء پاکستان) سے سوال کیا گیا--- ''کیا آپ ہندوؤں کا (جو ہندوستان میں اکثریت رکھتے ہیں) یہ حق تسلیم کریں گے کہ وہ اپنے ہندو دھرم کے ماتحت مملکت قائم کریں''؟ تو انہوں نے جواب دیا:

''جی ہاں''--- پھر عدالت نے ان سے سوال کیا کہ ''اگر اس نظامِ حکومت میں ''منوشاستر'' کے ماتحت مسلمانوں سے ملیچھوں یا شودروں کا سا سلوک کیا جائے تو کیا آپ کو کوئی اعتراض ہوگا؟ تو مولانا ابو الحسنات کا جواب تھا۔''جی نہیں''

مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی سے جب سوال کیا گیا کہ اگر ہم

پاکستان میں اس شکل کی ''اسلامی حکومت'' قائم کرلیں تو کیا آپ ہندوؤں کو اجازت دیں گے کہ وہ اپنے دستور کی بنیاد اپنے مذہب پر رکھیں تو انہوں نے جواب دیا 'یقیناً' مجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا کہ۔۔۔ حکومت کے اس نظام میں مسلمانوں سے ''ملیچھوں'' اور ''شودروں'' کا سا سلوک کیا جائے۔ اور انہیں حکومت میں حصّہ اور شہریّت کے حقوق قطعاً نہ دیئے جائیں۔''

o---- **امیرِ شریعتِ احرار سید عطاء اللہ شاہ بخاری** نے ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد چار کروڑ بتائی۔ جب ان سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا آپ کو اس امر پر اعتراض ہوگا کہ اُن پر منوؔ کے قوانین عائد کئے جائیں جنکے ماتحت انہیں کوئی شہری حق حاصل نہ ہوگا اور اُن سے ملیچھوںؔ اور شودروںؔ کا سا سلوک کیا جائے تو انہوں نے جواب دیا:۔ ''میں پاکستان میں ہوں اور انہیں مشورہ نہیں دے سکتا''

o---- **میاں طفیل محمد** نے دنیا میں مسلمانوں کی آبادی ۵۰ کروڑ بتائی۔ ان سے سوال کیا گیا کہ اگر آپکے قول کیمطابق مسلمانوں کی آبادی پچاس کروڑ ہے۔ اور پاکستان، سعودی عرب، یمن، انڈونیشیا، مصر، ایران، شام، لبنان، شرقِ اردن، ترکی اور عراق کے مسلمانوں کی تعداد بیس کروڑ سے زائد نہیں تو کیا آپ کے نظریئے کا یہ نتیجہ نہ ہوگا کہ بقیہ تیس کروڑ مسلمانانِ عالم محض لکڑی کاٹنے اور پانی بھرنے والے بن جائیں گے؟ اس کے جواب میں انہوں نے کہا: ''میرے نظریئے کا اثر ان کی حیثیت پر نہ ہونا چاہیئے''

عدالت نے مزید سوال کیا کہ------ کیا اس حالت میں بھی کہ ان سے مذہبی بنا پر غیر مساوی سلوک کیا جائے اور معمولی حقوقِ شہریت سے بھی محروم کر دیا جائے تو جواب مِلا:۔ ''جی ہاں''۔ اِس گواہ نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ: ''اگر کوئی غیر مسلم حکومت اپنے ملک کی سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کو آسامیاں پیش بھی کرے تو ان کا فرض ہوگا کہ ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیں۔''

(بحوالہ: ''رپورٹ تحقیقاتی عدالت'' فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء صفحہ: ۲۴۵ تا ۲۴۶)

مذہبی جنون کے اس رجحان کی مندرجہ بالا شکل کسقدر خطرناک تھی، افسوس کہ پاکستان کی یکے بعد دیگرے آنیوالی حکومتوں نے اس کا کوئی ادراک نہیں کیا۔ جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ ملک میں مذہبی انتہا پسندی بڑھتی چلی گئی۔ اور خود کو اسلام کا ٹھیکیدار سمجھ لینے والے نام نہاد مذہبی لیڈروں کا(اسلام کی پُر امن تعلیمات کے خلاف)دوسروں پر زبردستی اپنی خود ساختہ شریعت ٹھونسنے کا جنون بھی بڑھتا چلا گیا۔ اس جنون کو مزید تقویت ذوالفقار علی بھٹو جیسے بظاہر سیکولر سوچ رکھنے والے حکمران کے دور میں اُس وقت ملی جب انہوں نے عام شہریوں کے ذاتی عقائد میں حکومتی مداخلت کا دروازہ کھولتے ہوئے محض مولویوں کو خوش کرنے اور اپنا کھونٹا مضبوط رکھنے کیلئے آئین میں ترمیم کر ڈالی۔ اور پاکستان کے احمدیوں کو ''آئینی و قانونی اغراض'' کیلئے ناٹ مسلم قرار دے دیا۔ واضح رہے مولویوں نے بھٹو صاحب کو کہا تھا کہ اگر تم یہ کام کر جاؤ تو خدا کی خوشنودی پا جاؤ گے ہم خود تمہارے گھر پر پہرہ دیں گے اور اسطرح آئندہ دس سال تک تمہاری حکومت کا کوئی بال بھی بیکا نہ کر سکے گا۔ مگر چشمِ فلک نے دیکھا کہ اس ترمیم کی ابھی سیاہی بھی خشک نہیں ہوئی تھی کہ بھٹو صاحب نہ صرف تختِ حکومت سے محروم ہو گئے بلکہ اپنے ہی مقرر کردہ وفادار جرنیل کے ہاتھوں تختۂ دار پر بھی لٹکا دیئے گئے۔ بھٹو حکومت کے بعد جنرل ضیاء کا گیارہ سالہ دور شروع ہوا۔ اس دورِ حکومت میں تو مذہبی جنون، فرقہ پرستی اور عدمِ برداشت نے پچھلے تمام ریکارڈ مات کر ڈالے۔ ضیائی مارشل لاء کے دوران مذہبی جنون کی جس انداز میں تخم ریزی اور آبیاری کی گئی آج پوری قوم اسکی فصل کاٹنے پر مجبور ہے۔ لیکن ان تمام تلخ حقائق کا شاخسانہ یہ نکلا کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزے نے رنگ پکڑا اور دنیا کی سب سے بڑی سیکولر جمہوری مملکت ہندوستان میں بھی جنونی ہندو پر چارکوں نے انہی خطوط پر سیاست کے دھارے کو لا ڈالا۔ چنانچہ وہی بی جے پی (بھارتیہ جنتا پارٹی) جو اپنے پہلے انتخابات میں پارلیمنٹ میں عدم اعتماد کے ووٹ کی وجہ سے محض تیرہ (۱۳) دن بعد ہی مستعفی ہوگئی تھی ۱۹۹۹ء میں دوبارہ منتخب ہو کر حکومت بنانے میں کامیاب ہوگئی۔ گجرات میں ہندو انتہا پسندوں کی حالیہ کامیابی مذہبی جنون کا نتیجہ ہے جسکی بنا پر اب وہاں یہ مطالبات سامنے آ رہے ہیں کہ:

اگر مسلمانوں نے اس ملک میں رہنا ہے تو پھر اپنی تہذیب کو خیر باد کہنا ہوگا۔

افسوسناک امر یہ ہے کہ ان حالات و واقعات سے سبق سیکھنے کی بجائے پاکستان میں مذہبی جنون کی لہر نے گذشتہ دنوں کراچی میں شیعہ اور سنی مساجد میں بہت سے بیگناہ انسانوں کی جان لے لی۔ جبکہ ضلع راجن پور (پاکستان) میں جماعت احمدیہ کے ضلعی امیر میاں اقبال احمد سینئر ایڈوکیٹ کو قتل اور ان کے بھائی کو شدید زخمی کر دیا گیا۔ الغرضیکہ محسوس یوں ہو رہا ہے جیسے سارے برصغیر کا امن وسکون برباد ہونے کو ہے۔ خدا کرے کہ برصغیر کے ان دونوں اہم ممالک کے اربابِ اختیار اپنی حقیقی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور مذہبی جنونیوں کی پشت پناہی کر کے بعض وقتی مفادات کے حصول کی بجائے اپنے ملک اور عوام الناس کے حقیقی خادم بن کر تاریخِ اقوامِ عالم کے تاریک ابواب کی بجائے روشن ابواب میں نام لکھوانے والوں کی فہرست میں شامل ہوں۔ جس کسی کا بھی یہ قول ہے سو فیصد درست ہے کہ حکومتیں کفر کے ساتھ تو قائم رہ سکتی ہیں مگر ظلم اور ناانصافی کے ساتھ نہیں۔ آج دیکھنے میں یہ آ رہا ہے کہ طاقتور کے ہاتھوں (چاہے وہ فردِ واحد ہو، حکومت، ملک یا قوم) کمزور کیساتھ ہر طرح کی دھونس، ناانصافی اور بربریت کا کھیل رچا کر انسانیت کے حسین چہرے کو نہایت بُری طرح مسخ کیا جا رہا ہے۔ تاھم ایسے سرکشوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کے اوپر بھی ایک ایسی ارفع ہستی موجود ہے جو عظمت و جبروت کی مالک ہے۔ اسکی عظمت و جبروت جب جوش میں آتی ہے تو ہر سرکش، ظالم اور جنونی اسی دنیا میں ہی عبرتوں کا نشان بن جایا کرتا ہے اور پھر تاریخ کے نہاں خانوں سے کچھ اس قسم کی نوحہ خوانیوں کی بازگشت سنائی دیتی محسوس ہوتی ہے ۔

تاریخ کے چہرے سے پردہ اٹھتے ہی عیاں ہو جاتا ہے
قوموں کی بہاروں کا منظر کیوں وقفِ خزاں ہو جاتا ہے

مغربی معاشرہ میں تربیتِ اولاد..... اور احمدی والدین کی ذمہ داریاں

از قلم: مکرم مرزا عطاء الرحمٰن صاحب ۔ ٹورانٹو ایسٹ

تربیت کا تصور اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ آدم علیہ السلام اور بی بی حوا کا۔ گو کہ وجہ تخلیقِ آدم بھی بنی نوع انسان کی تربیت ہی تھی۔ پھر بھی تربیت کا انداز، خدا تعالیٰ کا انوکھا اور نرالہ تھا۔ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے شجرۂ ممنوعہ کھانے سے منع فرمایا۔ مگر وہ شیطان کے بہکانے میں آ گئے جس کے نتیجے میں بشری کمزوریاں ان پر ظاہر ہو گئیں۔ ندامت کے باعث خدا تعالیٰ نے ان کو دعا سکھائی:-

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ
تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

ترجمہ: اے ہمارے رب ہم نے ظلم کیا اپنے آپ پر۔ اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور رحم نہ کیا۔ تو ضرور گھاٹا پانے والے ہونگے۔ (سورت اعراف آیت نمبر ۲۴)

حضرت آدمؑ کا واقعہ بتانے سے یہ مقصود ہے کہ انسان کی فطرت ہی ایسی ہے کہ جس کام سے روکا جائے تجسس اور منفی جذبات، وہ کرنے پر ضرور اکساتے ہیں۔ تربیت کا ابتدائی دور بچے کیلئے ماں کے پیٹ میں ہی شروع ہو جاتا ہے۔ یہ سوچنا کہ ابھی تو بچے ہیں، بڑے ہو کر خود ہی سمجھ جائیں گے ایک موہوم خیال ہے۔ تعلیم ایک فکری عمل ہے جبکہ تربیت عملی پہلو ہے۔ وہ تعلیم جو عمل کی نفی کرتی ہے وہ جہالت سے بدتر ہے۔ ہم اگر بچوں کو صرف نماز سکھا کر قرآن کریم پڑھا کر مطمئن ہو جاتے ہیں تو غلط ہے۔ قرآن کریم کا آغاز ہی اِس بات سے ہوتا ہے، کہ یہ متقیوں کیلئے ہدایت کا موجب ہے۔ اگر قرآن کریم کا ترجمہ نہ پڑھا جائے اور صرف ناظرہ پر اکتفا کر لیا جائے تو ہمیں ہدایت کیسے مل سکتی ہے۔

یہ دور علم کا ہے۔ سب سے عظیم کتاب کا علم نہ رکھنا سب سے بڑی جہالت ہے۔ اسکے بعد اسوہ حسنہ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ و علیہ وسلم کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ آپؐ نے ہر کام اور ہر بات سمجھانے کیلئے اپنی مثال خود بن کر ہمیں سمجھایا۔ جب تک اُس کام کو خود انجام نہیں دیا، تلقین نہیں کی۔ اسلئے ہمیں خود بھی اپنی اولاد کیلئے نمونہ بننا چاہیے۔ ایک حدیث شریف کے مطابق تربیت اولاد کے صلے میں ماں کو جنت عطا کی گئی ہے۔ جو اسکے قدموں میں رکھ دی گئی ہے۔ وہی ماں اولاد کو جنت کا مستحق بنا سکتی ہے۔ جس نے مناسب تربیت اپنی اولاد کی، کی ہو۔ اور خود بھی جنت کی جب حق دار ہو گی جب وہ احکام الٰہی کی پابند ہو گی۔ یعنی بچوں کیلئے ایک عملی نمونہ۔ یہ ذمہ داری صرف ماں ہی کی نہیں ہے بلکہ قرآن کریم میں فرمایا گیا۔ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا یعنی نہ صرف خود کو بلکہ اپنے اہل و عیال کو بھی آگ سے بچاؤ۔

یہ اُسی صورت میں ممکن ہے۔ کہ وہ نہ صرف خود سچے احمدی مسلم کا نمونہ اپنے گھر والوں کیلئے ہوں۔ بلکہ ہر خاص و عام کیلئے بھی۔

تربیت کا عمل ماں اور باپ کے اشراک سے مکمل ہوتا ہے۔ یہ دونوں کی ذمہ داری ہے۔ صرف جماعتی تنظیموں پر ذمہ داری ڈالنا بہت بڑی بھول ہے۔ جہاں بچہ مہینہ میں ایک بار یا دوبار مجبوراً جاتا ہے۔ ایک یا دو گھنٹوں کیلئے جانا تربیتی تقاضے پورا نہیں کرتا۔ تربیت گھر سے ایک مسلسل چوبیس گھنٹوں کی کاوش ہے۔ تربیت کی ابتدا ماں اور گھر سے شروع ہوتی ہے۔ والدین شروع ہی سے کچھ وقت اولاد کو دیں۔ اور ہر بچے پر انفرادی توجہ دیں۔ انکی عمر اور صلاحیت کے مطابق انکی تربیت کریں۔ چھوٹی چھوٹی دعائیں اٹھتے بیٹھتے یاد کروائیں۔ اہم اقتباسات سنائیں آج کے معاشرے میں ایک مسلمان بچہ احساس کمتری میں مبتلا ہے اس کو احمدی مسلم بننے اور ہونے پر فخر کرنا سکھائیں۔ صرف یہ ہی ایک فخر کا مقام ہے۔ جو بچے کو فکری اور عملی طور پر مضبوط بناتا ہے۔ اسکے قول و فعل میں مطابقت پیدا کرتا ہے۔ ورنہ وہ گھر میں احمدی بچہ ہے تو باہر وہ کمزور ہے۔ دوسروں کو رنگ رلیاں مناتے بے ہودگیاں کرتے حسرت سے دیکھتا ہے کہ یہ سب حرکتیں مجھ پر ممنوع ہیں۔ اگر وہ اندر سے مضبوط ہے تو یہ حرکتیں دیکھ کر برائی سے نفرت کیساتھ منہ موڑے گا۔

میری والدین سے یہ گزارش ہے کہ وہ خود بچوں پر پوری توجہ دیں۔ جماعتی تنظیموں سے پوری طرح فائدہ اٹھائیں۔ یہ کوچنگ آپ کو مفت مل رہی ہے۔ ہماری ناصرات، اطفال اور خدام کی تنظیمیں ایک نعمت ہیں۔ جہاں نہ صرف بچوں کو بلکہ ہماری بھی انفرادی تربیت کو جلا ملتی ہے جہاں اسلامی تہذیب اور کلچر کا رنگ چڑھتا ہے۔ اجتماعیت پنپتی ہے۔ آج کل بعض احمدی گھرانے اِس اجتماعیت کی برکات سے کماحقہ، فائدہ نہیں اٹھا رہے۔ اگر بچپن سے ہی باجماعت نمازوں کی عادت ہو اور اپنے جماعتی جلسوں اور تقریبات میں شمولیت کی عادت ہو تو وہ جماعت سے کبھی بھی دور نہیں ہونگے۔

اسلام میں اجتماعیت اور یکجہتی کے سلسلے وار نظام ہیں۔ اول باجماعت نماز، نماز جمعہ پھر عیدین اور پھر سب سے بڑا اجتماع حج کے موقع پر۔ ہمارے لئے سب سے آسان مرحلہ نماز باجماعت مسجد میں جہاں تک ممکن ہو سکے جا کر ادا کرنی چاہیئے۔ اور جمعہ کے علاوہ تربیتی جلسوں کا انعقاد اور اِس میں شمولیت بمعہ بچوں کے از بس ضروری ہے۔ اگر جماعت سے تعلق نہ رہا تو وہ درخت سے ٹوٹا ہوا پتہ ہے جو چند لمحوں میں گاربج بن جائے گا۔

ہمیں یاد رکھنا ہے اور اپنی اولاد کو بھی یہ نکتہ ذہن نشین کروانا ہے کہ خلافت اور جماعت سے وابستگی ہی میں زندگی ہے۔ اِس کے علاوہ صرف گند ہی گند ہے۔ گھروں میں اپنی نگرانی میں MTA کے پروگرام اور خصوصی طور پر

خطبات بچوں کے ساتھ بیٹھ کر دیکھیں اور سنیں۔ خطبہ کے بعد بچوں سے سوالات کئے جائیں اس ضمن میں ان کی حوصلہ افزائی اور شوق پیدا کرنے کی خاطر چھوٹے موٹے انعامات بھی دیئے جائیں تو مفید رہے گا۔ اور اگر کوئی سوال بچوں کی طرف سے پیدا ہوتو اس کا جواب بھی بتایا اور سمجھایا جائے۔ خاص طور سے والد کو ڈالر کی غلامی سے کچھ وقت نکال کر اسلامی تعلیم کے چیدہ چیدہ پہلوؤں سے بچوں کو باقاعدگی سے روشناس کروانا چاہیے۔ یہ روز روز کا قطرہ ان کے ذہنوں میں روحانیت کا ایک دن دریا بن جائے گا۔ اور ہماری اپنی روحانی بالیدگی کا بھی ذریعہ بن جائے گا انشاء اللہ۔ آج کے دور میں والدین کو بچوں کا دوست بنا چاہیے اور کوشش کر کے ان کے ہر سوال کا جواب دیں۔ ان کے چھوٹے چھوٹے مسائل میں دلچسپی لیں۔ ان کا حل بتائیں۔ تا کہ وہ آئندہ بھی اپنے بڑے بڑے مسائل خاص کر جذباتی مسائل آپ سے Share کرسکیں۔ وہ آپ سے خائف نہ ہوں۔ بلکہ وہ مسائل میں مدد گار تصور کریں۔ اِس محبت اور سر پرستی میں وہ پروان چڑھیں گے تو آپ ان کے آئیڈیل بن جائیں گے اور پھر انہیں چاہت اور آئیڈیل گھر سے باہر تلاش کرنیکی ضرورت نہیں پڑے گی۔ دنیا کے عظیم انسان وہی لوگ تھے جن کا اپنے والدین سے رشتہ مضبوط تھا۔ اس ضمن میں میرا مشورہ ہے کہ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ کی کتاب ''میری والدہ'' کا مطالعہ ضرور کریں۔

چند دن پیشتر میرے ایک عزیز دوست نے اپنے گاؤں کا ایک واقعہ سنایا۔ ایک بچہ جسکی صحیح سمت اور صحیح ماحول میں پرورش نہ ہوسکی تھی۔ اس کو جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل کرا دیا گیا۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد وہ وہاں سے بھاگ آیا۔ کیونکہ جس زندگی کا وہ عادی بن گیا تھا۔ وہ اسے وہاں نہیں ملی۔ اس کے والدِ محترم نے بچے کو تو کچھ نہیں بلکہ خود کو ہی موردِ الزام ٹھہرایا کہ وہ یقیناً اپنے بچے کیلئے ابراہیمؑ نہیں بن سکا۔ تو اسکی اولاد اسماعیلؑ کیسے بنتی؟ والد نے بیٹے سے صرف یہ کہا کہ آئندہ تم میرے کمرے میں سویا کرو گے۔ والد نے پہلے خود نماز، دعائیں اور اپنا بہت سا وقت اپنے بیٹے کے ساتھ گزارا، والد کا نمونہ دیکھ کر وہ خود ہی جامعہ احمدیہ ربوہ تعلیم حاصل کرنے چلا گیا۔ اور ہر اُس اسلامی عمل کو اپنا شعار بنایا جسکی مثال والد نے قائم کی تھی۔

اسی طرح چند دن پیشتر راستہ میں ایک ہندو خاندان سے ملاقات ہوگئی اُن کا خاندان سو سال سے جنوبی افریقہ میں رہائش پذیر ہے۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ یہاں کسی Vegetarian Resturant کا پتہ بتا سکتے ہیں؟ مجھے بڑی حیرانی ہوئی کہ اتنے عرصہ اپنے ملک، قوم اور ماحول سے دور ہیں۔ لیکن آج بھی اپنی اقدار کو نہیں بھولے۔ جب کہ کلمہ گوؤں کی ایک خاصی تعداد کو تو حلال وحرام کی تمیز نہیں رہی۔ کتنی حیرت کی بات ہے وہ دیوتاؤں کے پجاری ہو کر اپنی مذہبی اقتدار پر کس مضبوطی سے قائم ہیں۔ کیونکہ ان کے بزرگوں اور والدین نے اپنی اولاد کو اسکی تمیز کروائی اور خود ان پر عمل کیا تو آج انکی اولاد بھی اس پر عمل کر رہی ہے۔ اور کسی غیر ملکی کلچر سے قطعاً متاثر نہیں ہوئے۔ کیونکہ ان کا کلچر ان کے والدین کی وجہ سے گھر میں ہی موجود تھا۔ میں نے اس ہندو خاندان کی مثال اس لئے دی ہے کہ حدیث نبویؐ ہے کہ حکمت کی بات گویا مومن کی کھوئی ہوئی مُتاع ہے۔

ہم ایک سچے خدا کے نام لیوا ہیں۔ اسلامی اقدار کوقائم رکھتے ہوئے مغربی معاشرے کی ظاہری چکا چوند کے بالمقابل ہمیں اپنا اسلامی تشخص ہر صورت برقرار رکھنا چاہیے۔ مغربی تہذیب کوئی تہذیب نہیں فی زمانہ تو یہ بیماریوں، مایوسیوں اور گمراہیوں کا اندھا کنواں ہے۔ جو کوئی اس میں گرا تو وہ شاید ہی اس سے باہر نکل سکے۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیوں میں جرائم، نشہ اور خودکشیاں اِس بات کا بیّن ثبوت ہیں۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم اپنی اولاد کیلئے ایک نمونہ بنیں اور اسکے ساتھ دعائیں بھی کریں کیونکہ تربیت کی تدبیریں اس وقت تک مؤثر نہیں ہوسکتیں جب تک دعائیں نہ ہوں۔ خدا تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں اولاد کے حق میں دعائیں سکھائی ہیں۔ جو ہم سب جانتے ہیں۔ یہاں میں بخاری شریف کی ایک حدیث کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔

کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ......... یعنی تم میں سے ہر شخص اپنے دائرہ کے اندر ایک حاکم کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور تم میں سے ہر شخص سے اُس کے ماتحتوں کے بارہ میں پوچھا جائے گا کہ انہیں اچھے اخلاق سکھائے یا نہیں۔ ذرا سوچیں! جسمانی بیماریوں کیلئے ڈاکٹر کے بتائے ہوئے ہر پرہیز تو ہم بخوشی قبول کر لیتے ہیں۔ چاہے اسکے لئے کتنی ہی تکلیف اور مصیبت اٹھانی پڑے۔ لیکن روحانی بیماریوں سے بچنے کیلئے جو اسلام نے پرہیز بتائے ہیں ان کا ہم کوئی خیال کیوں نہیں رکھ سکتے۔ روحانی بیماریوں سے بچنے کیلئے جو پرہیز قرآن کریم نے بتایا ہے اس کا نام ہے تقویٰ۔ جسکے آسان معنی ہیں بچنا۔ (خود بھی بچیں اور اپنی اولاد کو بھی بچائیں)

حکمت و دانش پر مبنی مقولہ ہے کہ پرہیز علاج سے بہتر ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ

یقیناً نماز بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔ (سورۃ عنکبوت آیت نمبر ۴۶)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۹ (سورۃ الحشر آیت نمبر ۱۹)

اے لوگو، جو ایمان لائے ہو۔ تقویٰ اختیار کرو اور ہر شخص جان لے اور آنے والے کل کا منتظر رہے کہ اس نے کل کیلئے کیا بھیج رکھا ہے۔ یعنی تقویٰ صرف اپنی ذات تک ہی محدود نہ ہو۔ اپنی اولاد بلکہ نسل درنسل کے اندر تقویٰ کی روح پھونکنی ہوگی کہ اسی میں اپنی اولاد کی تربیت کا راز پنہاں ہے۔ اور آئندہ نسل کیلئے دعاؤں کی صورت میں گویا بے بدل اثاثہ اور حسین تحفہ ہے۔ امامِ آخرالزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم پاکیزہ کلام میں تقویٰ کی بابت کیا خوب فرمایا ہے

ہر ایک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے ‏ ‏ اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے
یہی اک فخر شانِ اولیا ہے ‏ ‏ بجز تقویٰ زیادت ان میں کیا ہے
ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے ‏ ‏ اگر سوچو یہی دارالجزا ہے
مجھے تقویٰ سے اِس نے جزا دی ‏ ‏ فسبحان الذی اخذ الا عادی

مقالہ خصوصی

مکرم بشیر احمد خان رفیق۔لندن

تاریخِ پاکستان کا ایک اہم باب

قائداعظم محمد علی جناح کی ہندوستانی سیاست میں دوبارہ واپسی

[قادیانیوں کی ''حرکات'' کی ایک جھلک............]

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں مسلمانانِ برصغیر نے قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں اپنے لئے ایک الگ اسلامی و جمہوری مملکت کے قیام کی قرار داد پاس کی جسے اب ہر سال یومِ پاکستان کے طور پر منایا جاتا ہے۔ (اس قرار داد کا اوّلین ڈرافٹ احاطۂ تحریر میں لانے کا اعزاز حضرت چوہدری سر محمد ظفراللہ خان صاحب کو حاصل ہے) قیامِ پاکستان بلاشبہ قائداعظم جیسے بے لوث و دیانتدار لیڈر کی انتھک محنت ولیاقت کا ثمرہ ہے۔ تاہم یہ بھی تاریخ کا ایک اہم باب ہے کہ قیامِ پاکستان سے قبل ایک ایسا دور بھی گزرا جب قائداعظم محمد علی جناح نے ہندوستانی سیاست سے بددل ہو کر لنڈن (یو کے) میں مستقلاً رہنے کا فیصلہ کر لیا جس سے نہ صرف برصغیر کی مسلم سیاست میں زبردست خلاء پیدا ہو گیا بلکہ قیامِ پاکستان کی منزل بھی بھٹکتی محسوس ہونے لگی۔ چنانچہ یہی وہ نازک لمحہ تھا جب قائداعظم جیسے با اصول سیاستدان کو اپنا فیصلہ بدلنے اور ہندوستان واپس آ کر دوبارہ مسلمانوں کی قیادت سنبھالنے کیلئے آمادہ کرنے کی خاطر ملتِ اسلامیہ کا حقیقی درد رکھنے والے ایک عظیم شخص کے مونس و غمخوار دل میں تحریک اٹھی اور اس نے قائداعظم کو اپنا فیصلہ تبدیل کرنے کی ٹھانی۔ یوں تو قائداعظم کو اپنا فیصلہ بدلنے اور ہندوستان واپس آنے کیلئے امادہ کرنے سے متعلق متعدد افراد کی بابت زبانی کلامی دعوے کئے جاتے ہیں۔ لیکن تاریخی شواہد و مستند دستاویزی حقائق کی روشنی میں حقیقت یہ ہے کہ قائداعظم کو واپس لانے میں جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحبؓ نے امام مسجد لنڈن کے ذریعہ بھرپور سعی فرمائی۔ مکرم بشیر احمد خان صاحب رفیق کا زیرِنظر مضمون انہی مذکورہ حقائق کو اجاگر کرنے کی خاطر شاملِ اشاعت کیا جا رہا ہے۔ مزید برآں یہ مضمون، ٹورنٹو کے بعض ایسے صحافتی بزرجمہروں کے ''صحافیانہ گنجے پن'' پر ایک ایسی زناٹے دار چپت کی حیثیت بھی رکھتا ہے جو شرفاء کی پگڑیاں اچھالنے جیسے فعلِ بد کو ہی صحافتی تاج سمجھ کر اپنے سروں پر سجائے پھرتے ہیں۔

گلستانِ صحافت میں گھس بیٹھ کر حرمتِ قلم کے امین بننے اور مثبت وتعمیری سوچ کی خوشبوئیں پھیلاتے ہوئے تعمیر انسانیت کے معمار بننے کی بجائے منفی سوچوں اور نفرت آمیز گندی پھونکوں کے بھبھوکے چھوڑتے ہوئے ماحول کو مزید پراگندہ کرنے والے ایسے ہی قلمی جھاڑو برداروں کے فکر و عمل کی تصویر کشی معروف شاعر حبیب جالب نے کچھ یوں کر رکھی ہے ؎

پھول دامن پہ سجائے ہوئے پھرتے ہیں وہ لوگ
جن کو نسبت ہی نہ تھی کوئی چمن سے یارو

یاد رہے ٹورانٹو کے ایک ہفتگی جریدے کے جزنویس نے پاکستان میں ''توہینِ رسالت'' نامی قانون کے متعلق جزنگاری کرتے ہوئے ''توہین قادیان'' کا سراسر بے محل، بے تکا اور تضحیکانہ عنوان لگا کر خبر کے متن میں لکھا کہ توہینِ رسالت کی دفعات کو بلاوجہ عیسائیوں کے خلاف استعمال کیا جا رہا ہے۔ دراصل یہ قانون تو قادیانیوں کی ''حرکات'' کے لئے نافذ کیا گیا تھا۔ اسلام کی ایک حقیقی خادم جماعت کی مساعی جلیلہ کو لفظ ''حرکات'' سے تعبیر کرنے والے مذکورہ مفسدانہ سوچ کے حامل صحافی پر واضح ہو کہ اس مضمون میں تو احمدیوں کی صرف ایک حرکت (قائداعظم کی لنڈن سے ہندوستان واپسی) پر تحقیقی وعلمی روشنی ڈالی گئی ہے۔ بجکہ اس قسم کی ایک نہیں سینکڑوں دیگر حرکات میں بھی اس جماعت کو ہمیشہ سے ''ملوث'' رہنے کا اعزاز حاصل رہا ہے۔ جن پر ہر فردِ جماعت کو بجا طور پر فخر ہے۔ [ایڈیٹر]

قائداعظم محمد علی جناح پہلی اور دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت کیلئے انگلستان تشریف لاتے رہے اور کاروائی میں بھرپور حصہ لیتے رہے۔ لیکن ہندو ذہنیت اور کانفرنس کے دوران لاتعلق مسائل پر وقت کے ضیاع سے آپ بے حد دلبرداشتہ ہو گئے اور آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ ہندوستانی سیاست سے قطعاء کنارہ کشی اختیار کر لیں۔ چنانچہ آپ نے ہندوستانی سیاست کو خیر باد کہہ دیا اور پریوی کونسل کی جوڈیشل کمیٹی میں بطور ایڈووکیٹ کام کرنا شروع کر دیا اور لندن کے خوبصورت علاقہ Hampstead Heath میں مکان خرید کر لندن میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ اس کا ذکر آپ نے اپنے الفاظ میں یوں کیا ہے:

I received the shock of my life at the meetings of the Round Table Conference. In the face of danger of the Hindu sentiment, the Hindu mind, the Hindu attitude led me to the conclusion that there was no hope of unity.

I felt very pessimistic about my country. The position was most unconfortable...........

I begane to feel that I could neither help India, nor change the Hindu mentality, nor could I make the Muslims realize their precarious position. I felt so disappointed and depressed that I decided to settle down in London. Not that I did not love India, but I felt so utterly helpless.''

(Jinnah, by Hector Bolitho London 1954, P100)

جناب رئیس احمد جعفری نے اپنی مشہور کتاب ''قائد اعظم اور ان کا عہد'' (ناشر مقبول اکیڈمی۔ شاہ عالم گیٹ لاہور) میں جناب قائد اعظم محمد علی جناح کے تاثرات کو یوں بیان کیا ہے۔ قائد اعظم نے علی گڑھ یونیورسٹی یونین میں ۵ فروری ۱۹۳۸ء کو تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔'

'میں حیران ہوں کہ میری ملی خودداری کو کیا ہو گیا تھا۔ میں کانگریس سے صلح و مفاہمت کی بھیک مانگا کرتا تھا۔ میں نے اس مسئلہ کے حل کے لئے اتنی مسلسل اور غیر منقطع مساعی کیں کہ ایک انگریز اخبار نے لکھا مسٹر جناح ہندو مسلم اتحاد کے مسئلہ سے کبھی نہیں تھکتے لیکن گول میز کانفرنس کے زمانہ میں مجھے اپنی زندگی میں سب سے بڑا صدمہ پہنچا جیسے ہی خطرہ کے آثار نمایاں ہوئے ہندویت دل و دماغ کے اعتبار سے اس طرح نمایاں ہوئی کہ اتحاد کا امکان ختم ہو گیا۔

اب میں مایوس ہو چکا تھا۔ مسلمان بے سہارا اور ڈانواڈول ہو رہے تھے۔ کبھی حکومت کے یار وفاداران کی رہنمائی کے لئے میدان میں آ موجود ہوتے تھے۔ کبھی کانگریس کے نمائندگان خصوصی ان کی قیادت کا فرض ادا کرنے لگتے تھے۔ مجھے اب ایسا محسوس ہونے لگا کہ میں ہندوستان کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ نہ ہندو ذہنیت میں کوئی خوشگوار تبدیلی لا سکتا ہوں۔ نہ مسلمانوں کی آنکھیں کھول سکتا ہوں۔ آخر میں نے لندن ہی میں بودوباش کا فیصلہ کر لیا۔ پھر بھی ہندوستان سے میں نے تعلق قائم رکھا اور چار سال کے قیام کے بعد میں نے دیکھا کہ مسلمان خطرے میں گھرے ہوئے ہیں۔ آخر میں نے رخت سفر باندھا اور ہندوستان پہنچ گیا۔'' (صفحہ ۱۹۱ تا ۱۹۲)

قائد اعظم کے انگلستان میں مستقل رہائش اختیار کرنے کا ذکر جناب ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی نے اپنی کتاب ''اقبال کے آخری دو سال'' (شائع کردہ اقبال اکادمی پاکستان کراچی) میں بدیں الفاظ کیا ہے۔

''مسٹر جناح دوسری گول میز کانفرنس سے فارغ ہو کر ہندوستان نہیں آئے تھے بلکہ انگلستان ہی میں مقیم ہو گئے تھے اور غالباً ان کا ارادہ مستقل قیام کرنے کا تھا۔ ایک طرف تو وہ برطانوی ہتھکنڈوں سے سخت نالاں تھے اور دوسری طرف ہندو مسلم مناقشے نے انہیں بہت آزردہ کر رکھا تھا تاہم بعض حالات و واقعات کی بناء پر وہ ۱۹۳۴ء کے آخر میں واپس ہندوستان تشریف لائے اور آتے ہی مرکزی اسمبلی کے ممبر منتخب ہو گئے'' (صفحہ ۴۳۱)

قائد اعظم محمد علی جناح کے یوں ہندوستانی سیاست سے مایوس ہونے کی وجہ سے انگلستان مستقل قیام کے نتیجہ میں مسلمان بے یار و مددگار ہو کر رہ گئے۔ ہندوستان میں اور کوئی مسلمان لیڈر قائد اعظم کے پایہ کا موجود نہ تھا۔ کانگریس اپنی ہندو ذہنیت کے مدنظر مسلمانوں کو کسی قسم کا سیاسی حق دینے پر آمادہ نہ تھی۔ مسلمان کانگریس کی ریشہ دوانیوں کے نتیجہ میں آپس میں دست و گریبان ہونا شروع ہو گئے۔ فرقہ واریت نے مزید ستم ڈھایا جسے کانگریس نے خوب ہوا دی۔ غرض ہندوستانی مسلمان ایک ایسے کارواں کی مانند ہو گئے جس کا کوئی نگران و رہنما نہ تھا۔

حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ ہندوستانی مسلمانوں کی اس بے حد افسوسناک حالت کو دیکھ دیکھ کر غمگین ہو رہے تھے اور چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے کے سلسلہ میں کوئی اقدام کریں اور انہیں تباہی سے بچائیں۔

آپ کو قائد اعظم کے خلوص، دیانت اور اعلیٰ لیڈرشپ کی خصوصیات کا بخوبی علم تھا اور یہ جانتے تھے کہ اس مشکل وقت میں محمد علی جناح ہی مسلمانوں کی منجدھار میں گھری ہوئی ناؤ کو ساحل مراد تک پہنچا سکتے ہیں۔ آپ یہ بھی جانتے تھے کہ انگریزوں اور کانگریس کے خلاف بیک وقت سیاسی جنگ لڑنے اور مسلمانوں کے مفادات کا تحفظ کرنے کے لئے محمد علی جناح کے سوا اس وقت ہندوستان بھر میں اور کوئی قد آور مسلم لیڈر موجود نہیں۔ لیکن جناح صاحب تو مستقلاً ہندوستان سے نقل مکانی کر چکے تھے۔ اور یہ اعلان کر چکے تھے کہ وہ ہندوستانی سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر رہے ہیں۔ ان حالات میں انہیں کیسے اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ واپس ہندوستان تشریف لا کر مسلمانوں کی قیادت کریں اور انہیں ان کے سیاسی حقوق دلانے میں مد ہوں۔

۱۹۳۳ء میں لندن کی احمدیہ مسجد فضل کے امام جناب مولانا عبدالرحیم صاحب درد تھے جنہیں خدا تعالیٰ نے دینی اور روحانی علوم کے ساتھ ساتھ سیاسی بصیرت بھی عطا کر رکھی تھی۔ انہوں نے ایک مشہور انگریزی مذہبی رسالہ ''The Review of Religion'' کی کامیاب ادارت کا فریضہ سالہا سال تک سرانجام دیا تھا۔ جناب مولانا درد صاحب کے تعلقات کا دائرہ انگلستان میں بہت وسیع تھا۔ پارلیمینٹ کے متعدد ممبران اور دوسرے سیاسی عمائدین اکثر مولانا درد کے پاس ان سے مشورہ حاصل کرنے کے لئے آیا کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی نظر انتخاب انہی پر پڑی۔ آپؓ نے جناب درد صاحب کو ہدایات جاری کیں کہ وہ فوراً جناب جناح سے ملیں اور انہیں ہندوستان واپس آنے پر آمادہ کریں اور انہیں جماعت احمدیہ کے امام کی طرف سے یہ یقین دلائیں کہ جماعت ان کی ہر طرح سے مدد کرے گی۔

جناب درد صاحب کو حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے یہ ہدایات ملیں تو آپ نے فوراً جناب محمد علی جناح صاحب سے رابطہ کیا اور انہیں حضرت امام

جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچایا اور انہیں ہندوستان واپس تشریف لے جانے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی لیکن قائداعظم واپسی پر آمادہ نہ ہوئے اور انکار کرتے رہے ملاقاتوں کا یہ سلسلہ جاری رہا۔کبھی درد صاحب قائداعظم کے ہاں جاتے اور کبھی قائداعظم لندن مسجد تشریف لاتے۔

مجھے تفصیل سے اس بارہ میں بتایا تھا۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ جب قائداعظم نے پہلی مرتبہ لندن مسجد آنا تھا تو درد صاحب نے میری ڈیوٹی لگائی کہ میں دروازے کے باہر ان کا استقبال کروں۔ چنانچہ میں بروقت مسجد حاضر ہو گیا۔ وقت مقررہ پر جناح صاحب تشریف لائے میں نے انہیں Receive کیا اور اندر لے جا کر مولانا درد صاحب سے متعارف کرایا۔ ۶۳ میلروز روڈ کے کمرہ استقبال میں یہ دونوں حضرات تشریف فرما ہوئے اور میں چائے لانے چلا گیا۔ چند منٹ میں چائے اندر لایا اور باہر جانے لگا تو درد صاحب نے فرمایا آپ بھی بیٹھ جائیں چنانچہ میں بھی بیٹھ گیا۔ درد صاحب نے قائداعظم کو حضورؓ کا پیغام پہنچایا اور انہیں ہندوستان واپس جا کر مسلمانوں کی قیادت سنبھالنے پر آمادہ کرنا شروع کیا۔لیکن قائداعظم ٹس سے مس نہ ہوئے اور اس بات پر مصر رہے کہ وہ اب ہرگز واپس نہیں جائیں گے۔ خیر اس طرح کی چار یا پانچ نشستیں مختلف اوقات میں ہوئیں۔ ہر دفعہ درد صاحب مجھے بلاتے رہے اور میں ان کی گفتگو میں شامل ہوتا رہا۔ آخری بار جب نشست ہوئی تو جناح صاحب نے بیٹھتے ہی فرمایا کہ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ کی تحریک پر ہندوستان جا کر مسلمانوں کے مفاد میں کام کروں لیکن مشکل یہ ہے کہ میں نے بر ملا یہ اعلان کیا ہوا ہے کہ میں اب ہندوستانی سیاست سے ریٹائر ہو رہا ہوں۔ اس لئے اب سیاست میں واپس کیسے جاؤں؟ جناب درد نے فرمایا کہ اس کا بھی حل موجود ہے۔ چند روز تک عیدالاضحیہ آنے والی ہے۔ نماز کے بعد حسب معمول مسجد کے سبزہ زار میں دوپہر کے کھانے کا بندوبست ہو گا۔ آپ اس دن تشریف لائیں اور حاضرین سے ہندوستان کی سیاست پر خطاب فرماویں۔ ہم قبل از وقت وسیع پیمانہ پر اعلان کر دیں گے کہ مسٹر جناح کی تقریر ہو گی۔ اس طرح آپ اپنے خیالات کا اظہار کر کے ہندوستانی سیاست میں واپس آ جائیں گے۔ جناب قائداعظم نے درد صاحب کی اس تجویز کو پسند فرمایا اور آمادگی کا اظہار کر دیا۔محترم عبدالرحیم صاحب درد امام مسجد فضل لندن نے اس عہد و پیمان کے بعد جلسہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔

انگلستان میں مقیم ہندوستانی مسلمان طلباء کو بالخصوص مدعو کیا۔ برطانوی پارلیمنٹ کے ممبران، سیاسی لیڈران، مختلف ممالک کے سفراء اور ہندوستانی سربراہان ریاست ہائے ہندوستان کو شمولیت کے لئے دعوت نامے بھجوائے۔جلسہ کی صدارت کے لئے ممبر پارلیمنٹ Sir Stewart Sandeman کو دعوت دی گئی جو انہوں نے قبول کر لی۔ جناب عبدالرحیم صاحب درد کا بیان جو انہوں نے ۱۹۵۵ء میں دیا درج ذیل ہے۔

''یہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ قائداعظم نے انگلستان سے ہندوستان واپس آ کر مسلمانوں کی سیاسی قیادت سنبھالی۔ اس طرح بالآخر پاکستان معرض وجود میں آیا۔ جب میں ۱۹۳۳ء میں امام مسجد لندن کے طور پر انگلستان پہنچا تو اس وقت قائداعظم انگلستان ہی میں سکونت رکھتے تھے۔ وہاں میں نے ان سے تفصیلی ملاقات کی اور انہیں ہندوستان واپس آ کر سیاسی لحاظ سے مسلمانوں کی قیادت سنبھالنے پر آمادہ کیا۔مسٹر جناح سے میری یہ ملاقات تین چار گھنٹے تک جاری رہی۔ میں نے انہیں آمادہ کر لیا کہ اگر اس آڑے وقت میں جبکہ مسلمانوں کی رہنمائی کرنے والا اور کوئی نہیں ہے انہوں نے ان کی پھنسی ہوئی کشتی کو پار لگانے کی کوشش نہ کی تو اس قسم کی علیحدگی قوم کے ساتھ بیوفائی کے مترادف ہو گی۔ چنانچہ اس تفصیلی گفتگو کے بعد آپ مسجد احمدیہ لندن میں تشریف لائے اور وہاں باقاعدہ ایک تقریر کی جس میں ہندوستان کے مستقبل کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ اس کے بعد قائداعظم انگلستان کو خیر باد کہہ کر ہندوستان واپس ہوئے'' (الفضل یکم جنوری ۱۹۵۵ء)

لندن مسجد احمدیہ میں جلسہ کا انعقاد

۷ اپریل ۱۹۳۳ء کو عیدالاضحیہ تھی۔ یہ دن اپنی بے شمار برکتوں کے ساتھ اس لحاظ سے بھی تاریخی قرار پایا کہ اس دن مسٹر محمد علی جناح قائداعظم نے ایک بار پھر ہندوستانی سیاست میں قدم رکھا اور ایک عظیم جلسہ سے خطاب فرمایا۔ عیدالاضحیہ کی نماز و خطبہ میں شمولیت کے بعد قائداعظم مسجد سے ملحقہ وسیع و عریض لان میں ایستادہ خیمہ میں تشریف لے گئے جہاں دوصد سے زائد معززین موجود تھے اور ان کی تقریر سننے کے لئے جمع تھے۔ ان میں لارڈ لی۔ وائیکونٹ اور لیڈی آسٹر سر بھوپندر ناتھ ہائی کمشنر فار انڈیا، سر ڈیوڈ مزو، پروفیسر ایچ اے آر گب۔ شیخ حافظ وھبہ قونصل حجاز۔ پولینڈ کے قائمقام قونصل جنرل، لیفٹننٹ جنرل سر ہربرٹ کک، مہاراجہ آف بردوان، میری پکفورڈ ایم۔پی، سر ایڈورڈ مکلیگن وغیرہ شامل تھے۔کھانے سے فارغ ہونے کے بعد سر اسٹیورٹ سینڈیمن کی صدارت میں جلسہ کی کاروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ جناب قائداعظم نے اپنی تقریر کا آغاز ان الفاظ سے کیا۔

''The eloquent persuasion of the Imam left me no way of escape''

یعنی امام صاحب کی پرزور ترغیب نے میرے لئے اور کوئی راہ باقی نہ چھوڑی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا INDIA OF THE FUTURE اس تقریر کا خلاصہ اخبار الفضل قادیان ۲۷ اپریل ۱۹۳۳ء میں بدیں الفاظ شائع ہوا:۔

''آپ نے (یعنی قائداعظم نے) بتایا کہ ہندوستان اب جلد جلد ترقی کرے گا۔ وائٹ پیپر کی تجاویز ہندوستانیوں کو مطمئن نہیں کر سکتیں۔ انہیں کامل خودمختاری ملنی چاہیئے''

قائداعظم کی تقریر نے مسلمان طلباء کے دلوں میں آزادیٔ ہند کے لئے ولولہ پیدا کر دیا۔ انہیں بار بار ان طلباء نے نعرے لگا کر خراج عقیدت پیش کیا اور ان کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا۔ صاحب صدر نے اختلاف کا اظہار کیا۔ آخر میں جناب درد صاحب امام مسجد لندن نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ ہم نے قائداعظم اور

صاحب صدر کے خیالات سن لئے ہیں۔ نیز فرمایا کہ ہندوستان کی ترقی برطانیہ اور ہندوستان کے اتحاد سے وابستہ ہے۔

قائداعظم کی اس تقریر کو برطانوی پریس کے علاوہ دنیا کے اور اخبارات نے بھی خوب پبلسٹی دی برطانیہ کے مشہور اخبار The Sunday Times نے اپنی اشاعت مورخہ ۹ اپریل ۱۹۳۳ء میں لکھا۔

"There was a large gathering in the grounds of the mosque in Melrose Road, Wimbledon, where Mr. Jinnah made unfavourable comments on the Indian White Paper from a national point of view. The Chairman, Sir Nair Stewart Sandeman, M.P. took up the Churchill attitude on the subject, and this let to heckling by some of the Muslim students, who were, however, eventually calmed by the Imam of the mosque."

قائداعظم کی اس تقریر کا ذکر "دی ایوننگ سٹینڈرڈ" لندن۔ اخبار "ہندو" مدراس۔ "دی اسٹیٹسمین" کلکتہ۔ "پایونیر" الہ آباد۔ "ویسٹ افریقہ" Egyption Gazette اسکندریہ۔ وغیرہ میں بھی ہوا۔ اخبار "ویسٹ افریقہ" جو لندن سے شائع ہوتا تھا، نے لکھا:

The 'id ul Azha Festival The celebration at the London Mosque last Thursday of the Moslem festival of 'Id ul Azha drew a large gathering of Indian and Anglo-Indians, but no West Africans, so far as I could see. This was probably because West Africans do not feel directly interested in landian problems, and because the main address, by Mr. M.A. Jinnah, an Indian barrister and prominent Moslem leader, dealt with "the future of India" Mr. Jinnah's call was for self-government for India and something more effecive than the proposed council in which 250 elected members would represent the masses and 125 the princes. From his point of view Britain's only safeguard in India was the continuing breach between Moslems and Hindus, but to an outsider it would seem that the standard of unity is in itself a measure of the need of further British aid in adminstration.

The chairman, Sir Stewart Sandeman, M.P., took up a position very different from that of the speaker, and the discussion thus stimulated continued with much frankness and good temper over the tea tables, when the guests partook of the hospitality of Maulvi A.R. Dard. M.A., who will best be remembered by readers of West Africa as former learned editor of the "Review of Religions". and who is now Imam of the London Mosque."

اسی طرح مشہور رسالہ THE NEAR EAST AND INDIA. نے لکھا:

"THE 'ID-UL-AZHA.

On the occasion of the Muslim Festival of 'Id ul Azh, Maulvi A. R. Dard. Imam of the London Mosque, at Southfields, Wimbledon, held a reception in the grounds of the Mosque on April 6; the gathering under the chairmanship of Sir Nairne Stewart Sandeman, M.P., was addressed by Mr. M. A. Jinnah. Taking as his subject "India's future," the latter elaborated the thesis that the British Governmnet's scheme for the constitutional development of India as outlined in the White Paper, would not work and tht nothing short of full and unrestricted self government would satisfy "India". Without it, the future, he hinted, had in storetrouble and bloodshed. Mr. Jinnah's remarks, which were of a highly provocative character to some of his audince, but were vocally endorsed by others, were challenged by the Chairman, who stated that he might not agree with the White Paper project, but it would be for different reasons from those put forward by the previous skeaker Mr. Jinnah, who had been announced as a great leader of Indian Muslims and had dissociated himself in his opening remarks from the Congress Party, but in his speech had endorsed

the congress party's attitude to constitutional development in India, was asked by an Indian visitor where he actually stood in the matter. Mr. Jinnah replied that he had come down to speak on "India's future", and not to say where he stood in regard to the question. The Imam in thanking the Chairman and Mr. Jinnah for their speeches, said that he was himself of opinion that the success of India's. future lay in the co-operation of India and Great Britain.

Among those who accepted invitations to be present were:- Lord Leigh, Lord and Lady Astor, the Hon., Commander Kenworthy, Sir Frederik and Lady Graham, Sheikh Hafiz Wahba, Lt.-Gen. Sir Herbert Cooke, Sir David Munro, the Maharaja of Burdawan, Sir Edward Maclagan, Sir Reginald Glancy, Sir Telford Waugh, Sir Denys Bray, Mr. H.A.F.Lindsay, Sir Denison and Lady Ross."

قائداعظم اپنی اس معرکتہ الآراء تقریر کے کچھ ہی عرصہ بعد ہندوستان واپس تشریف لے گئے اور مسلمانوں کی قیادت سنبھال لی۔

یہاں یہ بات بھی واضح کرنی ضروری ہے کہ ممکن ہے قائداعظم کو واپس ہندوستان تشریف لے جانے پر آمادہ کرنے میں بعض اور مسلمان لیڈر مثلاً خان لیاقت علی خان بھی شامل ہوں لیکن بنیادی اور اصل ترغیب جماعت احمدیہ کی ہی تھی۔ جناب چودھری محمد ظفراللہ خان صاحب اپنی کتاب AHMADIYYAT The Renaissance of Islam میں تحریر فرماتے ہیں:

"Mr. Jinnah was most reluctant but eventually changed his mind and agreed to return to India and to place himself at the head of the political struggle of the Muslims for safeguarding their position in an independent India. Mr. Jinnah wasapproached from time to time by certain leading figures among the Muslims of India who also urged him to return to India. But there can be no doubt that what prevailed with him in theend was the persistence of Mr. Dard under the direction of the Khalifatul Msih. When Mr. Jinnah intimated his willingness to return to India, Mr. Dard held a reception inhis honour at the London Mosque which was very well attended. Mr. Jinnah addressed the gathering on India of the future!"

قائداعظم واپس ہندوستان تشریف لے گئے تو جماعت احمدیہ نے اپنا دست تعاون بڑھا دیا اور پاکستان کے معرض وجود میں آنے تک قائداعظم کا ساتھ دیا۔ جس کا اعتراف قائداعظم نے بھی کیا۔

قائداعظم محمد علی جناح نے اس دوران متعدد مرتبہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ ثانی سے مشورے بھی کئے اور تعاون اور دعا کی درخواست بھی کرتے رہے۔ جس کے ثبوت میں ہم سردار شوکت حیات خان کی کتاب کا مندرجہ ذیل حوالہ پیش کرتے ہیں۔

سردار شوکت حیات اپنی تصنیف The Nation that lost its soul کے صفحہ ۱۴۷ پر لکھتے ہیں۔

"قائداعظم نے مجھے قادیان کے حضرت صاحب کے پاس بھیجا"

"ملتان، ڈیرہ غازی خان، ہوشیار پور، امرتسر، بٹالہ، گورداسپور، اٹک، پنڈی اور سرگودھا، یہ تمام علاقے میری ان حدود میں شامل تھے، جہاں میں دن رات سفر کرتا اور انتخابی مہم کے جلسوں سے خطاب کرتا اور مسلم لیگی امیدواروں کی مدد کرتا تھا۔

اس دوران میرا معمول تھا کہ اپنے روزانہ پروگرام کی ایک کاپی قائداعظم کو ارسال کر دیتا تھا۔ ایک روز مجھے قائداعظم کی طرف سے ایک پیغام موصول ہوا جس میں کہا گیا تھا، "شوکت مجھے معلوم ہے کہ تم بٹالہ جا رہے ہو اور میرا خیال ہے کہ بٹالہ سے قادیان پانچ میل دور ہے۔ مہربانی کر کے تم وہاں جاؤ اور قادیان کے حضرت صاحب سے ملاقات کر کے میری طرف سے درخواست کرو کہ وہ پاکستان کے لئے دعا کریں اور پاکستان کے لئے عملاً مدد بھی کریں۔"

بٹالہ میں جلسہ عام کے ختم ہونے کے بعد آدھی رات کے وقت میں قادیان پہنچا، مجھے بتایا گیا کہ حضرت صاحب تو سو چکے ہیں۔ میں نے انہیں پیغام بھجوایا کہ میں آپ کے لئے قائداعظم کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ جونہی یہ پیغام بھجوایا گیا، وہ فوری طور پر اٹھ کر آ گئے اور آتے ہی مجھ سے پوچھا کہ "قائد نے میرے لئے کیا احکامات دیئے ہیں۔۔۔؟" میں نے انہیں قائد کا پیغام دیا کہ آپ ہمارے لئے دعا کریں اور تحریک پاکستان کی مدد کریں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ قائداعظم کو ہماری طرف سے بتا دیں کہ ہم پاکستان کے لئے دعائیں کر رہے ہیں اور پوری طرح تحریک پاکستان کی مدد کر رہے ہیں اور جہاں تک میرے پیروکاروں کا تعلق ہے۔ کوئی احمدی کسی مسلم لیگی امیدوار کی مخالفت یا اس کا مقابلہ نہیں کرے گا اور کہیں ایسا ہو بھی گیا تو ہماری جماعت ایسے لوگوں کی حمایت نہیں کرے گی۔ یہی وجہ ہے کہ سیالکوٹ ضلع سے میاں ممتاز محمد خان دولتانہ جماعت احمدیہ کے مقامی امیر کے مقابلہ میں بڑی بھاری اکثریت سے جیت گئے"۔

(باب ۵ صفحہ ۱۴۷)

ایک بھائی ------ایک مشفق دوست !

سیّد منیر احمد صاحب ۔
پیس ویلیج

برادرِ اکبر سیّد سجاد احمد بمقام قادیان حضرت اماں جانؓ کے قُرب کے ایک گھر میں ۱۴ ستمبر ۱۹۲۶ء کو پیدا ہوئے۔ ہماری والدہ محترمہ کے بڑے صاحبزادے، اَن گنت انسانی خوبیوں کا مرقع تھے ۱۹ جنوری ۲۰۰۳ء کو بوقتِ سَحَری ربوہ میں انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون○

بھائی کی وفات کی اطلاع سُنی تو انہی کے برسوں پہلے کہے ہوئے یہ اشعار کانوں میں گونجتے ہوئے محسوس ہوئے۔

موت جیسے ایک جستِ ارتقا ۔ زندگی گرتی ہوئی دیوار ہے
مل ہی جائے گا کبھی مجھ کو سکوں ۔ میرے دل میں غم اگر بیدار ہے
عشق ہے سجّادؔ مرگِ ناگہاں ۔ جیتے جی مرنا بڑا شوارہ ے

اپنا بھائی ۔ پیارا بھائی ۔ بڑا بھائی ۔ ماں جایا بھائی۔شاعر۔ادیب۔ مضمون نگار۔ افسانہ نویس۔ مُصنف ۔ ذور نویس۔ دوست نواز بھائی۔ ملنسار۔ مشفق۔ سچا کھرّا انسان۔ محنت ولگن سے اپنا مقامِ عزت بنایا۔ واقفیت و تعلقات میں ایک جہاں جانتا پہچانتا تھا۔کبھی شعر و ادب کے حوالوں سے بات ہوتی تو پوچھتے کیسا لکھا ہے؟ لفظوں کی لڑیاں پُرونے کا علم جانتے تھے۔کبھی مقالہ لکھا تو گویا لفظوں اور حرفوں کا دمکتا تخت بچھا دیا۔''حروف و اُعداد کے اسرار'' ''ایک مبارک نسل کی ماں'' نامی کتاب لکھی جس میں حضرت سیّدہ نُصرت جہاں بیگم حَرَمِ مبارک سَیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسَّلام کی سیرت طیبہ کے بعض درخشاں پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

''دُختِ کرام'' ۔ سیرت و سوانح حضرت صاحبزادی امتہ الحفیظ بیگم صاحبہؓ مرتب کی۔ یہ کتاب ۴۷۵ صفحات پر مشتمل ہے اور سوانح نگاری پر مرتبہ شاندار کتابوں میں سے ایک ہے۔ یہ کتاب محترم نواب عباس احمد خان صاحب کے ارشاد پر تحریر کی گئی۔ جناب عباس احمد خان ہماری بڑی بہن عذرہ بیگم کے دودھ شریک بھائی تھے یعنی رضائی بھائی۔ ساری زندگی بھائی جان سجاد کے ساتھ نواب عباس احمد خان کا اخوت، موانست یا بالفاظِ دیگر چولی دامن کا ساتھ رہا انہوں نے بھائی جان کا ہر طرح سے احساس و خیال رکھا اور تا دمِ آخر ساتھ ساتھ چلے۔

نواب عباس احمد صاحب اور بھائی جان سجاد دونوں کی وفات چند یوم کے وقفہ سے ہوئی۔ زندگی میں ساتھ تھے تو موت بھی آگے پیچھے ہوئی۔ بھائی جان سجاد ''دُخت کرام'' کتاب میں اپنے تاثرات کو شعروں کی زبان دیتے ہوئے کہتے ہیں۔

مہدیِ موعود کی دُختِ کرام ۔ نورِ چشم سیّدہ عالی مقام
پاک سیرت، نیک طینت، باصفا۔ منبعِ خیرُ العمل ہر ایک گام

آگے جا کر چند اشعار یوں بیان ہوئے۔

موت نے گُل کر دیا روشن چراغ ۔ ہوگئیں خُلد آشیاں ''دُختِ کرام''
موت سے بجھتی نہیں شمع ِ جمال ۔ زندہ جاوید ہیں وہ لا کلام
تھی ولادت عیسوی سن چار(۱۹۰۴ء) کی ۔ جون پچیس پیر کا دن بے کلام
اِک فقیرِ بےنوا غمگین کا ۔ پیکرِ صدق اطاعت کو سلام

آپکی بیٹی عزیزہ سیدہ منصورہ حنا بھی اپنے باپ کی طرح شعروسُخن کا ذوق رکھتی ہیں۔ اپنی ایک نظم بعنوان ''جگمگاتی پانچ ہیروں کی لڑی'' سے چند اشعار یوں رقم کرتی ہیں۔

جگمگاتی پانچ ہیروں کی لڑی ۔ خود خدا نے اپنے ہاتھوں سے جڑی
گوہر یکتا تھے سارے بالیقین ۔ روشنی تھی ان سے بہرام ہر گھڑی
زینتِ نصرت جہاں پانچوں گہر ۔ **یداء متك** کی پاکیزہ لڑی
کھول دے بابِ اجابت اے خدا ۔ در پہ تیرے دیر سے میں ہوں کھڑی
پا گیا منصورہ وہ دونوں جہاں ۔ اس کی رحمت کی نظر جس پر پڑی

بھائی جان سجاد نے ۱۹۴۵ء میں الفضل قادیان میں کام کیا۔ یہاں زود نویس ادارہ میں مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر کے ساتھ مل کر نہایت خوش اسلوبی سے محنت سے کام کیا۔ خطاطی اچھی تھی۔ اُس زمانے میں حضرت اقدس خلیفہ المسیح الثانیؓ کے خطبات کی اشاعت کیلئے تین چار افراد کاپی پنسل لے کر بیٹھ جاتے اور ساتھ ساتھ لکھتے جاتے۔ بعد ازاں مولوی یعقوب صاحب تصحیح کرتے اور صاف لکھ کر بغرض اشاعت حضور اقدس کی خدمت میں پیش کر دیا جاتا۔ بعد ملاحظہ، خطبہ الفضل میں اشاعت کیلئے چلا جاتا۔

۱۹۴۷ء میں ہجرت کے فوراً بعد بھائی جان سجاد لاہور آ گئے جہاں مختلف اخباروں کیلئے بطور نامہ نگار باآحسن کام کیا اُس دور میں خبروں کی ایک لائن کے آٹھ آنے اور اہم خبر کے ایک روپیہ ملتا تھا۔ اُس زمانے میں ہی لاہور کی ادبی محفلوں میں اٹھنا بیٹھنا شروع کیا۔ جسکے نتیجہ میں شعر کہنے کا شوق پروان چڑھا۔ ان دنوں میں میکلوڈ روڈ پر واقع نئے پرانے شاعروں کا مختلف ہوٹلوں میں جمگھٹا رہتا تھا۔ مشتاق اخگر۔ قمر اجنالوی۔ ساحر لدھیانوی اور بے شمار شاعر ادیب تھے۔ کُچھ لوگ لاہور سے بمبئی کامیابی کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ اور کچھ نے لاہور کو مسکن بنا لیا۔ بھائی جان سجاد اپنے ایک دوست کی فرمائیش پر کوئٹہ جا پہنچے اور وہاں ''نیا کھلونا'' کے نام سے بچوں کا رسالہ نکالا۔

ارکار لاہور نومبر ۱۹۴۹، نقاش بہاولپور جولائی ۱۹۵۰ میں لکھا۔

ایک شاعر ہوں فقط شاعر آوارہ خرام ۔ میرے لفظوں پہ نہ جا، میری نگارش کو نہ دیکھ
میرے احساس میں جلتی ہیں ہزاروں شمعیں۔ مجھ کو جانا ہے بہت دور، بہت دور ابھی

شعر و ادب کے حوالے سے نہایت عرق ریزی کیساتھ ایک خوبصورت مقالہ لکھا جس پر فضل عمرؓ فاؤنڈیشن نے گرانقدر انعام سے نوازا۔ یہ مقالہ کینیڈا مشن ہاؤس کی

لکھا جس پر فضل عمرؓ فاؤنڈیشن نے گرانقدر انعام سے نوازا۔ یہ مقالہ کینیڈا مشن ہاؤس کی لائبریری میں بھی محفوظ ہے۔ لائف انشورنس پر ایک مضمون لکھا۔ جسکا انعام اُس وقت کی پاکستان کی مجلس شوریٰ کے صدر خواجہ محمد صفدر نے عطا کیا۔ گویا جہاں کام کیا ایک مثال قائم کر دی۔ ان گنت مضامین الفضل، مصباح اور دیگر جماعتی رسالوں میں شائع ہوئے

وفات سے قبل کافی عرصے سے فون پر بات نہ ہو سکی تھی۔ خط بھی چھ ماہ قبل ملا تھا۔ مئی ۲۰۰۰ میں آخری ملاقات ہوئی تھی کیا لمحات تھے کہ شب و روز کا ملنا ہوتا تھا میرے اور بھائی جان کے مزاج میں کچھ اس قسم کی ہم آہنگی تھی کہ دونوں کے درمیان از حد بے تکلّفی تھی۔ مجھے وفات سے دو ہفتہ قبل پیغام ملا منیر کو کہو آ جائے۔ ... رابطہ بہن ساجدہ سے روز روز ہوتا تھا۔ میری اہلیہ کی بھتیجی آصفہ اور اُن کے شوہر محمد رفیع خان صاحب سے بات بذریعہ فون ہوتی رہتی تھی۔ ہمیشہ تسلی تشفی ملی۔ جانے کا ارادہ بنتا بگڑتا رہا مگر جا نہ سکا۔ تا ہم بھائی جان کا چہرہ ہر آن تصور کی آنکھوں میں بسا رہتا یوں لگتا جیسے وہ مشفق و مہربان آنکھیں زبانِ حال سے کہہ رہی ہوں۔

آشاؤں کی دھیمی سی نبضیں اب چھوٹ رہی ہیں آ جاؤ
اس زیست کی بوجھل زنجیریں اب ٹوٹ رہی ہیں آ جاؤ
دل وقفِ تلاطم ہے اب تو اے دوست، نگاہیں بوجھل ہیں
آنکھوں سے اشکوں کی ندیاں اب پھوٹ رہی ہیں آ جاؤ
آ جاؤ، محبت کا مارا دو چار گھڑی کا مہماں ہے
بیمار محبت کی نبضیں اب چھوٹ رہی ہیں آ جاؤ
بے مہری دنیا کا شکوہ ۔نہ تم پر ہی الزام ...
زندانِ مصیبت کی کڑیاں اب ٹوٹ رہی ہیں آ جاؤ

مکرم و محترم نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج کینیڈا نے شاندار لفظوں میں جمعۃ المبارک کے موقع پر نماز جنازہ غائب سے قبل خراج تحسین پیش کیا۔ مجھ سے شائد زیادہ مکرم نسیم مہدی صاحب میرے بھائی کو جانتے تھے۔ ایک بیش بہا خزانہ تھا۔ خدا پہ بھروسہ اور کامل یقین رکھنے والا وجود تھا۔ میرے ادبی اُستاد تھے۔ مکرم سید سجاد احمد صاحب جو اب اس دنیا میں نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے بلند درجات کرے جنت کا اعلیٰ حصّہ عطا کرے اور ہم سب کو صبر جمیل ملے۔ اہل و عیال کا خدا حافظ و ناصر ہووے۔ خاندان کے کسی بھی فرد کی موت خود خاندانی زندگی میں خلل ڈالتی ہے بظاہر خاندان کا شیرازہ بکھرا بکھرا لگتا ہے۔ کسی عزیز کی موت ہر شخص کے لئے نا قابل تلافی نقصان ہوتی ہے۔ وطن سے دور ہیں۔ ہم اپنوں کی موت پر دل کمزور کر لیتے ہیں ۔ آنسو بہانے اور غمگین ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ کوئی راستہ بھی نہیں۔ یہ کتنا بڑا دکھ ہے۔ بہت بڑا کرب ہے کہ کتنے پیاروں کے جنازوں کی شرکت میں مجبوریاں راہ روک کر کھڑی ہو جاتی ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ہم کو معاف فرمائے) موت تو بس دل کو موم کی طرح پگھلا دیتی ہے۔ حقیقت یہی ہے۔ پتھر سے پتھر دل بھی کسی نہ کسی موت پر ضرور زار زار بہہ نکلتے ہیں اس وقت کانوں میں بھائی جان سجاد کے ہی الفاظ کی صدائے بازگشت سنائی دیتی محسوس ہو رہی ہے۔

زندگی میں پا نہیں سکتا سُراغِ زندگی موت میں شاید ملے تجھ کو سُراغِ زندگی
لے رہا ہے پھر سنبھالا یہ چراغِ زندگی

دوستوں کی آمد۔ افسوس کے فون ۔ سب کا انتہائی مشکور و ممنون ہوں۔

مٹاتا ہوں تیرے غم کو مگر مٹتا نہیں اکثر
میری آنکھوں سے اشکوں کی روانی اب بھی ہوتی ہے

چوہدری عبدالحمید صاحب ڈوگر آف لاہور کا ذکرِ خیر

مکرم عبدالحلیم طیب (قائد تربیت۔ مجلس انصار اللہ۔ کینیڈا)

خاکسار کے بڑے بھائی چوہدری عبدالحمید صاحب ڈوگر جو کیولری گراؤنڈ لاہور کینٹ میں ایک لمبا عرصہ صدر حلقہ رہے ۱۴ فروری ۲۰۰۳ء بروز جمعۃ المبارک وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ موصی تھے۔ بہت نافع الناس وجود تھے۔ آپ کے ذریعہ بہت سارے احباب کو ملازمتیں اور روزگار کے مواقع دستیاب ہوئے۔

ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم جانا۔ نظامِ جماعت اور نظامِ خلافت سے بے پناہ محبت رکھنے والے۔ اپنے گھر میں علیحدہ مسجد کا قیام جس میں پنج وقتہ ... کی سہولت کے علاوہ احباب جماعت کے استفادہ کیلئے MTA لگوا رکھا تھا۔ پورا گھر جماعتی اجلاسات کیلئے وقف تھا۔ مالی قربانی میں صفِ اول کے معیار کی جستجو رہتی۔ ہم سب بھائیوں کے ساتھ ہمیشہ احسان اور شفقت کا سلوک رہا۔ ہر ضرورت کے وقت کام آنے والے بھائی تھے۔ ہم خدا کے فضل سے نو بھائی ہیں۔ سب سے بڑے چوہدری محمد طفیل صاحب پہلے ہی وفات پا چکے ہیں۔ اُن کے بعد یہ سب سے بڑے تھے۔ ہمیشہ ہر کسی سے خیر خواہی کرنیوالے تھے ۔ ان کی وفات کے موقعہ پر ہم سب پاکستان سے باہر تھے۔ مگر میرے بھائی چوہدری عبدالعزیز صاحب اور عبدالحکیم صاحب جنازہ میں شریک ہو گئے ۔ آپ کی اولاد میں تین بیٹے اور چھ بیٹیاں ہیں۔ وہ بھی زیادہ بیرنِ پاکستان مقیم ہیں۔ اتوار ۱۶ فروری کو چوہدری حمید نصراللہ خان صاحب امیر جماعت لاہور نے مسجد بیت الذکر میں نماز جنازہ پڑھائی۔ جبکہ اُسی روز ربوہ میں صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے احاطہ مسجد مبارک میں نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد تدفین، بہشتی مقبرہ میں صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب صدر انصار اللہ پاکستان نے دعا کروائی۔ خاکسار درخواستِ دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم بھائی کے درجات بلند کرتے ہوئے جنت الفردوس میں علی العالین مقام عطا فرمائے۔ نیز ہم اُن کی نیکیوں کو زندہ رکھنے والے بنیں آمین ۔[ادارہ نحنُ انصار اللہ اور جملہ ممبران نیشنل مجلسِ عاملہ کینیڈا، دونوں دوستوں کے برادرانِ اکبر کی وفات پر دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں]

فرقان بٹالین----چند یادیں

مکرم قریشی فیروز محی الدین کے قلم سے

کیلگری سے محترم ڈاکٹر اصغر خواجہ صاحب کا مکتوب گرامی بمع مفید حوالہ جات موصول ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کے لیٹر ہیڈ پر "سابقہ مجاھد فرقان بٹالین" کے الفاظ بھی کندہ تھے۔ ڈاکٹر صاحب سے گذارش ھے کہ فرقان بٹالین کے متعلق اگر ان کے ذھن میں اُس دور کی کوئی یادیں مستحضر ہوں تو مجلّہ ھذا کو ضرور عنایت فرمائیں۔ سرِدست ۱۹۴۷ء میں محاذِ کشمیر پر دادِ شجاعت دینے والی فُرقان بٹالین کے سابقہ مجاھدین کی پرانی یادوں کے اعادہ کی خاطر بٹالین کے ایک سابقہ مجاھد محترم قریشی فیروز محی الدین صاحب کی چند یادیں شاملِ اشاعت کی جا رھی ھیں۔ اس موضوع پر اگر کوئی اور دوست بھی اپنے رشحاتِ قلم ارسال فرمانا چاھیں تو شکریہ کے ساتھ مجلّے کی زینت بنائے جائیں گے۔

فرقان فورس ۱۹۴۸ء میں معرض وجود میں آئی جب امام جماعت احمدیہ سیّدنا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحبؓ نے محسوس کیا کہ اب جہاد کشمیر میں عملاً حصہ لینے کا وقت آ گیا ہے چنانچہ فرقان فورس تیار ہوئی اور اسے جماعت کی طرف سے سرائے عالمگیر پہنچا دیا گیا۔ یہ خالصتاً احمدی رضا کاروں کی فوج تھی جس میں میری عسکری خدمات کا آغاز بطور "سیکنڈ لیفٹیننٹ" ہوا کچھ روز بعد مجھے "فل لیفٹیننٹ" کے طور پر ترقی دے کر تربیتی کیمپ کے "ایڈجوئنٹ" کی ذمہ داریاں سپرد کر دی گئیں۔ رضا کاروں کی اس فوج میں ہر عمر اور پیشہ اور تعلیم کے نوجوان شامل تھے۔ ادھیڑ عمر، کالجوں کے طالب علم، غیر فوجی علمائے دین، ڈاکٹر، انجینئر۔ سکولوں کے اور کالجوں کے اساتذہ رخصت پر سرکاری ملازم۔ کسان اور تاجر۔۔۔ تعلیم اور تجربہ کی کوئی شرط نہ تھی۔ بس ملک اور قوم کے لئے جان کی بازی لگانے کا عزم ضرور تھا اور یہی وہ بات تھی جس کے لئے انہوں نے "یاسیدی لبیک" کا نعرہ لگاتے ہوئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے تھے۔

فوجی تربیت کے علاوہ مجاہدین کی روحانی تربیت کا بھی پورا اہتمام تھا۔ ان کی صحت اور سہولت کا ہر ممکن انتظام کیا جاتا تھا۔ جب بارش سے سردی میں اضافہ ہو جاتا تو ہمارے کمانڈر لیفٹیننٹ کرنل نواب عباس احمد خاں (جن کا ابھی حال ہی میں انتقال ہوا ہے) مجھے ساتھ لے کر مجاہدین کے خیموں کا چکر لگاتے اور ایک ایک سے اس کی ضرورت دریافت کر کے اسے پورا کرتے مولانا دوست محمد شاہد جو ان دِنوں "مئورخ احمدیت" کے فرائض انجام دے رہے ہیں شاید قارئین کو یہ پڑھ کر تعجب ہو کہ وہ بھی لیفٹیننٹ کے عہدے پر فائز تھے اور سپلائی کے انچارج یعنی "کوارٹر ماسٹر"۔۔۔ جیسا کہ اس میں اوپر درج کر آیا ہوں فرقان فورس میں تعلیم اور تجربہ کی کوئی شرط نہ تھی جان کی بازی لگانے کے عزم کے ساتھ ایک ان پڑھ بھی اس فورس میں شامل ہو سکتا تھا۔ یہ عدم تعلیم ایک رات لطیفہ کا باعث بن گئی۔ پہرے داروں کے بھاری بوٹوں کے شور سے کرنل صاحب کی آنکھ کھل گئی انہوں نے پوچھا:

> کون کوئی "سنتری" ہے......؟ جواب ملا: نہیں جناب، میں "سنترہ" ہوں! اس کے خیال میں مذکر کے لئے "سنترہ" بولا جاتا تھا اور "سنتری" مئونث کے لئے۔ چنانچہ اگلے دن میری وساطت سے کرنل صاحب نے ان "سنترہ" صاحب سے ملاقات کی۔

چند ماہ بعد مجھے "بربط" کے محاذ پر بطور "کیپٹن ایڈجوئنٹ" متعین کیا گیا اور "مارخور" کا کوڈ نام دیا گیا۔ یہاں کے کمانڈر لیفٹیننٹ کرنل شیر ولی خاں آف دوالمیال تھے۔ جو اطوار و کردار کے اعتبار سے کسی ولی اللہ سے کم نہ تھے۔ پنجگانہ نماز کے علاوہ تہجد اور اشراق بھی بڑی باقاعدگی سے ادا فرماتے۔ ان کا وجود وادی کی سویلین آبادی کے لئے "رحمت" تھا۔ اپنے راشن میں سے (بچا کر) غربا کی امداد کرتے۔ ان کو مکانوں کی مرمت اور دیواروں کی تعمیر میں مدد دیتے۔ مشترکہ کنوئیں سے پانی لینے کے لئے مستورات کے لئے جو وقت معین ہوتا اس وقت مجاہدین کو کنوئیں پر نہ جانے دیتے۔۔۔ جوان روڈ مارچ کے لئے جاتے تو ہر پچپن ۵۵ منٹ کے بعد پانچ منٹ کے وقفہ میں اپنا دوائیوں کا تھیلہ کھول کر مجاہدین میں دوائیاں تقسیم کرتے ان کے پیروں کے آبلوں پر دوائی لگاتے۔۔۔ یاد آیا ایک دفعہ شکایت ملی کہ ایک مجاہد نے دوسرے کو برا بھلا کہا ہے۔ جس کے متعلق شکایت تھی اس کے بارے میں کرنل صاحب نے کہا:

> "اس کا مجھ پر احسان ہے۔ اس نے میرے حکم پر جان کی بازی لگانے سے دریغ نہیں کیا تھا۔ میری آنکھیں اس کے سامنے نیچی ہیں میں اسے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ تم اس سے نمٹو"

میرے دریافت کرنے پر ملزم نے نہایت عجز سے شکایت کنندہ سے معافی مانگ لی اور یوں معاملہ خیروخوبی کے ساتھ حل ہو گیا۔

کرنل شیروالی خاں کی نیکی۔ تقویٰ اور علو مرتبت کی وجہ سے ہمارے دلوں میں ان کے لئے محبت کے بے پناہ جذبات تھے۔ وہ سرتاپا انکسار تھے۔ ہم جیسے ماتحت افسروں کو اردلی ملے ہوئے تھے لیکن یہ افسروں کا افسر اپنے سارے کام خود کرتا تھا۔ اپنے کپڑے اور وردی تک خود دھو لیتا۔ ایک دفعہ ہماری دعوت کے موقعہ پر کرنل صاحب ہاتھ دھلانے کے لئے خود کھڑے ہو گئے۔ سب نے احتراماً انکار کیا تو فرمایا:

''میں حکم دیتا ہوں''--- جس کے بعد تعمیل کے سوا چارہ نہ تھا۔

کھانے کے بعد بھی جب میں نے ہاتھ دھلانے چاہے تو نہ مانے۔

میرا مقام دراصل ان کے سیکرٹری کا تھا۔ مگر ان کی عادت تھی کہ جس بات کا میرے علم میں لانے کا کوئی فائدہ نہ ہوتا وہ مجھے بھی نہ بتاتے سچ ہے ۔

جب تک کہ راز راز رہے راز دار کیا — مہر سکوت ٹوٹ پڑے اعتبار کیا؟

انہی پر کیا بس ہے۔ ہمیں جو بھی افسر ملا۔ فرشتہ سیرت ہی ملا۔ ان سے پہلے کمانڈر کرنل محمد حیات قیصرانی تو اپنے جوانوں پر نچھاور تھے۔ آپ ''پاک آرمی'' سے رخصت لے کر یہاں خدمت انجام دے رہے تھے۔ ''میرے بچے'' اور ''میرے بچو'' ان کا تکیہ کلام تھا۔ آفیسرز میس کا حال سنئے ایک دن جو باورچی نے آزاد کشمیر کی طرف سے ملنے والے گھٹیا کھانے سے جب کچھ بہتر نکال کر ان کی خدمت میں پیش کیا تو اسے سختی سے ڈانٹتے ہوئے کہا:

تم مجھے حرام کیوں کھلانا چاہتے ہو کیا تمام مجاہدین کو ایسا ہی کھانا ملتا ہے!--- جس کے بعد باورچی بچا کھچا کھانا ان کی خدمت میں پیش کرتا اور وہ صبر و شکر کے ساتھ کھا لیتے۔

جب رات کے وقت دشمن کی نقل و حرکت سے آگہی حاصل کرنے کے لئے مجاہدین ''پٹرول پر'' دشمن کے مورچوں کی طرف جاتے تو وہ اپنے بچوں کے لئے بے تاب ہو جاتے اور آستانۂ الوہیت پر سجدہ ریز ہو کر ان کی بحفاظت واپسی کے لئے درد دل سے دعائیں کرتے۔ اللہ انہیں غریق رحمت کرے اور ان (محسنوں) کی خوبیوں سے ہمیں وافر حصہ عطا فرمائے (آمین)

☆☆☆☆☆☆☆☆

''ربط'' کے نظارے

(آزاد کشمیر ربط نامی ایک رزم گاہ پر فرقان فورس کے مجاہدوں کی جاں سپار جولانیوں اور وادی کی شاداب رعنائیوں سے متاثر ہو کر) ثاقبؔ

ثاقب زیروی

اِک طرفہ خوشی چھن جانے پر بے تاب ہے دل رنجور ہوں میں
گو حسن کے طوفاں خواب ہوئے اِک پاک نشہ میں چور ہوں میں
دیکھا ہے جو دل کی آنکھوں سے کہنے کے لئے مجبور ہوں میں
ربط کے نظارے اُف توبہ افسوس کہ اُن سے دور ہوں میں

خوابیدہ نظاروں کے چہرے صہبائے ضیا سے ڈھلتے ہوئے
شبنم کے لرزتے موتی بھی کانٹوں میں گلوں کے تلتے ہوئے
ظلمت کی ردائیں اٹھتی ہوئیں جلووں کے دریچے کھلتے ہوئے
ربط کے نظارے اُف توبہ افسوس کہ اُن سے دور ہوں میں

وہ رات کے عبرت نامے پر تصدیق سحر کا فرمانا
مدہوش فضاؤں میں یکدم آواز اذاں کا لہرانا
اور صبح کے چپے چپے کو چاندی کی قبائیں پہنانا
ربط کے نظارے اُف توبہ افسوس کہ اُن سے دور ہوں میں

شبنم کے دھلے گلزاروں میں چھن چھن کے ہواؤں کا آنا
ربط کے دمکتے سینے پر برکھا کا وہ موتی برساتا
جھرنوں کے حسیں فواروں کی جھل مل میں جنوں کا افسانہ
ربط کے نظارے اُف توبہ افسوس کہ اُن سے دور ہوں میں

جذبات نمو کا یہ عالم ذرّوں میں دھڑکنے کے ارماں
ہر راہ میں نظمیں بکھری ہوئیں ہر ذرہ فسانے کا عنواں
ہر موڑ سراپا انگڑائی ، ہر گام پہ لغزش کا امکاں
ربط کے نظارے اُف توبہ افسوس کہ اُن سے دور ہوں میں

جب سانولے کھیتوں کو چھو کر رنگین ہوائیں گونجتی ہیں
تاریک خموشی میں یکدم توپوں کی صدائیں گونجتی ہیں
بے باک مجاہد جھومتے ہیں بے باک ندائیں گونجتی ہیں
ربط کے نظارے اُف توبہ افسوس کہ اُن سے دور ہوں میں

آزاد مجاہد وادی میں جب شب کو طرارے بھرتے ہیں
اور چرخ کے پختہ کار ستارے آنکھ ملاتے ڈرتے ہیں
تکبیر کے نعرے سُن سُن کر بے موت بھی دشمن مرتے ہیں
ربط کے نظارے اُف توبہ افسوس کہ اُن سے دور ہوں میں

کچھ پوچھ نہ اُن دیوانوں کی یلغار پہ جب آ جاتے ہیں
گردوں! پہ کلیلیں کرتے ہیں کہسار سے ٹکر کھاتے ہیں
باطل کو ہزیمت ہوتی ہے دولت کے دھوئیں اُڑ جاتے ہیں
ربط کے نظارے اُف توبہ افسوس کہ اُن سے دُور ہوں میں

''آپ کا نوازش نامہ ملا''

مکرمی مدیر صاحب ''نحنُ انصار اللہ''

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

''نحن انصار اللہ'' اکتوبر ۲۰۰۲ء نظر سے گزرا ماشاء اللہ اشاعت و طباعت اور مضامین کے معیار کے لحاظ سے یہ مجلّہ خوب ترقی کر رہا ہے۔ لیکن ابھی تو اِس کا ابتدائی دور ہے اور اس نے ترقی کی کئی اور منازل کو طے کرنا ہے۔ اس کے لئے مستقل مزاجی، صبر اور مسلسل محنت و مشقت کی ضرورت ہو گی۔ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے۔ اور میں مجلس انصار اللہ کینیڈا کے ساتھ ابتداء ہی سے منسلک ہونے کے ناطے سے یہ حتمی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ 'مجلس انصار اللہ کینیڈا' کے ارکان میں بہت سی علمی اور ادبی استعدادیں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے موجود ہیں۔ اُنکو بروئے کار لانے کیلئے آپکو حکمت اور محنت سے کام لینا ہوگا۔ اللہ تعالےٰ کرے کہ آپ اس میں کامیاب ہوں۔ اور ہم اس مجلّہ کو ترقی کے اُس مقام پر پائیں جہاں یہ مجلس انصارا للہ کینیڈا کے ارکان کی علمی، ادبی، تربیتی اور مواصلاتی ضرورتوں کو کما حقہ پورا کر سکے۔ آمین۔

'نحنُ انصار اللہ' کے اِس شمارہ میں تمام اُردو اور انگریزی مضامین معیاری اور قابل ستائش ہیں۔ امید ہے کہ انصار بھائیوں نے اِن سے خوب فائدہ اٹھایا ہو گا۔ مجھے ان میں سے دو مضامین بڑے اچھے لگے ہیں۔ ایک تو انگریزی سیکشن میں ڈاکٹر ساجد احمد صاحب کا ''دل کا دورہ'' سادہ گائیڈ ہے۔ جس میں انہوں نے بڑے سادہ انداز میں دل کے دورے اور اُس سے بچنے کے طریقوں کو بیان کیا ہے۔ اِس مضمون کا پڑھنا ہم سب کیلئے ضروری ہے کتنی ہی وہ پیاری اور نیک شخصیتیں تھیں بالخصوص ہمارے بزرگان جن کا وجود جماعت کیلئے باعثِ برکت اور رحمت تھا وہ دل کی اِن بیماریوں کے باعث آج ہم میں موجود نہیں ہیں **انا للہ و انا الیہ راجعون**۔ دوسرے ناصر احمد وینس صاحب کا جواب نامہ ''جماعت احمدیہ کو دعوتِ قرآن و اسلام'' ہے جس میں اُنہوں نے بڑے مدلّل اور عام فہم انداز میں سید افتخار حیدر صاحب کے قلم سے ماہنامہ آفاق ٹورنٹو میں شائع ہونے والے اس مضمون کی جس میں احمدیوں کو منحرف قرآن و اسلام قرار دیکر نام نہاد دعوتِ اسلام دی گئی تھی، خوب دھجیاں اُڑائی ہیں۔ محترم حسن محمد خان عارف صاحب نے تاریخ اسلام کے حوالے سے آنحضورؐ کے شجرۂ نسب کے بعض نادر پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ سیرت الرسول کے اِس پس منظر کو پڑھنے کا ہمارے انصار بھائیوں کو بہت کم موقع ملتا ہے۔ امید ہے کہ انہوں نے اس مضمون کو بڑی دلچسپی سے پڑھا ہو گا اور اِس تاریخی مقالہ سے ضرور مستفیض ہوئے ہوں گے۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ ہمارے پیارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر کسی رنگ میں بھی ہو ہمارے لئے باعث مسرت و رحمت و برکت ہے۔ اِس مضمون کے ایک حصہ کیلئے مزید حقائق پرکھنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ مضمون کے اِس حصہ میں تاریخی حقائق کا سقم اور تضاد ہے۔ اِس حصہ کے دو اقتباسات درج ذیل ہیں:

''اُنہوں (یعنی عبدالمطلب) نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اُنہیں کثرتِ اولاد سے نوازے اور اگر اُنہیں دس لڑکے عطا ہوں جو اُنکی زندگی میں جوان ہو جائیں تو وہ اُنمیں سے ایک کو اللہ تعالےٰ کی راہ میں قربان کر دینگے۔ اللہ تعالےٰ نے اُنکی دعا کو قبول فرمایا۔ اور دس لڑکے عطا فرمائے جو اُنکی زندگی میں جوان بھی ہوئے جن کے نام ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ۱۔ حارث، ۲۔ابو طالب، ۳۔ زبیر، ۴۔ابولہب، ۵۔حمزہ، ۶۔المقوم ،۷۔ضرار، ۸۔ الغیداق، ۹۔ عباس، ۱۰۔عبداللہ،

دوسرا اقتباس درج ذیل ہے۔

''اب سوال یہ تھا کہ دس میں سے کسے قربان کیا جائے اِس لئے قرعہ ڈالا گیا جو اُن کے سب سے چھوٹے بیٹے عبداللہ کے نام نکلا''۔

قربانی کے اِس واقعہ کے تین حقائق پر سیرۃ الرسولؐ کے تمام مؤرخین خواہ وہ متقدمین میں سے یا مؤاخرین میں سے ہوں ہمیشہ متفق رہے ہیں اور وہ حقائق یہ ہیں کہ اِس واقعہ کے وقت حضرت عبدالمطلب کے دس بیٹے تھے جو سب جوان تھے اور حضرت عبداللہ اُسوقت اُنکے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ حضرت عبداللہ کی تاریخ پیدائش عام طور پر تاریخوں میں ۵۴۵ء بتائی جاتی ہے۔ اگر اُسوقت اُنکی عمر بیس سال بھی ہو تو یہ واقعہ ۵۶۵ء میں یا اس سے کچھ عرصہ پہلے ہوا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی عمر حضرت رسولِ اکرمؐ سے تین سے پانچ سال بڑی بتائی جاتی ہے۔ ابھی حضرت عباسؓ کی تاریخ پیدائش ۵۶۵ء سے لیکر ۵۶۷ء تک ہے۔ حضرت حمزہؓ کو حضرت رسولِ اکرمؐ سے چھ ماہ چھوٹا ہونے سے تین سال بڑا ہونے تک بتایا جاتا ہے۔ یعنی حضرت حمزہؓ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اسلئے اِن دونوں بھائیوں کو اُن دس بھائیوں کی فہرست میں شامل نہیں کیا جا سکتا جو حضرت عبداللہ کی قربانی کے واقعہ کے وقت جوان تھے۔ اگر اِس حقیقت کو مان لیا جائے تو حضرت عبدالمطلب کے دس نہیں بلکہ بارہ بیٹے تھے بلکہ سیرۃ کے بعض مؤرخین کے نزدیک المقوم بھی بہت چھوٹے تھے اور اُس فہرست میں شامل نہیں تھے اُنکے نزدیک حضرت عبدالمطلب کے ۱۳ (تیرہ) بیٹے تھے۔ واللہ اعلم بالصّواب۔

میں نے اپنے اِس مؤقف کی صحت کے لئے حضرت رسولِ اکرم صلعم کے شجرۂ نسب کو چند اہم تاریخی کتب سے چیک کیا ہے، جنکی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ کنسائز انسائیکلوپیڈیا آف اسلام اِسمیں حضرت عبدالمطلب کے تیرہ بیٹے اور چھ بیٹیاں درج ہیں۔

۲۔ ''محمدؐ۔ اسلام کو سمجھنے کی ایک مغربی کوشش''۔ مصنف کیرن آرمسٹراگ (Karen Armstrong) اِسمیں بارہ بیٹے اور چھ بیٹیاں درج ہیں۔

۳۔ ''محمدؐ، سیرت'' مصنفہ عبداللہ ابوبکر (مارٹن لنگز) اِسمیں حضرت عبدالمطلب کے تیرہ بیٹے اور چھ بیٹیاں درج ہیں۔ اِسکے علاوہ سید امیر علی جو بیسویں صدی کے چوٹی کے اسلامی تاریخ کے مؤرخین میں شمار ہوتے ہیں اپنی کتاب دی سپرٹ آف اسلام کے صفحہ

ساٹ کے حاشیہ کے نوٹ نمبر۲ میں لکھتے ہیں جس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے۔

''عبدالمطلب کے بارہ بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں۔ آپکے بیٹوں میں حارث سب سے بڑے بیٹے تھے جو ۵۳۸ء کے قریب پیدا ہوئے اُن کے علاوہ عبدالعزیٰ جو ابولہب کے نام سے مشہور تھا اور حضرت رسولِ اکرمؐ کے سخت مخالفین میں سے تھا۔ عبدالمناف المعروف ابو طالب کی پیدائش ۵۴۰ء اور وفات ۶۲۰ء ہے۔ زبیر اور عبداللہ ۵۴۵ء فاطمہ کے بطن سے پیدا ہوئے، جو امر مخزومی کی بیٹی تھیں۔ ضرار اور عباسؓ (۶۵۲ ـ ۵۶۶) نطیلہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ مقومؔ، حجمؔ (المعروف ''الغیداق'' یعنی آزاد منش) اور حمزہؓ ہالہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ آپکی بیٹیاں ۔ عتیقہ۔ عمائمہ۔ مروہ۔ برّہ اور اُمّ حکیم المعروف البیھاء (سفید فام) خاطمہ کےبطن سے پیدا ہوئیں اور صفیہ ہالہ کےبطن سے پیدا ہوئیں۔۔۔ حضرت عبدالمطلب کے دوسرے دو بیٹوں کے نام نہیں ملتے۔ شاید اسلئے کہ وہ لاولد فوت ہوئے۔ حقائق کی یہ تشریح مزید اِسلئے بھی اہم تھی کہ یہی حقائق جو اِس مضمون میں بیان ہوئے ہیں ماہنامہ احمدیہ گزٹ جون ۲۰۰۲ء کے شمارہ کے انگریزی سیکشن میں ''حضرت رسول اکرم کے نو چچا' کے عنوان سے شائع ہو چکے ہیں۔ سیرۃ کے بہت سے مؤرخین بالخصوص مستشرقین نے حضرت عبدالمطلب کے دس بیٹے ہی بیان کئے ہیں اور شاید اِن سب نے اِسکی سند متقدمین سے ابن ہشام کے نوٹ نمبر ۹۵ سے لی ہے۔ جو اُس نے سیرۃ الرسول ابن اسحاق پر دیا ہے۔ یہاں اِسکی تفصیل کی گنجائش نہیں۔ لہٰذا اِسے کسی اور موقع کیلئے چھوڑتا ہوں۔

والسلام

خاکسار سیّد محمد احمد شاہ - مسی ساگا

نوٹ:۔ صاحبِ تحقیق محترم شاہ صاحب سے گزارش ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرۂ نسب کے اِس تحقیق طلب گوشے پر مزید روشنی ڈالیں کہ ان کی اوپر تحریر فرمودہ ریسرچ کا بالآخر لُبِ لباب کیا ہے؟ مذکورہ تحقیق پڑھ کر تو ذہن مزید کنفیوژن میں مبتلاء ہو جاتا ہے کہ مؤرخین کی گنجلک پرمبنی اِس تحقیق سے ایک عام قاری کو آخر کیا نتیجہ اخذ کرنا چاہیئے۔ آیا حضرت عبدالمطلب کے ۹ (نو) بیٹے تھے یا ۱۰(دس)، ۱۲(بارہ) یا ۱۳ (تیرہ).......؟؟؟ شاہ صاحب کی تحقیق قاری کو یہ باور کروانے میں ہنوز تشنگی کی حامل ہے کہ پھر حتمی تعداد کتنی ہوئی؟ جیسا کہ شاہ صاحب نے اس حتمی تعداد کے متعلق ازخود بھی تو یہی تحریر فرمایا ہے کہ '' واللہ اعلم بالصواب!!'' گویا بزبان غالب ع کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی! شاہ صاحب نے اپنے مکتوبِ گرامی کے ہمراہ مختلف مؤرخین کی کتب میں درج شدہ شجرۂ نسب کی جو نقول ارسال فرمائی ہیں، اُن میں بھی ہر مؤرخ کی بیان کردہ تعداد ایک دوسرے سے متضاد ہے۔ مثلاً حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی تحریر فرمودہ سیرت النبیّین والی فوٹو کاپی کے نقشے میں صرف سات معروف نام لکھے گئے ہیں امید کہ محترم شاہ صاحب تعداد کی اِس گنجلک کے متعلق اپنی تحقیق کے حتمی نتیجہ سے آگاہ کرتے ہوئے قارئین کی معلومات میں اضافہ فرمائیں گے۔ جزاءکم اللہ تعالیٰ

(ایڈیٹر)

☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲) نحن انصار اللہ موصول ہوا بہت خوشی ہوئی۔ اتنا خوبصورت اور شاندار رسالہ شائع کرنے پر میری طرف سے بہت بہت مبارک ہو۔ سب ہی مضامین بہت اچھے دلچسپ تھے۔ مثلاً مبشر احمد صاحب راجیکی مرحوم کی نظم۔ع دن کی مانند رات ہے یارو۔ مرحوم کا کلام ہمیشہ ہی بڑا پُر اثر ہوتا ہے اور دل میں اُترتا چلا جاتا ہے۔ چچا کی باتیں بھی بہت اچھا سلسلہ وار کالم ہے۔ جناب حسن محمد خان عارف صاحب کا مضمون تاریخ اسلام۔ بہت قیمتی معلومات سے پُر تھا۔ میرے لئے بالکل نئی معلومات ہیں۔ خان صاحب سے درخواست ہے کہ آئیندہ بھی تاریخ اسلام پر لکھیں جماعت احمدیہ کو دعوت قرآن اور اسلام دینے والے جناب سید افتخار حیدر صاحب کو آپ نے بہت تسلی بخش جواب دیکر خاموش کر دیا ہے۔ امید نہیں کہ وہ جواب دے سکیں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ سیف اللہ کے متعلق سید محمد احمد شاہ صاحب کا مضمون بہت ایمان افروز ہے اللہ ان کو جزا دے۔ مرزا خلیل احمد صاحب قمر کا مضمون: ''حضرت مسیح موعود علیہ الصوۃ والسلام کے کلام کی برتری کا اعتراف''۔ بالکل ایک حقیقت کا اظہار ہے۔ بہت اچھا لکھا ہے۔

درود شریف کی برکات کے متعلق صوبیدار بشیر محمود صاحب کا مضمون پڑھ کر تو میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ڈاکٹر محمود الحسن صاحب ایمن آبادی کا کلام غالباً میں نے پہلی مرتبہ پڑھا۔ بہت عمدہ اور پر اثر ہے۔ سید منیر احمد شاہ صاحب نے اپنے والد صاحب جناب سید علی احمد صاحب المعروف پیر جی کا جو ذکر خیر فرمایا ہے۔ بہت ہی ایمان افروز ہے۔ پیر اور گدی نشین کیلئے اپنی دنیاوی شان وشوکت اور وسیع ذرائع آمد کو چھوڑ کر احمدی ہو جانا یقیناً بہت بڑی قربانی ہے۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔ اور پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدر افزائی دیکھئے۔ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب پر ہزاروں ہزار اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ آمین۔ میں نے سارا رسالہ پڑھ لیا ہے۔ کئی مضمون تو دو دو مرتبہ پڑھنے کے بعد بھی جی نہیں بھرا۔ سب مضمون ہی بہت اچھے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی علالت کے دوران چند اشعار کہے تھے۔ اگر موزوں ہوں تو شاملِ اشاعت کر لیجئے گا۔

خاکسار عبدالغفور عبدل۔ ونڈسر (انٹاریو)

☆☆☆☆☆☆☆☆

(۳) ماشاء اللہ مجلّہ نحن انصار اللہ بہترین خوبیوں اور معلوماتی مضامین پر مشتمل شائع کیا گیا ہے۔ جس کے لئے ایسے تمام اصحاب جنہوں نے اس کی تیاری میں حصہ لیا ہے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزا دے آمین۔ کچھ دوستوں نے مکتوبات میں اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا ہے۔ تحریر میں چھوٹی موٹی غلطی ہو ہی جایا کرتی ہے۔ ایسی ہی ایک غلطی مکرم مرزا خلیل احمد صاحب قمر کے مضمون میں ہوگئی ہے جس کی درستی کر لی جائے تو مناسب ہے۔ مضمون کے شروع کے پیراگراف کے آخیر میں ۱۹۰۲ء لکھا گیا ہے جو واقعاتی اعتبار سے درست نہیں ہے بلکہ ۲۰۰۲ء لکھا جانا چاہیے تھا۔

خاکسار:

عنایت اللہ حصاری (ویسٹن ساؤتھ)

قبض اُم الامراض ھے

ڈاکٹر مظہر۔
ہربل و ہومیو کنسلٹنٹ ۔ ٹورانٹو

قبض کی تعریف: پاخانہ کا مکمل طور پر خارج نہ ہونا، بلکہ اس کے کچھ حصہ کا اندر رہ جانا طبی اصطلاح میں قبض کہلاتا ہے۔

قبض کا تعلق غذا کی کیفیت و ماہیت سے ہے۔ پیٹ میں داخل ہونے والا ہر کھانا اپنے سے پہلے کھائی ہوئی خوراک کو آگے دھکیل کر اپنے لئے جگہ پیدا کرتا ہے۔ اس طرح ہر چار ہر چھ گھنٹہ کے بعد غذا کی مناسبت سے آنتوں میں خاص قسم کی حرکات کی مدد سے پہلی غذا کو آگے دھکیلتے ہوئے اسے مقامِ اخراج (مبرز) کے قریب لے جاتا ہے۔ اس سے پاخانہ کی حاجت کا احساس ہوتا ہے۔ بعض غذائیں ایسے اجزاء پر مشتمل ہوتی ہیں جو ہضم ہو کر جسم کے اندر جزو بدن بن جاتی ہیں اور براہ مبرز باہر نکالنے کو بہت ہی کم باقی بچتا ہے۔ جبکہ پھل اور سبزیاں ایسے اجزاء پر مشتمل ہوتے ہیں جو مکمل طور پر جزو بدن نہیں بنتے اور اس طرح انتڑیوں کے لئے پھوگ کی معقول مقدار بچ جاتی ہے اور فراغت و اجابت کا عمل بڑے اطمینان سے انجام پاتا ہے۔

پہلے خیال کیا جاتا تھا کہ سبزیاں اور پھل ہمیں معدنیات اور وٹامنز کے علاوہ کوئی خاص چیز مہیا نہیں کرتے مگر تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ ان کے پھوک میں موجود ریشے غیر ضروری نمکیات کے اخراج کا باعث بن کر مواد فاسد کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں یا دوسرے لفظوں میں ریشہ دار غذائیں مواد فاسد کو خارج کر کے تمام امراض، خصوصاً امراضِ قلب سے بچاتی ہیں۔

قبض کی اقسام: قبض کی دو اقسام ہوتی ہیں:

ا۔ اتفاقی یا عارضی

۲۔ دائمی، عادتی یا پرانی قبض۔

بعض اوقات قبض اس قدر خفیف ہوتی ہے کہ ایک شخص کو اس کا احساس ہی نہیں ہوتا کہ وہ قبض میں مبتلا ہے۔

صحت مند انسان کی اجابت وفراغت:

چونکہ اکثر لوگ صحت مند انسان کی اجابت و فراغت سے واقف نہیں ہوتے لہٰذا وہ نہیں جانتے کہ ان کے اندر مادہ فاسد موجود ہے یا بالفاظ دیگر وہ تندرستی یا بیماری کے کس قدر قریب ہیں؟

معیار تندرستی جانچنے کے لئے معیاری فراغت کا صحیح علم ہونا از بس ضروری ہے۔ پس مضمون ھٰذا میں ہم معیاری فراغت یا دوسرے لفظوں میں معیاری تندرستی کا مفصل بیان ذیل میں درج کرتے ہیں۔

عمدہ ہاضمہ عمدہ تندرستی کی پہچان ہے۔ جب ہاضمہ درست ہو تو جسم بھی بلاشبہ پوری طرح تندرست ہوتا ہے۔ اخراج فضلہ سے ہم اس بات کو بخوبی جانچ سکتے ہیں کہ ہاضمہ کی حالت کیسی ہے۔

جرمن نیچرو ہومیوپیتھ ڈاکٹر لوئی اپنے کتابچہ ''کیا میں بیمار ہوں یا تندرست'' میں لکھتے ہیں کہ براز یعنی پاخانہ خفیف بھورے رنگ کا ملائم اور بستہ ہو۔ اس پر ایک لیس دار تہہ پائی جائے تو جاننا چاہئے کہ ہاضمہ درست ہے۔ پاخانہ کیلے کے گودے کی شکل کا ہونا چاہئے۔ خارج ہوتے وقت جسم کو نہ لگے تو یہ تندرست آدمی کے فراغت کی دلیل ہے جبکہ اور یہی تندرست جانور کی نشانی بھی ہے۔ انسان کے جسم میں پاخانہ کرنے کا جو مقام ہے اس کا کنارا ایسا مناسب بنا ہوا ہے کہ اگر ہضم اپنی اصلی حالت پر ہو تو پاخانہ جسم کو گندہ اور آلودہ کئے بغیر خارج ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں پاخانہ میں کوئی ناپسندیدہ و ناگوار اور مضرت رساں بو کبھی نہ نکلنی چاہئے۔ اگر ایسی بو ہو تو ہضم کے خمیر میں کوئی غیر معمولی حالت پیدا ہوگئی ہے۔ اسی لئے خشکی یا قبض ہوئی ہے۔

جرمن نیچرو پیتھک ڈاکٹر لوئی کوہنی کی مذکورہ بالا تحریر کی روشنی میں ہم اپنا معیارِ تندرستی جانچ سکتے ہیں۔

قبض کی وجوہات واسباب:

آج کل قبض کا مرض بہت عام ہو چکا ہے۔ جس کی بالعموم درج ذیل وجوہات ہیں:

ا۔ چھلکا اتری ہوئی بے ریشہ اغذیہ کا کثرتِ استعمال مثلاً میدہ کی مصنوعات، میدہ کی روٹی، نان، ڈبل روٹی، بند، کیک، بسکٹ، سموسے پیسٹریاں وغیرہ۔

۲۔ پھلوں وسبزیوں کی بجائے ان کے جوسز کا استعمال۔

۳۔ چائے کا کثرتِ استعمال۔

۴۔ تمبا کو نوشی۔

۵۔ ذہنی کثرت کار (اس سے دوران خون کا رخ، نظامِ ہضم کے اعضاء کی بجائے دماغ کی طرف زیادہ ہو جاتا ہے اور خرابی، ہاضمہ کے نتیجہ میں قبض ہو جاتی ہے۔)

۶۔ مسلسل زیادہ بیٹھنا ورزش و جسمانی حس وحرکت کا فقدان۔

۷۔ بعض اعصابی و ذہنی اور نفسیاتی عوامل مثلاً ذہنی تفکرات و پریشانیاں وغیرہ۔

۸۔ قبض کشاء ادویات کا مسلسل وعرصہ دراز تک استعمال بھی انسان کو قبض کا دائمی مریض بنا دیتا ہے۔

قبض کے نتائج: انتڑیوں کے اندر متعفن اور بدبودار برازی مادہ کے رک جانے سے ریاح کثرت سے پیدا ہوتی ہیں حتیٰ کہ ریاح کل جسم میں پھیل جاتی ہیں اور سارے جسم کو متاثر کرتی ہیں اور جسم کو طرح طرح کے عوارض میں مبتلا کر دیتی ہیں۔ یہی برازی زہر خون کو بھی فاسد اور زہریلا بنا دیتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں قوتِ مدافعت مرض کمزور پڑ جاتی ہے اور مرض و بیماری کا حملہ قبول کرنے کی صلاحیت و استعداد بڑھ جاتی ہے۔

قبض کا مفید و بےضرر قدرتی غذائی علاج

گندم کا چھان (Wheat bran) آٹے میں گوندھ کر اسکی خشک روٹی پکوائیں اور کھائیں یہ قبض کشاء ہے یہ چھان تمام Bulk food stores سے مل جاتا ہے اسی طرح جو کا دلیہ (Oats porridge) قبض کھولنے کیلئے بہت مفید ہے۔ اس دلیے کے ناشتہ کو معمول بنائیں یا سیب بمع چھلکا کھائیں اور ہمیشہ اسکا ناشتہ کیا کریں۔ صبح نہار منہ ایک گلاس تازہ پانی پی لینے سے پرانی قبض دور ہو جاتی ہے۔ سادہ پانی پئیں یا اس میں شہد ملا کر میٹھا کر لیں، اسی طرح پانی میں تازہ لیموں کا رس بھی ملا سکتے ہیں۔ روغن بادام خالص (Almond oil) رات کو ایک تا دو چمچ یا کم وبیش حسبِ ضرورت نیم گرم دودھ ایک پاؤ یعنی 250 ایم ایل میں ملا کر پئیں یا سونف Fennel اور سونٹھ Ginger ہموزن ملا کر رکھ لیں اور سوتے وقت ایک تا دو چمچ چائے نیم گرم دودھ یا پانی سے کھالیں یا منقّی (Raisins) 30 دانے رات کو پانی میں بھگو کر صبح کھالیں اس سے قبض کو افاقہ ہوگا۔

یا کالے چنے ایک مٹھی بھر رات کو پانی میں بھگو کر رکھیں صبح کچے کھالیں یا ابال کر نمک ڈال کر کھالیں اور انکا پانی پی لیں یا چھلکا اسبغول حسبِ ضرورت استعمال کریں۔ چند دن استعمال کر کے چند دن کا وقفہ دے کر پھر شروع کریں۔

ہرے پتے والی سبزیاں سلاد کے طور پر کچی کھائیں مثلاً گاجر، ٹماٹر، پالک، بند گوبھی، ککڑی، کھیرا وغیرہ۔

دالیں بمعہ چھلکا استعمال کریں کیونکہ چھلکے میں قبض کشاء وٹامنز ہوتے ہیں۔ پھل انگور، سیب، مالٹا، سنگترہ اور خشک پھل کھانے سے قبض نہیں رہتی۔

یہ یاد رکھیں کہ کھانا کھاتے وقت پیٹ ٹھونس کر نہ کھائیں بلکہ پیٹ کا تہائی حصہ خالی رکھیں تھوڑا کھائیں اور بھوک لگنے پر تھوڑے وقفوں سے پھر کھالیں اس سے کھانا ٹھیک سے ہضم ہوگا، معدہ اور آنتوں کو زیادہ کام نہیں کرنا پڑے گا۔ ہاضمے کا عمل بخوبی ہوگا اور پاخانہ کھل کر آئے گا۔

پرہیز:

بادی اشیاء، گوشت انڈا، تیز نمک مرچ، میدہ والی اشیاء مثلاً بسکٹ، بند، ڈبل روٹی، تیز پتی اور کافی بار بار پینے سے آنتوں میں خشکی ہو جاتی ہے۔ اور پاخانہ کھل کر نہیں آتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

هوالشافی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا تجویز فرمودہ

SARS نامی بیماری کیلئے حفاظتی نسخہ

لنڈن سے مکرم حفیظ احمد صاحب بھٹی اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ علیہ نے SARS نامی خطرناک وبائی وائرس سے بچاؤ کیلئے ازراہِ شفقت مندرجہ ذیل ہومیو پیتھک ادویات کا خصوصی نسخہ تجویز فرمایا تھا۔

نسخہ نمبر ۱ i)Bryonia-30, ii)China-30, iii)Ruta-30, iv) Rhustox-30, v) Ipecacc-30.

حفاظتی بچاؤ کے لئے یہ نسخہ (۱) ہفتہ میں ایک بار استعمال کریں

نسخہ نمبر ۲ برائے دورانِ بیماری: اگر خدانخواستہ SARS بیماری کا حملہ ہو جائے تو دورانِ بیماری مندرجہ ذیل نسخہ پہلے 4-3 دن روزانہ ایک بار پھر ہفتہ میں 2 بار استعمال کیا جائے۔

i)) Aconite-200, ii) Arsenic-200,iii)Bryonia-200

اللہ تعالیٰ افرادِ جماعت اور دکھی انسانیت کو اس نوع کی جان لیوا وبائی امراض سے محفوظ رکھے۔ آمین

(شعبہ صحتِ جسمانی۔ مجلس انصار اللہ کینیڈا)

اظہارِ تشکر

محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ مجلس انصار اللہ کینیڈا نے دفتر انصار اللہ (**بیت الانصار**) کا تمام بقایا ادا کر دیا ہے۔ یہ ادائیگی تمام انصار بھائیوں کے تعاون سے ممکن ہوئی جنہوں نے اپنے چندہ انصار اللہ میں ادائیگی کی اور مجلس نے اپنے بجٹ میں بچت کر کے اس ادائیگی کو ممکن بنایا۔

خاکسار اس موقع پر ذاتی طور پر جہاں خدا تعالیٰ کا شکر گزار ہے وہاں ان تمام بھائیوں کا بھی مشکور ہے جنہوں نے بیت الانصار کی خرید کیلئے عطیات پیش کئے۔ سال ۲۰۰۲ میں اس قربانی میں حصہ لینے والے احباب کے نام انشاء اللہ اگلے شمارہ میں شائع کر دیے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمام انصار بھائیوں کے اموال اور نفوس میں برکت دے۔ اور اپنے فضل سے ہماری حقیر قربانیوں کو قبول فرمائے (آمین)

خاکسار

صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا

میری ڈائری سے

مرسلہ: مکرم محمد سعید صاحب ---مانٹریال

اقوال حضرت خواجہ حسن بصریؒ

یکم جنوری ۱۹۹۷ء میں نے حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے درج ذیل اقوال لکھے:

۱۔ کتا ایک وفادار جانور ہے اسکی زندگی ہمیں بہت کچھ سکھاتی ہے مثلاً:

☆ کتا تھوڑے پر قناعت کرتا ہے .... یہ علامتِ صابرین ہے

☆ وہ رات کو کم سوتا ہے............. یہ علامتِ زاہدین ہے

☆ اس کا کوئی مکان نہیں ہوتا............ یہ علامتِ متوکلین ہے

☆ مرنے کے بعد کوئی میراث نہیں چھوڑتا... یہ علامتِ متقین ہے

☆ ادنیٰ جگہ پر راضی ہو جاتا ہے .... یہ علامتِ متواضعین ہے

☆ کھانا سامنے بھی ہو تو دُور ہو کر تا کتا ہے.. یہ علامتِ مساکین ہے

☆ وہ بھوکا رہتا ہے..................... یہ آدابِ صالحین ہے

☆ وہ مالک کی وفاداری نہیں چھوڑتا......... یہ اسکی ادنیٰ خدمت ہے

(۲) دنیا میں سب سے مشکل کام اپنی اصلاح ہے۔ اور سب سے آسان کام دوسروں پر نکتہ چینی ہے۔

(۳) تین چیزیں دنیا میں ایک بار ملتی ہیں: والدین، حُسن، جوانی۔

تین چیزیں نکل کر واپس نہیں آتیں: تیر کمان سے، بات زبان سے، جان جسم سے۔

تین چیزیں بھائی کو بھائی کا دشمن بنا دیتی ہیں: زن، زر اور زمین۔

تین چیزوں کو پردہ چاہیے: کھانا، دولت اور عورت۔

تین چیزیں یاد رکھنے سے گناہ نہیں: سچائی، فرائض اور موت۔

تین اشخاص اپنی عادت پر مجبور ہوتے ہیں: سچائی پسند سچائی پر، ظالم ظلم پر اور سخی سخاوت پر۔

تین اشخاص وقت پر پہچانے جاتے ہیں: صابر مصیبت پر، سچائی پسند وقت پر اور دوست مشکل وقت پر۔

تین اشخاص غم میں مبتلا رہتے ہیں: حاسد، مفلس اور وہمی۔

جواہر پارے

زندگی ایسا کھیل ہے جسمیں کھلاڑی کو جونہی سمجھ آتی ہے، اسے ریٹائر کر دیا جاتا ہے۔

☆ تجربہ وہ کنگھی ہے جو وقت کے بال گر جانے کے بعد نصیب ہوتی ہے۔

☆ تحریری قانون مکڑی کے جال کی مانند ہے کمزور ان میں پھنس جاتا ہے اور طاقتور توڑ کر نکل جاتا ہے۔

☆ اعتماد ایک رُوح کی طرح ہوتا ہے۔ جو ایک بار چلا جائے، لوٹ کر نہیں آتا۔

☆ عادت ایک ایسی زنجیر ہے جو دیکھنے میں چھوٹی نظر آتی ہے، لیکن عمر بھر نہیں ٹوٹتی۔

☆ گناہ ایک جوان کا بھی بد ہے۔ لیکن بوڑھے کا گناہ بدتر ہے۔

☆ جب لوگوں کو پتہ چل جاتا ہے کہ زندگی کیا ہے تو یہ آدھی خرچ ہو چکی ہوتی ہے۔

☆ یہ بھی سخاوت اور کرم میں داخل ہے کہ لوگوں پر ظلم نہ کیا جائے، اور ان کے عیبوں کو معلوم کرنے کی خواہش نہ کی جائے

☆ دشمن کے حُسن سلوک پر بھروسہ نہ کرو، پانی کو آگ سے کتنا ہی گرم کیا جائے وہ اسکو بجھانے کے لئے کافی ہے۔

مسکراہٹیں

خاتون نے پوری دکان کا کپڑا اپنے سامنے کھلوا لیا۔ اور خاتون کو کوئی کپڑا بھی اپنے سوٹ کے لئے پسند نہ آیا آخر خاوند نے کہا: بیگم! آپ بھی کمال کرتی ہیں۔ اتنی دیر ہوگئی اور آپ کو کچھ بھی پسند نہیں آیا۔ جلدی کریں، بہت دیر ہوگئی ہے۔ بیوی نے چلّا کر جواب دیا: آپ چپ کریں جی! آپ کو ایسی ہی جلد بازی میں تو پسند کیا تھا، اُس وقت سے اِس جلد بازی کی سزا بھگت رہی ہوں !!

☆☆☆☆☆☆☆

شوہر بیگم سے: تم ایک اور ساڑھی خرید لائیں، بتاؤ! میں اس کے دام کہاں سے لاؤں گا۔

بیگم: جہاں سے جی چاہے لاؤ، میں تمہاری بیوی ہوں تمہاری مالی مشیر نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

چوپال پر گاؤں کے لوگ اس غرض سے جمع ہوئے کہ قبرستان کے اردگرد پختہ دیوار تعمیر کر دی جائے۔ نیک کام تھا، کسی قسم کے اختلاف کا امکان نہیں تھا۔ مگر پھر بھی گاؤں کے بزرگ نے احتیاطاً حاضرین سے پوچھ لیا کہ اس تجویز سے کسی کو اختلاف ہے تو وہ ہاتھ کھڑا کردے۔ ایک کسان نے ہاتھ اٹھا دیا۔ بزرگ نے حیران کر اس سے پوچھا کہ بھائی تمہیں کیا اعتراض ہے؟'' کسان نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔'' اس دیوار کی آخر ضرورت کیا ہے۔ جو لوگ اندر ہیں وہ باہر نہیں آسکتے اور جو باہر ہیں اندر جانا نہیں چاہتے۔

☆☆☆☆☆☆☆

"ورلڈ کپ" (کرکٹ کے شیدائیوں سے معذرت کیساتھ)

مریض ہجر جب لب پہ تمنائے دلی لایا
وفورِ غم سے یوں تڑپا عناصر کو ترس آیا
زمیں سے آہ اُٹھی اور فلک نے خون برسایا
اثر تو چارہ گر پر بھی ہوا لیکن یہ فرمایا

ذرا یہ ورلڈ کپ ہو لے تو اسکے بعد دیکھیں گے

میرا اک دوست مدّت بعد مجھ سے ملنے آیا کل
یہیں دِل کا پڑا دورہ تو میں بھی ہو گیا بیکل
وہ بولا تیسرا دورہ ہے مجھکو وارڈ میں لے چل
وہاں پہنچے تو بولا ڈاکٹر۔ کچھ سوچ کر اک پل

ذرا یہ ورلڈ کپ ہو لے تو اسکے بعد دیکھیں گے

اور اُس دولھا کا قصہ آپ نے شاید سُنا ہو گا
اُسے جب آرسی مصحف کی خاطر گھر میں بلوایا
کہ اندر آئے اور آکر دُلھن کا دیکھ لے چہرہ
تو دروازے پہ پہنچا اور یہ کہہ کر پلٹ آیا

ذرا یہ ورلڈ کپ ہو لے تو اسکے بعد دیکھیں گے

مجھے ہمسائے کے گھر میں یونہی شعلے نظر آئے
تو قبل اس کے کہ یہ آتش مرے گھر تک پہنچ جائے
بعجلت تھانے اور فائر بریگیڈ فون کھڑکائے
مگر دونوں جگہ سے یہ جواب با صواب آئے

ذرا یہ ورلڈ کپ ہو لے تو اسکے بعد دیکھیں گے

ابھی پچھلے دنوں جب ایک تاجر ہو گیا اغوا
اور اس اغوا کا اخباروں میں شدت سے ہُوا چرچا
خود اس کے گھر میں تو گویا قیامت ہو گئی برپا
رپٹ لکھوانے تھانے پہنچے تو ایس ایچ او بولا

ذرا یہ ورلڈ کپ ہو لے تو اسکے بعد دیکھیں گے

(عنایت علی خان)

آسان نسخے!

جہاں تک کام چلتا ہو غذا سے — وہاں تک چاہیے بچنا دَوا سے
اگر تجھ کو لگے جاڑوں میں سردی — تو استعمال کر انڈے کی زردی
جو ہو محسوس معدے میں گرانی — تو چکھ لے سونف یا ادرک کا پانی
اگر خون کم بنے بلغم زیادہ — تو کھا گاجر، چنے شلغم زیادہ
جو بدہضمی میں چاہے تُو افاقہ — تو کر لے ایک یا دو وقت فاقہ
جو پیچش ہے تو پیچ اس طرح کس لے — مِلا کر دُودھ میں لیموں کا رس لے
جگر کے بل پہ ہے انسان جیتا — اگر ضعفِ جگر ہے کھا پپیتا
جگر میں ہو اگر گرمی دہی کھا — اگر آنتوں میں خشکی ہے تو گھی کھا
تھکن سے ہوں اگر عضلات ڈھیلے — تو فوراً دُودھ گرما گرم پی لے
جو طاقت میں کمی ہوتی ہے محسوس — تو پھر مُلتانی مِصری کی ڈلی چوس
زیادہ گر دماغی ہے ترا کام — تو کھایا کر مِلا کر شہد بادام
اگر ہو دِل کی کمزوری کا احساس — مُربّہ آملہ کھا اور اناناس
اگر گرمی کی شِدّت ہو زیادہ — تو شربت پی بجائے آب سادہ
جو دُکھتا ہو گلہ نزلے کے مارے — تو کر نمکین پانی سے غرّارے

اسد ملتانی مرحوم

ایک لطیفہ ---- ایک مسئلہ کا حل

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک رفیق حضرت حافظ معین الدین صاحب رضؓ تھے۔ انہیں لنگر سے کھانا ملا کرتا تھا۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضؓ ناظر ضیافت تھے۔ لنگر خانہ کی مالی حالت کمزور تھی۔ جس کی وجہ سے کھانا بہت سادہ ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ بہت ہی پتلی دال حضرت حافظ صاحب کو ملی۔ آپ میر صاحب کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ ایک مسئلہ کا حل بتائیں کہ ایسی پتلی دال جس کا رنگ اور مزہ پانی کی طرح ہو اس سے وضو جائز ہے یا نہیں۔ حضرت میر صاحب نے فرمایا جب تک دال نہ دیکھ لوں فتویٰ نہیں دے سکتا۔ حضرت حافظ صاحب نے دال کا پیالہ میر صاحب کی طرف بڑھایا۔ حضرت میر صاحب نے دال کا پیالہ دال کی دیگ میں الٹ دیا اور اس کی بجائے گوشت کا پیالہ بھر کر حضرت حافظ صاحب کو دیا اور فرمایا کہ یہ آپ کے مسئلہ کا حل ہے۔

(روزنامہ الفضل صفحہ ۴ ـ ۲۳ نومبر ۱۹۹۴ء)

ہلکی پھلکی گفتگو

''...... جوتے ......''

ابن السفر

گذشتہ دنوں اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ پاکستان کی پارلیمنٹ کے ایک ممبر خواجہ آصف (مسلم لیگ ن) قومی اسمبلی کی مسجد میں نماز پڑھ کر باہر نکلے تو مسجد سے ان کے جوتے چوری ہو چکے تھے۔ دلچسپ بات یہ کہ مسجد کے باہر پولیس کا باقاعدہ پہرہ بھی موجود تھا! یہ ممبر اسمبلی بعد ازاں ننگے پاؤں پارلیمنٹ ہاؤس تک پہنچے، گھر سے جوتوں کا دوسرا جوڑا منگوایا اور سپیکر اسمبلی سے پولیس پہرے کی موجودگی میں ہو جانیوالی اِس چوری پر احتجاج کیا۔

مسجد سے جوتوں کی چوری یوں تو ہند پاک معاشرے میں ''معمول'' کی بات ہے۔ تا ہم مذکورہ ممبر پارلیمنٹ کے جوتے اس لحاظ سے واقعی غیر معمولی اہمیت اختیار کر گئے ہیں کہ ان جوتوں کی چوری کی خبر محض پارلیمنٹ کی مسجد یا اسمبلی کے ایوان تک محدود رہنے کی بجائے میڈیا کے طفیل ملکوں ملکوں پہنچ گئی۔ اخبار والوں کے نزدیک بھی ایسی ہی خبریں زیادہ اہمیت کی حامل اور قابلِ اشاعت ہوتی ہیں۔ ورنہ اِن کے نزدیک یہ کوئی خبر نہ ہوگی کہ کسی پاگل کتے نے کسی انسان کو کاٹ کھایا، جسکے نتیجہ میں اُس انسان کی موت واقع ہوگئی۔ البتہ اگر کوئی پاگل انسان، کسی کتے کو کاٹ لے تو وہ خبر یقیناً شہ سُرخیوں کے ساتھ چھپے گی!! اِس دعوے کی حقانیت کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ مذکورہ جوتوں کی چوری کی خبر تو ٹورنٹو کے مقامی اردو اخبارات میں لگ گئی۔ لیکن ضلع راجن پور کے ایک جیتے جاگتے انسان اور ایک سینئر ایڈووکیٹ میاں اقبال احمد کو ان کے دفتر میں گولیاں مار کر قتل کر دینے اور ساتھ بیٹھے ان کے بھائی کو شدید زخمی کر دینے کا واقعہ اور اِس جرم کے احتجاج میں راجن پور کی وکلاء بار کونسل کی طرف سے عدالتوں میں دو روز تک کام بند رکھنے کی خبر، ٹورانٹو کی اردو صحافت کلیتہً گول کر گئی۔ وجہ صاف ظاہر ہے گولیوں کا نشانہ بننے والے کا تعلق جماعت احمدیہ سے تھا لہٰذا مذھبی عصبیّت یا مصلحتوں کا مرغوب و لذیذ لالی پاپ چھوڑ کر غیر جانبداری جیسی کونین کی کڑوی گولی نگلنے کا ارتکاب کون کرے۔۔۔؟! بہر کیف یہ واقعہ تو یونہی برسبیلِ تذکرہ بیچ میں آ گیا۔ ذکرِ خیر ہو رہا تھا کسی ستم ظریف کا ممبر پارلیمنٹ کے جوتوں پر اسمبلی مسجد سے ہاتھ صاف کرنے کا۔۔۔

ویسے دیکھا جائے تو یہ گمشدگی، ایم این اے صاحب کے حق میں ہی جاتی محسوس ہوتی ہے۔ کیونکہ پاکستان کی نوزائیدہ اسمبلی کے ممبران نے کل کلاں کو وزیر مشیر بن کر ملکی خزانے کیساتھ جس طرح ہاتھ کی صفائی کے محیّر العقول کرتب دکھانے اور دادا جی کی دوکان سمجھ کر فاتحہ پڑھنی ہے یہ گویا اسی آنیوالی نیک کمائی کی پیشگی زکوۃ ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس پیشگی زکوۃ کے فریضہ کی ادائیگی اپنے ہاتھوں انجام دینے کی بجائے کسی ضرورتمند نے جوتوں کی شکل میں موقع محل کیمطابق خود ہی وصول کر لی! اس بات کے قطع نظر کہ یہ پیشگی زکوۃ تھی یا مستقبل میں بطور ممبرِ اسمبلی، سرانجام دیئے جانیوالے اعمال کا کفارہ، ایک بات بہر حال واضح ہو جاتی ہے کہ مذکورہ ممبر موصوف کو یا تو پہلی دفعہ مسجد تشریف لے جانے کا چانس ملا۔ یا پھر مسجد میں جوتوں کی حفاظت کے اُس مروّجہ طریق سے ناآشنا تھے جسکا ذکر دلاور فگا مرحوم جیسے شاعروں میں سے کسی نے افادۂ عام کی خاطر کچھ یوں نظم بند کر رکھا ہے۔

کہا اِک مولوی نے دیکھ کر جوتا مرے آگے
اگر ہو سامنے جوتا تو پھر سجدہ نہیں ہوتا
کہا میں نے بجا ہے آپ کا ارشاد یہ، لیکن
اگر پیچھے رکھیں جوتا، تو پھر جوتا نہیں ہوتا!

قومی اسمبلی جیسے اعلیٰ ترین ایوان کے فلور پر، جسکی تشکیل میں ملک وقوم کا کروڑوں روپیہ صرف ہو جاتا ہے، سپیکر کا ملکی یا بین الاقوامی مسائل پر غور وخوص کی بجائے ذاتی جوتوں کی گمشدگی پر بحث کی اجازت مرحمت فرمانا، جناب سپیکر کے صاحبِ ذوق اور تاریخ سے کما حقہٗ، واقف ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ ویسے تاریخ بتاتی ہے کہ جب ۱۲۵۸ء میں چنگیز خان کا پوتا ہلاکو خان اپنے دادا کے ادھورے کام یا بالفاظ دیگر اُس دور کے ''نیو ورلڈ آرڈر'' کے ایجنڈے کی تکمیل کیلئے عروس البلاد بغداد میں اپنی خونخوار سپاہ کے ساتھ داخل ہوا تو عباسی خلیفہ معتصم باللہ کے دربار میں علماء کے دو گروہ اِس بات پر بحث کر رہے تھے کہ کوّا حرام ہے یا حلال.......؟ اوراقِ تاریخ اس بحث کے حتمی رزلٹ کی بابت تو خاموش ہیں کہ حرام وحلال کی اس بحث میں علماءِ اسلام کے کِس گروہ کا پلڑا بھاری رہا تھا۔ البتہ تاریخ ہمیں یہ ضرور بتاتی ہے کہ ہلاکو خان نے خلیفہ معتصم باللہ اور اسکے بیٹوں کو ان کے ہتھیار ڈالنے کے بعد قالینوں میں لپٹوایا اور پھر گھوڑوں کی ٹاپوں کے نیچے روند دیا صرف یہی نہیں بغداد کے گلی کوچوں میں اتنا خون بہایا کہ دریائے دجلہ کا پانی بھی سرخ ہو گیا اور بغداد کے عالمی شہرت یافتہ کتب خانوں کی راکھ نے دجلہ کے کناروں کو سیاہ کر دیا........ پاکستان کی قومی اسمبلی تو صرف ایک ملک کی نمائندہ کہلاتی ہے۔ مسلمان ممالک کی تنظیم او۔آئی۔سی (جسے یار لوگ پیار سے OH, I SEE بھی لکھتے ہیں) پچاس سے زائد اسلامی ممالک کی نمائندگی کرتی ہے۔ عراق کی مخدوش صورتِ حال پر بحث کیلئے قطر میں پچھلے دنوں جو ہنگامی اجلاس ہوا، اس میں حاصلِ بحث نکتہ، کویت اور عراق کے نمائندہ وفود کے سربراہوں کی ایک دوسرے کے شجرۂ ہائے نسب پر ڈالی جانے والی وہ ''روشنی'' رہا، جس میں ایک نے بھری مجلس میں دوسرے کو ''کتے'' کے لقب سے نوازا۔ جس پر ترکی بہ ترکی اُسی ٹون میں ڈارون کی تھیوری کو دُہراتے ہوئے جواب ملا: ''بکواس بند کرو بندر!'' ڈارون کی تھیوری پر اس تازہ علمی وتحقیقی مناظرے کو بلیک آؤٹ کرنے کی خاطر او۔آئی۔سی کانفرنس کے چیئرمین کو مائیک مجبوراً بند کروانے

پڑے۔ تاہم مناظرے کا مذکورہ حصہ فلمبند ہو چکا تھا۔ چنانچہ سی این این جیسے میڈیا نے سوکن بن کر اپنے مخصوص سیاسی نسخوں اور تیز نمک مرچ کیساتھ ٹی وی چینلز پر مذکورہ نسلی کیٹگریز سے متعلق ہونے والے مناظرے کو خوب تڑکا لگا لگا کر روسٹ کیا۔

بات پھر دوسری طرف نکل گئی۔ ان سطور کا مقصد تفنن طبع ہے نہ کہ اداسیِ طبع۔ لہذا کچھ لطیف باتیں جوتوں کے حوالے سے ہی یاد آ رہی ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے جوتوں کی چوری کی صدائے بازگشت اسمبلی کے ایوان میں بھی گونجتی رہی۔ البتہ خبر سے یہ واضح نہیں ہو سکا کہ چوری کی واردات کا ذکر باہر پہرے پر مامور پولیس گارڈ کے ''مستعد'' جوانوں سے کرنے کی بجائے اسمبلی کے ایوان میں کرنے پر مسٹر اسپیکر نے مذکورہ ممبر اسمبلی کو اجازت، نکتۂ استحقاق (اسمبلی کاروائی کی ایک اصطلاح) پر دی تھی یا محض مذاق کے طور پر۔ اگر مذاق میں دی گئی تو پھر دو دوستوں میں مذاق سے چلنے والے ایک جوتے کا ذکر شائد خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

ایک مرتبہ دو دوستوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ ایک نے دوسرے کو جوتا کھینچ مارا۔ تو دوسرا بولا: ''تم نے مجھے غصے سے جوتا مارا ہے یا مذاق میں؟''

پہلا دوست: ''غصے سے!''

دوسرا دوست (اطمینان سے): ''شکر ہے تم نے مذاق سے نہیں مارا ورنہ میں اس قسم کا مذاق برداشت نہیں کرتا!!''

جس طرح بعض لوگ مذاق برداشت نہیں کر پاتے اسی طرح بعض لوگ لباس پر ہلکی سی بھی شکن یا جوتوں پر معمولی گرد یا مدھم پالش بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ غیر شکن لباس اور پالش شدہ چمکدار جوتے خوش ذوقی کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔ امریکی صدر ابراہیم لنکن کو اگرچہ یہ چیزیں پسند تھیں۔ لیکن شنید ہے کہ وہ اپنے جوتے خود پالش کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ اپنے جوتے خود پالش کر رہے تھے کہ اس دوران ایک دوست آ گیا۔ اس نے حیران ہو کر پریذیڈنٹ لنکن سے پوچھا: کیا آپ اپنے جوتے خود پالش کرتے ہیں؟'' لنکن نے جواب دیا: ''جی ہاں! کیا آپ دوسروں کے جوتے پالش کرتے ہیں.........!؟'' امریکہ کے موجودہ صدر کے متعلق یہ تو معلوم نہیں کہ یہ صدر بھی اپنے جوتے خود پالش کرتا ہے یا نہیں۔ البتہ یہ بات عیاں ہے کہ موجوہ صدر کو ٹام ہاک اور کروز میزائلوں پر مسلسل پالش، ڈیزی کٹر اور بموں کی ماں نامی ''ماتا سے لبریز انسان دوست'' آلات کی پیداوار بڑھانے اور جنگ کے خلاف بھاری بھرکم عالمی رائے عامہ کو اپنے جوتے کی نوک پر رکھنا زیادہ مرغوب ہے! یہی وجہ ہے کہ سیکیورٹی کونسل میں جنگ مخالف ممبران کی اکثریت کے باوجود عراق پر یہ کہہ کر دھاوا بول دیا گیا کہ اسپین جیسے کچھ ممالک جنگ کے حمائتی بھی تو ہیں۔ ان انوکھی اداؤں پر ایک لطیفہ یاد آ رہا ہے۔ عدالت میں جج نے چوری کے الزام میں پکڑے جانے والے چور سے کہا: پانچ آدمیوں نے تمہیں چوری کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس بھاری گواہی کے بارے تمہیں کچھ کہنا ہے؟ ملزم بولا: ''جناب! میں ایسے پانچ سو آدمی پیش کر سکتا ہوں جنہوں نے مجھے چوری کرتے ہوئے نہیں دیکھا.........!'' پس جب ڈھٹائی کا یہ عالم ہو جائے تو کہاں کے کلیئے قانون، کونسی رائے عامہ اور کیسی شرم و تہذیب.........؟ یہ تو وہی بات ہوئی کہ ایک دیہاتی شہر سے واپسی پر اپنے کسی دوست کو شہر کا حال احوال سناتے ہوئے کہنے لگا جب میں بازار میں حلوائی کی دوکان کے سامنے جلیبیاں خریدنے پہنچا تو اچانک میری دھوتی نیچے گر گئی۔ دوست پریشان ہو کر پوچھنے لگا پھر کیا ہوا؟ دیہاتی بولا: ''ہونا کیا تھا لوگ مجھے دیکھ کر شرمندہ ہو گئے!'' سچ تو یہ ہے کہ عامتہ الناس بالعموم اور تیسری دنیا کے ممالک کی رعایا کے مقدر میں بالخصوص، صرف شرمندگیاں ہی شرمندگیاں ہیں۔ ماسوائے صدرانِ حکومت، وزرائے اعظموں، وزیروں، مشیروں اور ممبران اسمبلی وغیرہ کے، جن کے متعلق عوامی شاعر حبیب جالبؔ نے نواز شریفؔ اور بینظیرؔ جیسی حکومتوں کے کارہائے نمایاں دیکھ کر ایک دفعہ کہا تھا ؎

وہی حالات ہیں فقیروں کے - دن پھرے ہیں فقط وزیروں کے
ہر ''بلاولؔ'' ہے دیس کا، مقروض - پاؤں ننگے ہیں ''بےنظیروںؔ'' کے

عوام الناس کے جوتوں تک سے محروم ہو جانے کے ذکر پر سوچوں کا پنچھی نہ جانے کیوں بار بار سر زمینِ عراق کا رخ کرنے لگتا ہے۔ جہاں آجکل اہلِ عراق کے پاؤں پر 'ڈیموکریسی' اور 'فریڈم' نام کے جوتے چودھراہٹ کے زور پر چڑھانے کیلئے میزائیلوں کی دھما چوکڑی کا انوکھا سرکس جاری ہے۔ اس سارے کھیل تماشے (جسمیں B-52 بمبار اور F-16 جیسے دیوہیکل 'ہاتھی اور بھالو' بموں کی بارش کے کرتب دکھا رہے ہیں) کو جہاں بی جمالو یو این او کی قرارداد پر عملدرآمد کا نام دیا جا رہا ہے۔ وہاں اسکے جواز میں ایک دور کی کوڑی یہ بھی لائی گئی ہے کہ بڑے چوہدری صاحب کی ''حویلی'' کو عراق سے (جو اس حویلی سے تقریباً سات ہزار میل کے فاصلے پر واقع ہے) سے براہِ راست شدید خطرہ ہے۔ یہ اُسی قسم کا ''خطرہ'' ہے جو ایک بڑھیا کو بھی لاحق ہوا تھا۔ ایک بڑھیا ریلوے اسٹیشن پر آئی اور ٹرین کے گارڈ سے بولی: ''کیوں بیٹا! اس گاڑی کی ٹکر تو نہیں ہو گی؟'' گارڈ مسکرا کر بولا: ''اماں! آپ اتنا کیوں ڈر رہی ہیں؟'' بڑھیا بولی: ''بیٹا! میرے پاس کچھ انڈے ہیں ڈر رہی ہوں کہ اگر گاڑی کی ٹکر ہو گئی تو یہ سب ٹوٹ جائیں گے ---'' بڑھیا اور بڑے چوہدری کے خطروں میں فرق صرف اتنا ہے کہ بڑی بی کے خطرے میں معصومیت تھی جبکہ بڑے چوہدری کے خطرے میں شاطریت ہے۔ جی ہاں، ایسی ''شاطریت'' جو مکر و دجل کے خوشنما پیرہن سے آراستہ ہو کر فنِ زمانہ فریب نظری کے سب سے بڑے واچھوتے شاہکار ''ماس ڈسٹرکشن'' نامی ڈرامے میں اپنی تمام تر دجالی فنکاریوں و فتنہ سامانیوں کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ اس منظر نامہ کی عکاسی کرتی ہوئی جناب ثاقب زیروی مرحوم کی ایک منظوم التجاء رہ رہ کر یاد آ رہی ہے ؎

اپنے بندوں پہ بھی اہتمامِ کرم کر یا رب
''رحمتیں ہیں تری اغیار کے کاشانوں پر''
کہیں افغانوں کا خوں ہے کہیں عربوں پہ عتاب
''برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر''

مصلح موعود ٹورنامنٹ ۲۰۰۳ء

(رپورٹ: حامد لطیف بھٹی۔قائد عمومی)

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مجلس انصار اللہ کینیڈا کا پہلا دو روزہ مصلح موعود ٹورنامنٹ مؤرخہ 22اور 23فروری کو اپنی شاندار اعلیٰ روایات کے ساتھ کنگ سٹی سیکنڈری سکول کنگ روڈ جو کہ مسجد بیت الاسلام کے شمال میں تقریباً پانچ کلو میٹر پر واقع ہے میں منعقد ہوا۔اس سال کے ٹورنامنٹ کی خاص بات یہ تھی کہ کافی سالوں کے بعد یہ ٹورنامنٹ مسلسل دو دن تک باوجود سخت سردی اور خراب موسم، احباب کی دلچسپی کا باعث بنا رہا۔ اس ٹورنامنٹ کی تیاری کیلئے جنوری 2003ء کو نیشنل مجلس عاملہ کی میٹنگ زیر صدارت صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا ملک کلیم احمد صاحب بلائی گئی۔ قائدین اور ان کے سپرد کاموں کی تفصیل مختلف شعبہ جات کے تحت مفصل بیان کی گئیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔رابطہ، معلومات، سٹیج سیٹ اپ، آرائش، رجسٹریشن، رپورٹ، کھانا تیاری اور تقسیم، ٹرانسپورٹ اور استقبال، ابتدائی طبی امداد، سمعی وبصری، نماز کے لئے چادروں کا انتظام، تیاری اور تقسیم انعامات۔ٹورنامنٹ میں مندرجہ ذیل کھیلوں کا انتظام کیا گیا تھا:۔

والی بال، والی بال شوٹنگ، بیڈمنٹن (سنگل اور ڈبل) ٹیبل ٹینس (سنگل اور ڈبل)، رنگ (سنگل اور ڈبل) کلائی پکڑنا (صف اول اور دوم)، باسکٹ بال فری تھرو (ایک نئی اور دلچسپ گیم جس میں تقریباً سب لوگ شامل ہوئے کیونکہ اسمیں ہر ایک کیلئے حصہ لینا ممکن تھا)۔

22فروری بروز ہفتہ پروگرام کا آغاز نو بجے رجسٹریشن اور ناشتے سے ہوا۔بعد ازاں پروگرام کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز زیر صدارت مکرم ملک لعل خان صاحب نائب امیر دوم تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مجید احمد طارق صاحب آف ویسٹن نارتھ نے کی اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔تلاوت کے بعد انصار اللہ کا عہد دہرایا گیا۔ عہد کے بعد میاں محمد نعیم صاحب نے مصلح موعودؓ کے منظوم پاکیزہ کلام سے چند اشعار پیش کئے جس کا انگریزی ترجمہ مکرم رفیق احمد قمر صاحب نے پیش کیا۔اس کے بعد مکرم ملک لعل خان صاحب نے کھیلوں کے مقاصد اور فوائد اسلامی نقطہ نظر سے افتتاحی تقریر میں بیان فرمائے۔آخر میں صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا مکرم ملک کلیم احمد خان صاحب نے آج کے ٹورنامنٹ اور کھیلوں کے بارے میں احباب کو مجوزہ پروگرام کی تفصیل بتائی اور سب احباب سے درخواست کی کہ کھیلوں کے ریفریز کے فیصلوں کو بخوشی قبول کریں اور مجلس کی اعلیٰ روایات کو ہمیشہ مدِ نظر رکھیں

پروگرام کے مطابق کھیلیں ڈیڑھ بجے تک جاری رہیں اور اس کے بعد احباب کو دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔کھانے کے بعد ظہر اور عصر کی نمازیں مکرم خلیفہ عبد العزیز صاحب امیر اول کی امامت میں ادا کی گئیں۔نمازوں کے بعد کھیلیں دوبارہ شروع ہوئیں جن میں احباب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔اور آج کا پروگرام شام چھ بجے تک جاری رہا

پہلے روز کے اختتام پر دوستوں نے جانے کی تیاری اور سکول کی صفائی وقت مقررہ پر کر کے سکول انتظامیہ کو دکھائی۔

23فروری بروز اتوار ٹورنامنٹ کا آغاز شدید برف باری کی وجہ سے تاخیر سے شروع ہوا۔کھیلوں سے دلچسپی رکھنے والے احباب جوق در جوق جمع ہونا شروع ہوئے اور اس طرح سیمی اور فائنل کے مقابلہ جات شروع ہوئے۔خاص طور پر والی بال کے مقابلہ کے دوران حاضرین اور کھلاڑیوں کا جوش وخروش دیکھنے کے لائق تھا۔زبردست مقابلے کے بعد والی بال کا فائنل مجلس پیس ویلج نے جیت لیا،اور اس طرح مجلس ویسٹن ساؤتھ دوسرے اور مجلس وان تیسرے نمبر پر رہیں۔باقی مقابلہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

کھیلیں	پوزیشن	کھلاڑی	مجلس
بیڈمنٹن	اول	طارق ملک	ٹورانٹو ایسٹ
	دوم	رضوان ہارون	ویسٹن نارتھ
	سوم	ندیم ملک	ویسٹن ساؤتھ
بیڈمنٹن ڈبل	اول	اصغر احمد، ندیم ملک	ویسٹن ساؤتھ
	دوم	طارق ملک، مرزا محمد افضل	ٹورنٹو ایسٹ، مسی ساگا
باسکٹ بال	اول	محمود ناصر	ویسٹن ساؤتھ
(فری تھرو)	دوم	ملک کلیم احمد	رچمنڈ ہل
	سوم	طاہر احمد	ویسٹن نارتھ
کلائی پکڑنا	اول	جمال احمد ناصر	پیس ویلج
(صف دوم)	دوم	ناصر احمد	وان
	سوم	بشیر احمد	پیس ویلج
کلائی پکڑنا	اول	محمد اقبال کاہلوں	ویسٹن ساؤتھ
(صف اول)	دوم	شیخ محمود	ویسٹن ساؤتھ
	سوم	بشیر احمد ملک	ویسٹن ساؤتھ
ٹیبل ٹینس	اول	ہارون رضوان، منیر فضلانی	ویسٹن نارتھ
(ڈبل)	دوم	ناصر احمد، بشیر ملک	وان، ویسٹن ساؤتھ
ٹیبل ٹینس	اول	محمد اصغر	ویسٹن ساؤتھ
(سنگل)	دوم	رضوان ہارون	ویسٹن نارتھ
	سوم	ملک شمیم احمد	پیس ویلج
ہاٹ پوٹیٹو	اول	محمد اقبال کاہلوں	ویسٹن ساؤتھ
(Hot Potato)	دوم	منیر احمد	پیس ویلج

رنگ (ڈبل)	اول	نصر اللہ خان، خرم عزیز	مسی ساگا
	دوم	ملک کلیم احمد، طاہر احمد	رچمنڈ ہل، ویسٹن نارتھ
رنگ (سنگل)	اول	نصر اللہ خان	مسی ساگا
	دوم	شاہد منیر سید	پیس ویلیج
حاضری	اول		ویسٹن ساؤتھ
	دوم		پیس ویلیج

خصوصی انعامات: معمر ناصر مکرم محمد شریف صاحب ویسٹن ساؤتھ

علاوہ ازیں مکرم شیخ خورشید احمد، مکرم صالح محمد منگلا، مکرم راجہ نعیم احمد اور مکرم محمد احمد چغتائی کو خصوصی تعاون کرنے پر انعامات پیش کئے گئے۔

مندرجہ ذیل احباب نے کھیلوں کا انعقاد کروانے میں خاص طور پر تعاون کیا۔ مکرم طارق ملک، مکرم خالد قریشی (بیڈمنٹن) مکرم محمد احمد بشیر، مکرم عبدالعزیز (والی بال) مکرم طاہر احمد، مکرم محمد احمد شاہ (کلائی پکڑنا) مکرم نثار احمد، مکرم نوید ہاشمی (باسکٹ بال) مکرم طارق محمود، مکرم ناصر چٹھہ (ٹیبل ٹینس)۔

ان مقابلہ جات کے اختتام پر احباب کی خدمت میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا اور کھانیکے بعد مکرم مرزا محمد افضل صاحب مربی سلسلہنے نماز ظہر وعصر پڑھائیں۔ نماز کے معاً بعد ٹورنامنٹ کا اختتامی اجلاس زیر صدارت مکرم ملک لال خان صاحب تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا،

جو مکرم منیر احمد نے مع اردو ترجمہ پیش کی، اور اس کا انگریزی ترجمہ مکرم شفقت محمود صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں مکرم مرزا محمد افضل صاحب نے ٹورنامنٹ مصلح موعودؓ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد صدرِ مجلس مکرم ملک کلیم احمد صاحب نے موسم کی خرابی کے باوجود بھرپور تعاون کرنے پر اپنی اور مجلس عاملہ کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔ مکرم ملک لعل خاں صاحب نے اختتامی خطاب کے بعد جیتنے والوں میں انعامات تقسیم فرمائے۔ اس طرح اختتامی دعا اور عہد انصاراللہ کے ساتھ یہ عظیم الشان اور بابرکت ٹورنامنٹ اپنے اختتام کو پہنچا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

حُسنِ کارکردگی بسلسلہ

"دعوت الی اللہ"

خداتعالیٰ کے فضل سے دعوت الی اللہ میں مجالس بھرپور عزم کا ارادہ رکھتی ہیں۔ اس تحریک میں داعیان الی اللہ کی بھرپور شرکت ہی مجالس کو دعوت الی اللہ کے میدان میں کامیاب وکامران کرسکتی ہے۔ جس کیلئے تمام انصار بھائیوں سے گزارش ہے کہ اپنی مجلس کے جملہ پروگراموم برائے دعوت الی اللہ میں ضرور شریک ہوں۔ اب تک مندرجہ ذیل مجالس کو دعوت الی اللہ کے مختلف پروگرام کرنے کی توفیق ملی ہے۔

۱-- ویسٹن ساؤتھ: تبلیغی سٹال اور تقسیم لٹریچر

داعیان کا ریفریشر کورس جسمیں ڈاکٹر سلیم الرحمان صاحب، مکرم فرحان کھوکھر صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ اور مکرم عبدالحلیم طیب صاحب، نیشنل قائد تبلیغ انصاراللہ نے شمولیت کی۔ باقاعدگی سے ہرماہ مجلس سوال وجواب کا انعقاد ہوتا ہے۔ اور داعیان سے رابطہ کے علاوہ مکرم محمد حنیف قمر صاحب اپنے زعیم صاحب کے تعاون سے دعوت الی اللہ میں خوب خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ مجلس پھل حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہوچکی ہے۔

۲-- پیس ویلیج: کامیاب مجالس سوال و جواب کے ماہانہ پروگرام کا انعقاد، جس میں مکرم خالد محمود صاحب صدر جماعت کا بھرپور تعاون حاصل ہے۔ دعوت الی اللہ کے میدان میں اس مجلس نے بڑے عزم کے ساتھ آگے بڑھنے کا تہیہ کیا ہوا ہے۔

۳-- ۔ ویسٹن نارتھ: ویسٹن نارتھ نے ویسٹن ساؤتھ اور سنٹرل ٹورنٹو کے تعاون سے ریجن کی سطح پر مجلس سوال وجواب کا پروگرام ترتیب دیا۔ اس میں اڑتالیس (۴۸) مہمان شریک ہوئے۔ اب تک اس مجلس کو بھی پھل حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی ہے۔ یہ مجلس بھی تبلیغی سٹال لگانے میں مستعد ہے۔ تبلیغی وفود دعوت الی اللہ کی غرض سے بنائے گئے ہیں۔

۴-- نارتھ یارک: تقسیم لٹریچر کی توفیق ملی اور دو سو (۲۰۰) کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

۵-- سنٹرل ٹورنٹو: مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب زعیم حلقہ دعوت الی اللہ کے مجاہدے میں بڑے سرگرم رکن ہیں۔ تقسیم لٹریچر میں خوب خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ سوال وجواب کا بھی انعقاد کیا گیا۔ صدر صاحب انصاراللہ اور نیشنل قائد تبلیغ مجلس انصاراللہ نے بھی شرکت کی۔

۶-- مسی ساگا: مجلس سوال وجواب کا انعقاد۔ چند غیر از جماعت مہمانوں کی شرکت۔ ریجن کی سطح پر عہدیداران کا ریفریشر کورس۔ نیشنل سیکرٹری تبلیغ مکرم فرحان کھوکھر صاحب و مکرم رفیق احمد قمر صاحب ریجنل قائد وقائد تربیت اور مکرم عبدالحلیم طیب صاحب قائد تبلیغ و ریجنل قائد کا حاضرین سے خطاب۔ خراب موسم کے باوجود پچپن (۵۵) انصار کی شمولیت۔

۷-- ہملٹن: سوال وجواب کا انعقاد۔ تقسیم لٹریچر میں خاصی پیش رفت۔

کارکردگی مجالس انصار اللہ کینیڈا

رپورٹ: حامد لطیف بھٹی (قائد عمومی)

الحمد للہ یہ خبر ممبرانِ انصار اللہ کے لئے باعث مسرت ہے کہ محض اسی کے فضل سے بیت الانصار (مجلس انصار اللہ کینیڈا کا ہیڈ آفس) کی پوری ادائیگی کر دی گئی ہے اور اس مد میں کسی قسم کا کوئی بقایا واجب الادا نہیں ہے۔ خاکسار، محترم صدر صاحب اور نیشنل مجلس عاملہ کی طرف سے ان تمام انصار بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے اس قرض کو اتارنے میں بے بہا مالی قربانی پیش فرمائی۔ ہم سب دعا گو ہیں کہ خدا وند کریم ان کے اموال میں مزید برکت دے اور **فاستبقوالخیرات** کے قرآنی ارشاد پر ہمیشہ قدم مارنے کی توفیق بخشے۔ آمین

گذشتہ سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت وان کی تجنید بڑھ جانے کے باعث چار نئی مجالس (نیو مارکیٹ، رچمنڈ ہل، وان اور پیس ویلج) کا قیام عمل میں آیا۔ اس طرح کینیڈا بھر میں مجالس کی کل تعداد بفضل اللہ تعالیٰ 33 ہوگئی ہے۔ جن مجالس کے زعماء اپنی مجلس سے دوسری مجالس میں منتقل ہوئے تو ان مجالس میں نئے زعماء کا انتخاب کرایا گیا۔ ان تمام انتخابات میں مرکز کی طرف سے مختلف قائدین اور مکرم صدر صاحب نے نیشنل مجلس عاملہ کی نمائندگی کی اور ان انتخابات کو اپنی نگرانی میں سرانجام دیا۔

عرصہ زیر رپورٹ میں مندرجہ ذیل مجالس نے بفضل اللہ تعالیٰ اپنا بجٹ نہ صرف پورا کیا ہے بلکہ ان میں سے بعض مجالس نے سو فی صد سے بھی زیادہ ادائیگی کر دی ہے۔ کیلگری، کارنوال، درہم۔ ایڈمنٹن، نیو فاؤنڈ لینڈ، پیس ویلج، سینٹ کیتھرین، وینکوور، وان، وینی پیگ اور ویسٹن ساؤتھ --- مندرجہ ذیل مجالس نے اپنے بجٹ کا 80 فیصد سے زائد ادا کیا ہے: نیو مارکیٹ، سیسکاٹون، اور ویسٹن نارتھ۔

مجموعی کارکردگی میں مجالس کی کارکردگی درج ذیل ہے۔ ان مجالس نے شعبۂ تبلیغ، مال، اشاعت، ایثار اور عمومی شعبہ میں اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی میں برکت دے اور دیگر مجالس کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے

اول: ویسٹن ساؤتھ۔ دوم: پیس ویلج ۔ سوم: وینکوور اور ویسٹن نارتھ

لوکل اجتماعات

عرصہ زیر رپورٹ میں مندرجہ ذیل اجتماعات منعقد ہوئے:

ویسٹرن ریجن (وینکوور، کیلگری اور ایڈمنٹن)

ایسٹرن ریجن (اٹوا، کارنوال اور مانٹریال)

مجالس ٹورانٹو اور گرد ونواح (بریمپٹن، ہیملٹن، مالٹن، مسی ساگا، پیس ویلج، رچمنڈ ہل، سکاربرو، سینٹرل ٹورنٹو، ٹورنٹو ایسٹ، وان ویسٹن نارتھ اور ویسٹن ساؤتھ)۔

ان تمام اجتماعات میں انصار بھائیوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ امید ہے کہ یہ ذوق وشوق امسال اور زیادہ ترقی کرے گا۔

مرکزی اجتماع۔ مرکزی اجتماع مسجد بیت الاسلام میں اپنی شاندار روایات کے ساتھ ستمبر 2002ء میں منعقد ہوا۔ کینیڈا کے کونے کونے سے چار صد سے زائد انصار بھائیوں نے شرکت کی۔ اجتماع سے ایک روز قبل مجلس شوریٰ کا انعقاد بھی ہوا۔ تفصیلی رپورٹ گذشتہ شمارے میں شائع ہو چکی ہے۔

اعلانات

شرح چندہ جات مجلس انصار اللہ

چندہ مجلس، ماہانہ انکم کا ایک فیصد ادا کرنا ہوتا ہے۔

چندہ اجتماع، ماہانہ انکم کا ڈیڑھ فیصد سال میں ایک بار ادا کرنا ہوتا ہے۔

چندہ اشاعت، 2 ڈالر سال میں ایک بار ادا کرنا ہوتا ہے۔

انصار اللہ سپورٹس ڈے

انشاء اللہ تعالیٰ مجلس انصار اللہ کا سالانہ سپورٹس ڈے امسال بھی بروز اتوار 25 مئی کو راؤن ٹری پارک (Finch/Islington انٹرسیکشن) میں صبح دس بجے سے شام چھ بجے تک منعقد ہوگا۔ تمام جی ٹی اے اور گرد ونواح کی مجالس کے انصار بھائیوں سے شمولیت کی درخواست ہے۔

اعلان برائے امتحان سہ ماہی دوم جون ۲۰۰۳ء

تمام انصار بھائیوں سے عاجزانہ درخواست ہے کہ اس امتحان میں ضرور شرکت کریں کیونکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۸۰ سے زائد کتب اور ان گنت اشتہارات شائع فرمائے۔ ان تمام تحریرات میں حضور نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو ہر زاویۂ نگاہ سے تفصیلاً بیان فرمایا ہے۔ اور حضور نے جماعت کے تمام اراکین کو تاکیدی نصیحت فرمائی ہے کہ جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین مرتبہ نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔ حضور کی اس نصیحت کی روشنی میں افرادِ جماعت پر یہ لازم ہو جاتا ہے کہ حضور کی تحریرات کا مطالعہ کریں اور یہ امتحان حضور کے فرمان پر عملدر آمد کا حصہ ہے۔

امتحان کا نصاب مندرجہ ذیل ہے:

(۱) قرآنِ کریم ۔ نصف پارہ دوم البقرہ (آیت ۸۴ تا ۱۴۲)

(۲) ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' (صرف پہلے دو سوالات)

(۳) کتابچہ: ''ذکرِ الٰہی'' (تقریر حضرت مصلح موعودؓ)

خاکسار امید اور دعا کرتا ہے کہ تمام انصار بھائی اس امتحان میں شرکت فرمائینگے۔

(**خاکسار** محمد عبدالماجد صدیقی، قائد تعلیم)

GM

GATEWAY

CHEVROLET • GEO • OLDSMOBILE

GM

2 GATEWAY BOULEVARD, BRAMPTON, ONTARIO L6T 4A7

NEW & USED CARS, TRUCKS AND VANS

- Redeem Your GM Visa Points
- Recent Grads Save $1000 Discount
- 0% Financing & Lease Rates
- Sales & leasing Financing Available
- Huge Selection - 2 Doors & 4 Doors
- Huge selection of Pickup Trucks & Vans
- Many Factory Incentives
- Large selection of Pre-owned Vehicles
- Large Service Dept. And Body Shop
- Come For the Best Selection

0% FINANCING AVAILABLE

THANK YOU FOR ALL YOUR CONTINUES SUPPORT

TOP VALUE FOR ALL TRADES

Mubariz Warraich
TEL: (905) 791-7111- ext 201
E-mail: mubarizw@hotmail.com

BONUS With The Delivery Of Every New Or Used Vehicle Receive: **400 Liters Of Gas! OR 1 Year Free Oil Change!**

2003 Cavalier Starting Price
$12,789 (cash)
or Leasing from $198 /mo with 0$ down

2003 Venture Starting Price
$22,698 (cash)
or Leasing from $311 /mo with 0$ down

”گھر سے تو کچھ نہ لائے !“ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

MY MOTIVE IS TO WIN YOUR TRUST

- BUYING OR SELLING IS NOT A BIG DEAL.

MUHAMMAD KHALIL

Sales Representative

By the grace of Almighty Allah I want to express my gratitude to my community, who enabled me to achieve the following:

Top Sales Representative by office	**1999 & 2002**
Ontario Emerald Award	**1999, 2001 & 2002**
Platinum Club Member Award	**1999 & 2000**
President Club Award	**2001 & 2002**

HomeLife/Superstars
Real Estate Limited
Member Broker

23 Westmore Drive, Unite 102
Rexdale, Ontario M9V 3Y7

HOME LIFE

Bus: (416) 740-4000 (24 hour pager)
Fax: (416) 740-8314
Res: (905) 303-9339
Cell: (416) 230-4140
e-mail: mkhalil@trebnet.com

Residential & Commercial

NATIONAL AMILA 2003

Designation	Name	Designation	Name
Sadr Majlis	Malik Kaleem Ahmad	*Qa'id Tehrikat*	Nazeef Ahmad Chaudhary
Na'ib Sadr Saf-e-Awwal	Chaudhary Shafqat Mahmood	*Qa'id Isha'at*	Mohammad Zubair Mangla
Na'ib Sadr Saf-e-Do'm	Mirza Hameed Ahmad	*Add.Qa'id Isha'at*	Dr.Sajid Ahmad
Qa'id Umumi	Hamid Latif Bhatti	*Add Qa'id Isha'at*	Nasir Ahmad Vance
Regional Qa'id (Western Canada)	Chaudhary Abdul Bari	*Qa'id Tajneed*	Mahmood Ahmad Bashir
Qa'id Tabligh Regional Qa'id	Abdul Haleem Tayyab	*Auditor*	Malik Shamim Ahmad
Qa'id Ta'lim	Muhammad Abdul Majid Siddiqi Siddique	Add. Qa'id Isaar (Ziafat)	Mian Mohammad Naeem
Qa'id Tarbiyat Regional Qa;id	Shaikh Rafiq Qamar		
Qa'id Isaar	Mian Mohammad Saleem	*Rukn-e-Khusoosi*	Col. Dildar Ahmad
Qa'id Mal	Malik Mohammad Arshad	*Rukn-e-Khusoosi*	Muhammad Ahmad Shah
Add.Qa'id Mal	Syed Munir Ahmad	*Rukn-e-Khusoosi*	Mahmood Ahmad Rajput
Qa'id Sehat-e-Jismani	Mubariz Warraich	*Rukn-e-Khusoosi*	Chaudhary Mohammad Aslam

dimensions in the first place, and not wholesome number like thirteen or nineteen? Were all the eleven dimensions on par with each other at the beginning of time? Why have the seven curled in upon themselves, while the other four have not?

At present, we make this plausible by postulating a self-consistency principle. We invent a field of force designed to guarantee this configuration dynamical system which can exist. But there will be a price to pay, there will be subtle physical consequences of this hypothesis, for example, in the form of remnants, like the three-degree radiation which we believe was a remnant of the recombination era following on the Big Bang. We shall search for these remnants. If we do not find them, we shall abandon the idea.

Creation from nothing, an anthropic universe, extra dimensions, strange topics for late twentieth century physics, which appear no different from the metaphysical preoccupations of earlier times. But so far as Science is concerned, mark the provisional nature of the conceptual edifice, the insistence on empirical verification at each stage and the concept of driving self-consistence.

Let me conclude with two thoughts. One is regarding the urge to know. As I mentioned before, the Holy Quran and the teaching of the Holy Prophet emphasize the creating and acquiring of knowledge as bounded duties of believer "from cradle to the grave."

I spoke of Al Biruni who flourished at Ghazna in Southern Afghanistan one thousand years ago. The story is told of his death by a contemporary who says:

"I heard, al Biruni was dying. I hurried to his house for a last look. One could see that he would not survive long. When they told him of my coming, he opened his eyes and said: Are you so and so? I said, Yes. He said: I am told you know the resolution of a knotty problem in the laws of inheritance of our religion. And he alluded to a well-known puzzle.

I said: Abu Raihan, At this time? and Al Biruni replied: Don't you think it is better that I should die knowing rather than ignorant?

With sorrow in my heart, I told him what I knew. Taking my leave, I had not yet crossed the portals of his house when the cry arose from inside: Al Biruni is dead."

As my last thought, I would like to quote again the Holy Quran. A Book, the very sound of which, in the word of Marmaduke Pickthall "move men to tears and ecstasy."

More than anything else I know of, it speaks of the eternal wonder I have personally experienced in my own Science.

binding on a cosmic scale however stops short of reaching this lowest state. In principle, Big Bang nucleo-synthesis could have yielded a world of iron. In fact, we hardly go past helium in the table of nuclei. Why? Because tin number of relativistic particles per unit volume created was not high enough." Equilibrium ceased before nuclear evolution reached its lowest state. Did this happen because iron is hardly an appropriate element to promote life?

Next, we come to a second chapter of organization of matter. The first chapter from the Big Bang to the birth of the first stars is a chapter of global organization following the decline of cosmic temperature. The second chapter witnesses the rise of complexity in a local scale around the multitude of stars, with their hot interiors and warm surroundings.

The stars formed according to standard cosmological laws: they exploded whenever they were larger than a certain size. This time, however, heavy nuclei were formed generating ices NH_3, CO_2, H_2O, complex molecules, and grains of dust of iron-magnesium silicate. And around a later generation of stars, these grains and ices gave birth to planets with atmospheres and oceans into which chemical evolution pursued its course.

Is the future of the Universe and in particular the course of events leading to this organization implicitly written down in the laws of physics from the very beginning? It appears NOT. The chemist and the biologist tell us that the Physical processes have not always been in equilibrium.

We have a large number of energetically equivalent states, and it is between these states that the game of organization takes place, largely through the effect of chance. Chance presumably guided and driven by the biologists' principle of "need for survival."

However, the biochemist and biologist may understand the role of chance in the evolution of the Universe, the equilibrium, physicist tries to understand the coincidences, which I mentioned, in terms of the twin principles of Self-Consistency and Naturalness. This, I will illustrate through a third example, something I am currently working on myself.

As an extension of the recent excitement in Physics, that is, our success in unifying an establishing the identity of two of the fundamental forces of Nature, the electric and the weak nuclear, we are now considering the possibility that space-nine may have 11 dimensions.

Within this context we hope to unify the electroweak force with the remaining two basic forces, the force of gravity and the strong nuclear force. Of the 11 dimensions which we have postulated, four are the familiar dimensions of space and time. The other seven dimensions are supposed to correspond to a hidden internal manifold. Hidden because these seven dimensions are assumed to have curled in upon themselves to fantastically tiny dimensions of the order of 10^{-33} cms.

We live on the surface of a cylinder in the 11 dimensional space: our major source of sensory apprehension of these extra dimensions being the existence of familiar charges, electric and nuclear, which in their turn produce the familiar electronic and nuclear forces. Exciting idea, which may or may not work qualitatively, but one question already arises: Why the difference between the four familiar space-time dimensions and the seven internal ones? And why eleven

not asked to believe in something you know is palpable wrong. Add to this the third premise: in the whole of Islamic history there has never been an incident like that of Galileo.

Persecution, denunciation, excommunication *(takfeer),* even today, over doctrinal differences, but never, to my knowledge, for scientific beliefs. And paradoxically, the first Inquisition *(Minha)* in Islam came to be instituted not by the orthodox theologians, but by the so called rationalist, the Mo'tazila theologians who prided themselves on the use of reason. The saintly Ahmad ibn Hanbal was one of those subjected to their fury.

Is the Science of today really on a collision course with metaphysical thinking? Again, the problem, if any, is not peculiar to Islam, the problem is one of Science and Faith at least, can they live together in "harmonious" complimentarily? Let us consider some relevant examples of modem scientific thinking.

My first example concerns the metaphysical doctrine of the creation from nothing. Today a growing number of cosmologists believe that the most likely value for the density of matter and energy in the Universe is such that the mass of the Universe adds up to zero, precisely. The mass of the universe is defined as the sum of the masses and energies of the electrons, the protons, photons and neutrinos, which constitute the Universe minus an expression for their mutual gravitational energies. If the mass of the Universe is indeed zero and this is an empirically determinable quantity, the Universe shares with the vacuum state the property of masslessness.

A bold extrapolation made ten years back then treats the Universe as a quantum fluctuation of the vacuum of the state of nothingness. What distinguishes physics from metaphysics, however, is that by measuring the density of matter in the Universe we shall know empirically whether the idea can be sustained in the physicist's sense. If it cannot be, we shall discard it.

My second example is the Principle of the anthropic Universe. The assertion by some cosmologists that one way to understand the processes of cosmology, geology, biochemistry and biology is to assume that our Universe was conceived in a potential condition and with physical laws, which possess all the necessary ingredients for the emergence of life and intelligent beings.

"Basically this potentiality relies on a complex relationship between the expansion and cooling of the Universe, after the Big Bang, on the behaviour of the free energy of matter, and on the intervention of change at various levels," as well as on a number of coincidences which, for example, have permitted the Universe to survive a few billion years.

Consider some of the elements of this story told by Carr, Rees and Reeves. The Universe started with a Big Bang; as it expanded and thereby cooled, quarks bound themselves through the well-known physical forces into nucleons, these with electrons into atoms, and the atoms into galaxies and stars. It is of interest to note that stars can form only if they can emit light and heat and emission of light and heat can take place only in a cold Universe.

This is guaranteed by the expansion itself. If the Universe was to stop expanding, all structure including living structures would be dismantled. If the night were not dark, there would be no one to notice it.

Now, normally, nuclear binding should proceed by reaching for the lowest possible stable state. "Nuclear

Contribution of Muslim Scientists

By

Professor Dr Abdus Salam

Muslim Scientist Of The Century

(1926-1996)

Dr Abdus Salam was invited to deliver an address to a meeting in the UNESCO House, Paris, on April 27, 1984. The speech principally elucidates Dr Salam's thoughts on the contribution of Muslim scientists in the field of science and concordance between faith and science.

"Let me say at the outset that I am both a believer as well as a practicing Muslim. I am Muslim because I believe in the spiritual message of the Holy Quran. As a scientist, the Quran speaks to me in that it emphasizes reflection on Laws of Nature, with examples drawn from cosmology, physics, biology and medicine, as signs for all men.

Thus, "Do they not then look at the camel, how it is created? And at the heaven, how it is raised high? And at the mountains, how they are set up? And at the earth, how it is spread out?" (Holy Quran, 88:18-21)

The Quran emphasizes the superiority of the "*alim*," the man possessor of knowledge and insight asking: How can those, not possessing these attributes, ever be the equals of those who do? Seven hundred and fifty verses of the Quran (almost one eighths of the Book) exhort believers to study Nature, to reflect, to make the best use of reason in their search for the ultimate and to make the acquiring of knowledge and scientific comprehension part of the community's life.

The Holy Prophet of Islam (peace be on him) emphasized the quest for knowledge and sciences is obligatory upon every Muslim man and woman. He said men of knowledge are the (true) inheritors of the Prophets.

He enjoined his followers to seek for knowledge even if they had to travel to far Cathay in its search. In the context of China, clearly he had scientific rather than religious knowledge in mind, as well as an emphasis on the internationalism of the scientific quest. His constant prayer was: ***"O my Sustainer, grant me knowledge of the ultimate reality of things".***

This is the first premise on scientific knowledge with which any fundamentalist thinking in Islam must begin. Add to this the second premise reinforced by Maurice Bucaille in his perceptive essay on ***"Bible, Quran and Science."***

There is not a single verse in the Quran where natural phenomena are described and which contradicts what we know for certain from our discoveries in Sciences. Reading the Book you are

and mind is adult, but whose emotional development is that of a child can wreak havoc in the lives of others as well as himself.

SYMPTOMS OF EMOTIONAL IMMATURITY

Volatile Emotions: Emotional volatility is indicated by such things as explosive behaviour, temper tantrums, low frustration tolerance, responses out of proportion to cause, oversensitivity, inability to take criticism, unreasonable jealousy, unwillingness to forgive, and fluctuation of moods.

Over-Dependence: Healthy human development proceeds from dependence (I need you), to independence (I don't need anyone), to interdependence (we need each other).

Stimulation Hunger: This includes demanding immediate attention or gratification and being unable to wait for anything.

Egocentricity: Egocentricity is self-centeredness. It's major manifestation is selfishness. It is associated with low self-esteem.

CHARACTERISTICS OF EMOTIONAL MATURITY

Ability to Give and Receive Love

Ability to Face Reality and Deal with it

Balance in Giving and Receiving

Capacity to Relate Positively

Ability to Learn from mistakes

Ability to Accept Frustration

Ability to Handle Hostility Constructively

Relative Freedom from Tension Symptoms

TO GROW MORE EMOTIONALLY MATURE:
Work on self-understanding and self-acceptance. Seek insight by asking significant others to provide candid feedback about your behaviour. Then be objective---see yourself as others see you.

Practice unselfish behaviour. Actually experiment with it and notice how it feels and how others react to you. Compare the difference with how others react to your selfishness. You'll prefer unselfishness.

Do not dominate others. Cooperate with others and seek "win-win" solutions to conflicts. Avoid people and situations which bring out the worst in you.

Finally, Search for a meaning in life which is bigger than you. It should provide goals for you to strive for. The ultimate test of your sense of meaning of life is this: does it enhance and enrich, not only your life, but the lives of others? If it does, you'll find a rich satisfaction, available only to the emotionally mature.

Are You Growing Up Or Just Getting Older?

A veteran school teacher was certain he would get the upcoming promotion to Vice-Principal since he had greater seniority than the other teachers. When the appointment went to a teacher with less experience he was outraged.

"How can you do this to me. I've been teaching school for twenty years" he lamented to the School Board Chairman.

With gentle wisdom he responded, "Dear, you haven't been teaching twenty years. You've taught one year twenty times."

Does your maturity match your chronological age? Do you grow a little wiser, a little more mature each year of your life? Or have you just lived one year that many times? To find out if you're growing up or just getting older consider the following measurements of age.

MEASUREMENTS OF AGE

Chronological Age: Chronological age is a measurement of the time a person has lived - his or her age in years.

Physiological Age: Physiological age refers to the degree to which systems of the body have developed relative to chronological age.

Intellectual Age: Intellectual age refers to whether a person's intelligence is below, above, or equal to his/her chronological age.

Social Age: Social age compares social development with chronological age. It asks the question; "Does this person relate as well socially as he should for his age?"

Emotional Age: Emotional, like social age, compares emotional maturity with chronological age. It asks the question; "Does this person handle his emotions as well as he should for his age?"

We have no control over chronological age, and only minimal control over intellectual and physiological age; however, we can choose our social and emotional age. Social and emotional retardation can be remedied with effort. Learning appropriate social skills and developing emotional maturity are choices afforded to every person.

A person may be chronologically mature, but emotionally immature. A person may also be intellectually mature, but emotionally immature. There is no correlation between chronological age, intellectual age, social age, or emotional age. Just because someone is "grown-up" by chronological age doesn't mean they are "grown-up" emotionally.

Chronological maturity and intellectual maturity combined with emotional immaturity is not uncommon and potentially dangerous. A person whose body

- Sadr Sahib invited all Qa'ideen to present the activities of their respective departments. All Qa'ideen presented their activities and plan for year 2003.

- The meeting ended with silent prayers led by Sadr Sahib.

Tarbiyati Class:

The tarbiyati class which was scheduled on Saturday, February 15, 2003 was cancelled due to the very closed dates of Musleh Mau'ud Tounament.

Annual Musleh Mau'ood Tournament:

This Musleh Mau'ood tournament was held for two days **February 22 & 23, 2003** at **King City Secondary School** in King City. The organizers of the tournament were present on site at 8.30am to setup for the blessed event.B A detailed report of this event is being published separately in the current issue of Nahno Ansarullah Canada.

National Amila Meeting March 16, 2003:

This meeting was held in Ba'it –ul-Ansar at 11 AM. The meeting started with the Ansarr ullah pledge and silent prayers led by Sadr Sahib.The minutes of last meeting were read out by Qa'id Umumi and approved by the members. This followed by the Qa'ideen activities reports for the previous month. A detailed discussion took place on various issues arising from the reports such as

1. Musleh Mau'ood tournament – Success and problems and how to improve in future.

2. **By the grace of God, we have fully paid off Bai't-ul-Ansar** (Offices of Majlis Ansarullah Canada)

3. Question and Answer sessions must be held regularly in various Majalis and Regional Qa'ideen are to strive hard to hold these session in their respective regions.

4. **By the grace of God Majlis Ansarullah Canada has reached over hundred thousand dollar collection of our Chanda Ansarullah.**

5. National Majlis nsarullah Canada to contribute $5000.00 (Five thousand dollars) every year in Huzoor's newly introduced 'Maryam Shadi Fund'.

6. Members to send their articles for our Quartely magazine Nahno Ansarullah.

7. Special prayes for Hazoor's health and overall grave dangers faced by the Muslim Ummah

Zu'ma were requested to join Sadr Sahib while all other Muntazmin were requested to join their respective Qa'ideen in allotted locations to discuss and plan for their departments. The attendance was 95 members of Majlis Amila and office bearers of G.T.A. Majalis. The course continued untill Asr prayer. At the closing session Mohtaram Ameer Sahib graciously addressed all participant,with the recitation of Sura Al-fathea and explained the meening of each word for the benefit of all the members.and this event conlouded with the silent prayer led by Mohtaram Amir Sahib.

Joint Meeting:

The joint meeting of National Majlis Amila and GTA Zu'ma was held on Feb 16, 2003 at Bait-ul-Ansar

After the pledge and Du'a, Sadr Sahib explained the purpose of this meeting; to introduce and familiarize with each other to work together as a strong team to achieve the blessed mandate assigned by Hazoor Anwar. The Zu'ma were instructed to establish their local Majlis Amila and send it for approval from Sadr sahib at their earliest convenience.

One of the item on the agenda was to finalize the arrangements for the upcoming Musleh Mau'ood Tournament, to be held on Saturday and Sunday, February 22 and 23, 2003 at King City Secondary School King City at King Road.Final duties and responsibilities of Qa'ideen and Zu'ma of GTA Majalis were assigned to various members .A duties chart of Musleh Mau'ood Tournament was distributed to all the Qa'ideen.

Apart from the above following matters were discussed with Qa'ideen and Zu'ma of all **GTA Majalis.**

- To Distribute the work and responsibilities of the Majalis we have already one Regional Qa'id for Western Canada ,Chaudhary Abdul Bari Sahib, who is looking after that region and is fully responsible for the day to day operation of Western Canada Majalis. Three new regional Qa'ideen were announced to better coordinate the operation of Majalis Ansarullah .

- Qa'id Tabligh Abdul Haleem Tayyab Sahib Regional Qa'id responsible for the Majalis Mississauga, Malton, Weston South ,Weston North, Toronto Central and Brampton.

- Qa'id Tarbiyyat Sheikh Rafiq Ahmad Qamar Sahib Regional Qa'id responsible for Majalis Scarborough ,Markham Durham and Toronto East will be looked after by Na'ib Sadr Na'ib Sadr Saf-e-Awwal Shafqat Mahmood Sahib. Regional Qa'id responsible for Majalis Peace Village, Vaughan , Richmond Hill and North York.

- Sadr Sahib said that Zu'ma of Weston South , Peace Village, Weston North and western Canada among the best Majalis in Canada as they have achieved their budget 100%.

- By the Grace of God Almighty Weston North already have one Ba'it.

Report for the 1st Quarter of 2003

Majlis Ansarullah Canada

(Hamid Latif Bhatti (Qa'id Umumi)

Meetings:

By the Grace of Allah the Almighty upon receiving approval from Hazoor-e-Anwar for National Majlis Amila Canada for year 2003, the activities started with the joint meeting of National Majlis Amila with In coming /outgoing members on January 18, 2003 at Bait-ul-Ansar

The agenda for the first meeting was introduction of the new Amila members with their duties, responsibilities and vote of thanks for outgoing Amila members. Sadr Majlis Malik Kaleem Ahmad Sahib administered the Ansarullah pledge.

*The following work plan was put forward to the Amila members. It was decided that monthly **National Amila** meeting will be held on 3rd Sunday of every odd month while meetings with **GTA Zu'ma** would be held on every 3rd Sunday of even month.*

The work plan for the year 2003 of National Majlis Amila and Zu'ma of GTA included the planning of each department and how to carry out their responsibilities with special emphases on departments of Umumi, Tabligh, Ta'lim ,Tarbiyyat, Maal , Ithar, Tehrikat Isha'at, Sehat-e-Jismani Tajneed, Ziafat and Audit department. Sadr Sahib invited all Qa'ideen to introduce themselves and explain their plans for the year 2003.

The criteria for Alm-e-Inami (The Award Flag) was discussed and concluded that it will consist of activities in Tabligh, Converts, Q/A sessions, participation of members/non Ahmadis guests , Ta'lim classes, educational tests and highest attendance of Majlis in national events, monthly activities reports , Amila meetings, General body meetings at local level, organizing local Ijtema and collection of their Majalis Chandajat.

Sadr Sahib informed the members that immediately after the conclusion of this meeting we will all procced to Bait-ul-Islam Mosque for the refresher course. For the purpose of refresher course, all necessary material along with La'ihah-e-Amal was handed over to Qa'ideen. The meeting concluded with the silent prayer and all members proceeded to the mosque for the refresher course.

Refresher Course:

The refresher Course was held on January 18, 2003 at Bai't–ul-Islam Mosque that was presided by Malik Lal Khan Sahib Na'ib Ameer II .

After the Pledge and Du'a Sadr Sahib welcomed all the participants and explained the details of the day's events.

Dawat- E- Ilallah

Plan for the Year 2003 **and our responsibilities**

(Abdul Haleem Tayyab Qaid Tabligh National Majlis Ansarullah Canada)

There is a great urge in each Ahmadi to follow the directives of Hazur[ABN] to become more involved in the field of **Tabligh** and earn his pleasure and blessings of Almighty Allah. Yet we don't find, among us, many of those who are more successful and consistent in their actions and results. Who have prioritized this blessed task in their daily life have achieved many bai'ats due to their devotion and interest.

Let us make a commitment with our selves that we should concentrate more on the real efforts rather than waiting for tomorrow and start working from today. The following extract of The Promised Messiah must always be kept in mind.

"Islam will once again be revived and will blossom as it had blossomed in earlier times. The day of Islam's glory and revival would dawn once again as it had risen before. But as yet the time has not come. With toil and sweat our lives may even begin to bleed in this path, until such a time when it will seems as though we have abandoned all ease for the sake of that noble goal and we willingly sacrifice all our honor for that cause".

We must start working on the guidelines as mentioned below to achieve our goals for the year 2003.

- Try to maintain a healthy and harmonious relationship with your contacts and convince them that as this is necessity for them and for their future generations.
- Be active and keep others active. Always consider that there is no match what you are investing as this is beyond your consideration what you have earned for yourself and how much you are leaving behind for the existing one.
- Always be ambitious and confident that you have the ability to pass on the true message to every individual as you have plenty of resources, which others don't have.
- Avoid hasty assumptions and seek guidance before start of your Tabligh objectives. Most people prejudge circumstances without investigating.
- Always have a faith that something good will happen as you are not going for some worldly ambitions but you are passing a message of the man of God.
- Please spare time to increase your religious knowledge for which you can make good use of audio videotapes of question/answer sessions of Hazur[ABN] and other available literature and books.
- Also bring your contacts to question/ answer sessions. You can arrange their visit to Baitul Islam mosque and arrange their meeting with Ameer Sahib and other scholars.
- Always be ambitious to enlarge your contacts through regular follow-up with your non-Ahmadi friends, relatives, neighbors and your other colleagues by inviting them in your homes and other ceremonies. **MTA** is a big source of **Dawat-e Ilallah** and you can make good use of that.
- Always follow up in Tabligh. Follow- up means: To see that a matter reaches its end. This follow up leaves a deep impression on your contacts.

No Tabligh activity bears fruits unless it is augmented by humble prayers and supplication to Allah, who is the Moqaleb-ul-Qaloob. It is now time that all of us must realize whether we are paying any heed to the call of our beloved Imam who is a glaring example of sacrifice and keep us reminding to rise up and play our role for the support and propagation of Ahmadiyyat, the true Islam but nothing could be achieved except through supplication to the Almighty God. May God give us the strength to do so and enable each one of us to perform this noble task with sincerity and love and may Allah accept too all the prayers offered by the Promised Messiah A.S in favor of all such Da;een-e- Ilallah.

like wild fire all over the country. The ladies grow their nails and this fashion has spread all over widely. This is because of the copying of the western culture. Hazrat Khalifa-tul Masih[RA] III said in one of Majlis Mushawarat: *"There is a great opposition to teddyism and fashionism in our young Ahmadis. Most of them do not like it, but there are still some who like to follow these fashions. It is our duty to look after them and guide them. This is not such a complicated problem, which cannot be solved. The Ahmadis must have a cute sense of simplicity and informality and dislike for such bad influences."*

Are you paying chanda according to the prescribed rate?

Chanda Chart
Majlis Ansarullah Canada

Monthly Income	Chanda Majlis (1%) Per Month	Salana Ijtema Per Year	Yearly Chanda	Chanda Isha'at Per Year	Total Yearly Chanda
100.00	1.00	1.50	13.50	2.00	15.50
200.00	2.00	3.00	27.00	2.00	29.00
300.00	3.00	4.50	40.50	2.00	42.50
400.00	4.00	6.00	54.00	2.00	56.00
500.00	5.00	7.50	67.50	2.00	69.50
600.00	6.00	9.00	81.00	2.00	83.00
700.00	7.00	10.50	94.50	2.00	96.50
800.00	8.00	12.00	108.00	2.00	110.00
900.00	9.00	13.50	121.50	2.00	123.50
1,000.00	10.00	15.00	135.00	2.00	137.00
1,100.00	11.00	16.50	148.50	2.00	150.50
1,200.00	12.00	18.00	162.00	2.00	164.00
1,300.00	13.00	19.50	175.50	2.00	177.50
1,400.00	14.00	21.00	189.00	2.00	191.00
1,500.00	15.00	22.50	202.50	2.00	204.50
1,600.00	16.00	24.00	216.00	2.00	218.00
1,700.00	17.00	25.50	229.50	2.00	231.50
1,800.00	18.00	27.00	243.00	2.00	245.00
1,900.00	19.00	28.50	256.50	2.00	258.50
2,000.00	20.00	30.00	270.00	2.00	272.00
3,000.00	30.00	45.00	405.00	2.00	407.00

such people who have given up their old habits. It has often been seen *that some of the habitual drinkers, who have been drinking all their life, suddenly without any hesitation decide to quit drinking to cold turkey and they usually succeed. Sometimes, they might have slight discomfort or sickness, but finally they do quit. I forbid smoking of a pipe except when one has a legitimate excuse. Smoking is a useless habit and one must quit it."* (Al-Badr: February 28, 1907)

"There is no edict on Islamic jurisprudence against smoking, but that is because tobacco was not in use at the time of the Holy Prophet (SAW). We say its use is undesirable because if it were in use at the time of the Holy Prophet, it would have been forbidden." (Al-Badr: July 24, 1903)

Cinema and Theater

Immodesty, immorality, and promiscuity has become a norm in the western culture and the society has accepted these norms to a point where we see these immoral acts displayed by the character in theater and the movies. These movies create immorality and agnosticism in the new generation. The waste of money is on the top of it. Hazrat Khalifa-tul Masih[RA] II gave clear directions to the members of Jama'at Ahmadiyya in this regard and they are as follows:

"1. I command every Ahmadi not to visit cinemas, theaters or circuses. He must avoid them. Every sincere Ahmadi who gives any credence to his pledge to me must understand that cinema or any other entertainment of this nature is forbidden for him either to see it or facilitate others to see it.

2. I think cinema is the most accursed habit of this time. This habit had turned hundreds of boys of highly noble families into singers and girls into dancers. Cinema has such a negative effect upon the morals of the society that even if I don't forbid it, the good nature of the believers must revolt against it.

(Mutalbat: Pages 27-41)

Television has taken over from cinema these days. One can see movies on the television without visiting cinemas. Television and cinemas are not evil in themselves, but their use is more harmful than their being beneficial. They are the major source of the spread of all social and moral ills. Therefore it is essential that we must have control over the spread of these evils. We must not waste our precious time on these useless leisure activities. Whatever Hazrat Khalifa-tul Masih[RA] II has said about cinema is true about theatre, television, movies, and dirty shows etc.

Teddyism and Fashion Worship

The actors and actresses have become the great role models these days. The way they dress or fashion their hairstyle becomes a model for the young and these fashion spread

Messiah[AS] about distribution of rice and sweet drinks on the 10th of Muharram if it is only for the pleasure of Allah. The Promised Messiah[AS] said: *"It is a bad custom and innovation if we fix a date for the purpose of doing such a good deed. These customs end up in a type of idolatry, so one should avoid it, because the end of such customs is not good. This custom also could have started with a good intention but it has become a form of idolatry in the present time. Therfore, I declare it forbidden. We cannot get rid of false beliefs if we cannot root out such evil customs."* (Malfoozat: Volume 9, Page 214)

Use of Rosary:

There are some people with rosaries, counting their beads while sitting in a gathering or walking around, always giving an impression of being lost in the remembrance of Allah. The Promised Messiah[AS] says about such people: *"A person with a rosary is mainly concerned with counting. He wants to complete a certain number. Now you can understand he could do only on thing either. Complete the counting or give attention to the words of praise, glory and magnificence of Allah. Such person can never achieve true repentance. The prophets and saints who truly love Allah have never counted the circles of the remembrance of Allah. They have never felt a need of this count."* (Malfoozat: Volume 7, Page 18)

Amulets and Charms:

It is a general practice of the ascetics and Sufis, that they write charms and give away *Imam Zamin* to the folks to wear so that they can overcome bad times, are safe during traveling or just for good luck. They also ask them to perform some sacrifices or unusual but laughable deeds. They create some doubt in their minds and then suggest some cure for it. Not only the illiterate and ignorant people believe in this practice but very intelligent, well educated people also wear these charms around their necks, tie them on their arms having great faith in their power to work. Once a man from Rampoor gave some written needs to the Promised Messiah[AS] Hazoor said: *"I will pray for you."* This man was very surprised and said: *"Hazoor, you have not answered my request."* Hazoor said: *"I have told you that I will pray for you."* The man asked: *"Hazoor, don't you give charms?"* Hazoor said: *"The writings of charms and amulets is not out way. We only supplicate to Allah."* (Malfoozat: Volume 10, Page 203)

Tobacco Smoking:

Cigarette smoking is a common habit and very fashionable these days. Some feel its use is essential because most of the people smoke anyway. They don't hive any attention to its harmful effects. Following are the teachings of the Promised Messiah[AS] about smoking: *"A man can give up his habits if he is a true believer. There are many*

And where it is written that the soul comes?" (Malfoozat: Volume 5, page 211-212)

Taking Flowers to the Graves:

Some people take flowers to the graves. Either they put flowers upon the graves or they cover graves with a blanket of flowers. Khalifa-tul Masih[RA] I says: *"Flowers cannot comfort the soul of the dead and leaving flowers upon the graves is not allowed. There is no provision in the Holy Qur'an or the hadith for its legitimacy. There is no doubt in this practice being a vain and useless innovation."* (Al-Badr: August 12, 1909)

Visiting the Graves for either Making a Vow or Offering Gifts as Fulfillment of the Vows and Paving the top of the Grave:

The Promised Messiah[AS] says about this practice: *"It is not allowed to visit the graves to supplicate for one's needs or to make an offer of a vow, but it is allowed to visit the grave to realize one's mortality. It is also forbidden to pave the top of the graves, but it is allowed if it is done only to save the dead body from some unusual elements like flood, and even in that case it must be a simple construction."* (Malfoozat: Vol. 5, page 433)

To Keep a Lamp lit on the Grave:

One of the customs of the ignorance is to light a lamp at the grave of a saintly person. It is a custom of the Hindus and the idolaters. The Holy Prophet[SAW] has forbidden this practice. Abdullah bin Abbas[RA] relates that the Holy Prophet[SAW] said: *"Allah has cursed the women who visit the graves (for the purpose of making vows) and also those who make them the place to prostrate, a mosque and those who light lamps upon them." (Termidhi)*

The Holy Prophet[SAW] forbade to visit the graves first, for the purpose of pilgrimage but later on allowed the practice only because one could remember of one's mortality and return to Allah. The women should be very careful in these matters because due to the lack of their knowledge of these travesties, they tend to commit these sins.

Sympathy with the Bereaved Family:

Someone asked the Promised Messiah[AS] if it is allowed to prepare a meal for the bereaved family. The Promised Messiah[AS] said: *"Not only it is allowed, and it also essential to show such an act of sympathy with the bereaved family."* (Malfoozat: Volume 9, page 304)

Distribution of Halwa (a sweet dish) on Fifteenth of Sha'ban:

One of the evil customs is to prepare halwa and distribute it in the month of Sha'ban, this practice is a bad innovation.

Aushura Muharram's Funeral Processions and Gatherings:

The Promised Messiah[AS] was asked to give his opinion on joining an Aushura Procession or attending their mourning gatherings. The Promised Messiah[AS] said: *"It is a sin."*

Qazi Muhammad Zahoor-ud-Din Akmal asked the Promised

the customs which Mullahs have innovated for their own income." (Al-Hakam: November 10, 1907)

Distribution of Prepared Food for the sake of the Dead:

Some people prepare food and distribute among people or invite them to eat on a certain fixed day for the sake of a dead relative, and some people do that continuously for forty days. The Promised Messiah[AS] says about such a practice: *"There is a reward for the dead if someone feed the poor in his name. It is allowed to do so but it depends upon the intention of the giver. When someone fixes a date for such an act and feels ad if he is the Provider of the People, then it is like and idol. The feeding and eating of such a food is prohibited and a way of idolatry."* (Al-Badr: August 18, 1907)

Celebration of Annual *Urs* ,Anniversaries on the graves:

The celebration of annual anniversaries on the graves of the saints is a frequent occurrence these days. People encircle the graves, cover them with expensive covers, kiss them, men and women dance around them. The graves are lavishly decorated. The professional lady singers give concerts. The Promised Messiah[AS] said in this regard: *"They encircle the graves at such a time. The prostrate in front of the graves like it is a mosque. The celebration of Urs is neither Sunna of the Holy Prophet[SAW] nor the way of the prophets."* (Malfoozat: Volume 5, Page 165)

Bara Waffat (Anniversary of the Holy Prophet)

Hazrat Khalifa-tul-Masih[RA] I says: *"Such a celebration of anniversary of anyone looks like an innovation even if the anniversary is that of the Holy Prophet[SAW]. Even Hazrat Mirza Sahib (the Promised Messiah[AS]), never celebrated Bara Waffat in his house. So I cannot allow the celebration of such an innovation. You always must avoid the lethal venom of such innovations."* (Al-Badr: February 21, 1913)

Maulood Khani (The celebration of the birthday of the Holy Prophet[SAW]):

A man asked the Promised Messiah[AS] about the *Maulood Khani*. The Promised Messiah[AS] said: *"Speaking about the life of the holy Prophet[SAW] is one of the best things to do. There is a saying of the Holy Prophet[SAW] that the remembrance of the prophets and saints brings down the blessings and mercy of Allah and Allah Himself has encouraged the believers to remember the prophets, but if the remembrance of prophets which contains evil innovations that it becomes an idolatry is not allowed at all."*

Hazoor further said: *"It is not allowed to stand up during the celebration of Maulood. How these people who are devoid of insight, could see the presence of the Holy Prophet Prophet[SAW]? How could they have, the Holy Prophet Prophet[SAW] present in such meetings where there are the evil natured rogues?*

loudly or beat ones breasts or show impatience or utter the words of desperation, because it could make a believer devoid of faith. All these customs have been adopted from the Hindu... If someone feels like crying, one is allowed to shed tears, more than that is a work of devil."

Hazoor also said: *"The relatives of the dead person spend hundreds of rupees preparing plaugh and zarda dishes to be distributed among their relatives only for their approval and a show off. All these are the satanic deeds and one must ask for forgiveness if one commits such deeds."* (Ishtehar for Tabligh and Anzar)

Qul:

The Promised Messiah[AS] says about Qul: *"Qul Khani (which is done on the third day after the death of a person) is not a part of the Islamic Teaching... The Companions of the Holy Prophet[SAW] also dead but no one ever said Qul on their death. This is one of those innovations which appeared in Muslims culture after centuries."* (Al-Badr, 1904)

Fatiha Khani:

There is a custom of getting together for the purpose of mourning for few days after the death of a person and recite Surah Fatiha for the salvation of the dead. The Promised Messiah[AS] says about this: *"The question is whether the Holy Prophet (SAW) or anyone of his companions ever did so, and if they have never done, so why anyone should open a door to a new innovation? It is our opinion that we don't need it and this is a bad custom, and is not allowed. One should attend his funeral prayer or observe it in absentia."* (Malfoozat: Volume 9, Page 177)

The Custom of the Fourtieth Day Celebrations (Chehlum):

There is a custom of *Chehlum*, which means that relatives and friends of the dead person gather together on the fourtieth day of his death and distribute food in the name of the dead. The Promised Messiah said about this custom: *"This custom is contrary to the Sunna of the Holy Prophet (SAW) and his companions."* (Al-Badr: February 14, 1907)

Khatme Qur'an (The Recitation of a Cycle of Qur'an):

Khatme Qur'an is a custom of people getting together to recite the whole Holy Qur'an as a reward and uplifting of the soul of the dead person. The people recite the Holy Qur'an, while sitting in a circle or they recite it at his grave. The Promised Messiah (as) said regarding this custom: *"There is no documentation of Khatme Qur'an for a dead person, but one could pray for the dead or could give Sadqa (alms) in his name."* (Al-Badr: March 14, 1904)

Hazoor also said: *"The way people make a circle to recite the whole Holy Qur'an for the sake of a dead person is not documented from the Sunna of the Prophet. These are*

creates lot of pain and frustration for these parents. The dowry should be sealed in boxes and this is the prevalent custom in our family. Showing of the items to the transporters before boxing and sealing is allowed because it is not a show but a receipt of items packed." (Report Majis Mashawrat 1942 Page 24)

Decorating the Bridegroom with Sehra (a garland to cover the face)**:**

Hazrat Musleh Maud (as) says about decorating a bridegroom with sehra: *"This is a way to turn a man into a horse. In fact, this is a Hindu custom borrowed by the Muslims."* He also said: *"The custom of sehra is an innovation."* (Al-Fazl: January 4, 1946)

Fixing Large Amounts of Dower (*Mahr*):

It is nothing more than a custom to fix a huge amount of dower, which the bridegroom has no ability to fulfill. Allah says clearly in the Holy Qur'an:

"Allah burdens not any soul beyond its capacity." (2:287)

So we should not fix large amounts as dower only for a show off. Hazrat Khalifa-tul-Masih[RA] II used to say: *"A dower equal to six or twelve months of income of the bridegroom is sufficient."*

Dower to be Forgiven:

The women of our country are the helpless victims. They are not paid their due dower and sometimes they are asked to forgive the amount at the time of death. The woman knows that she is not going to get it, so she graciously forgives it. Once a person asked the Promised Messiah[AS] that a woman does not forgive her dower to her husband. The Promised Messiah (as) said:

"It is the right of a woman which should be paid at the time of nikah, if cannot be paid at that time, it should be paid later on." (Malfoozat: Volume 8, Page 391)

Demand of a Motor, Scooter, or Very Expensive Dowry:

Nowadays it is a prevalent custom among the educated folks, that the boy's parents demand motor or scooter or expensive dowry from the girl's parents. This is an evil custom. It is a un-Islamic custom to force girl's parents to carry this unnecessary load. In fact, this is the price of marrying that girl which is neither appropriate nor good.

Customs Related to a Death in the Family

Loud Mourning:

Loud mourning, wailing out of control and slapping your chest and face at the time of death of a family member is an evil custom. The women particularly follow this way of mourning. They hug every newcomer, their relatives, friends, and neighbours and wail loudly and this practice goes on for days or even for months or years. All this is not allowed. The Promised Messiah[AS] says:

"When someone is in mourning, one is not allowed to wail

Messiah[AS] says about keeping a lock of hair *(Bodi):*

"It is not allowed. One should not keep it." (Malfoozat: Volume 9, Page 216)

Customs at the Time of Marriage

Beating of Drums:

The Promised Messiah[AS] says: *"Anything which is harmful is prohibited, Hiram, but anything pure and good is allowed, Hilal. Allah does not prohibit anything, which is good. He allows the use of it. When someone mixes up good and bad together, it earns prohibition. It is allowed to announce the marriage with the beating of drum, but when they start dancing along with the beating of the drum, it becomes prohibited. When we follow the way the Holy Prophet[SAW] has shown us, then it is allowed".*

Dancing, Singing, Bands, and the Fireworks:

The Promised Messiah[AS] says about the evil customs of marriage: *"Vain extravagance and waste of wealth at the time of marriages is one of the evil customs of our society. So, we should remember that distribution of prepared food among relatives only to show off, whether it is giving or receiving is prohibited according to the Islamic Law.*

The show of fireworks, professional singers, dancers, and comics at such times is totally prohibited. It is in fact total waste of money without any gain and a sinful deed. The Islamic teaching encourages us to invite friends and relatives to a feast called a Walima." (Malfoozat: Volume 9, Page 4647)

About blowing of the bagpipes and bugles, the Promised Messiah[AS] says: *"The bugles and the bagpipes did not exist at the time of the Holy Prophet[SAW]. The announcement of nikah, which does not contain disobedience to Allah's commandments, is allowed."* (Malfoozat: Volume 5, Page 312)

Hazrat Khalifa-tul-Masih[RA] II says: *"The ladies can sing at the time of a marriage, with this condition that the singers are not paid professionals." He added: "The women singing with a drum among other women is also allowed."* (Al-Fazl: June 14, 1938)

Hazrat Khalifa-tul-Masih[RA] II also said: *"The custom of Hina (Mehndi) and all other customs related to this custom are non-Islamic and our Jama'at should avoid them."* (Report Majlis Mushawrat 1942 Page 24)

Showing of the Bride's Dowry:

Hazrat Khalifa-tul-Masih[RA] II says about the custom of Barri, or showing of bride's dowry says: *"The showing of the dowry in an open house encourages other girls to demand such expensive things from their parents as their dowry which the poor parents can hardly afford. Such a senseless and vain show*

undeniable fact. Every innovation and every bad custom is a way to idolatry and no one ever could be a true believer in the unity of Allah until and unless he has given up all the bad customs and innovations... Many bad customs have found way in our society... But at this time I like to inform every household that I am declaring Jihad against bad customs from today, and any Ahmadi household which from today onward does not avoid these customs and in spite of our best efforts would not heed to our call, should remember that Allah, His messenger and the Jama'at has no need of him. He will be thrown out of Jama'at like a fly from milk. You must reform yourself before Allah punishes you as an individual or the Jama'at because you are its member. Beware, and fear Allah from the Day of the Punishment. A moment of this punishment is greater than the punishment of life. It is better to give up all the joys of life than to face a moment of this punishment." (Friday Sermon: June 23, 1967)

All these bad customs are either related to happy occasions like marriages and childbirth or to the sad occasions like death of a family member. The Promised Messiah[AS] has given us the right guidance to deal with these customs. Some of these customs are as follows:

Customs at the birth of a Child

The time of the birth of a child in a family is a great joyous occasion. It is a natural emotion for the parents to be happy at this occasion. Islam recognizes it and does not prohibit the parents to celebrate their happiness in a proper way. There is no harm in distributing sweets to show their gratitude to Allah but beating of the drums; singing and dancing are not allowed. The Islamic way of celebration at this time is *Akika* on the seventh day after the birth. *Akika* is a sacrifice of one goat for a girl and two goats for a boy. The meat could be distributed among the relatives, friends, neighbours, or the poor; or it could be prepared as a feast for the above mentioned. It is not obligatory, if someone is not able to do that then, the child could perform his own *Akika* when he could afford it. In case of a boy, circumcision could also be performed at this time.

Birthday Celebration:

There is another custom of celebrating the birthdays of children. Great feast are given at this time and the participants bring gifts for the child. It is unnecessary extravagance, a bad custom and should be avoided.

Piercing of Ears and Nose and Keeping *Bodi* (a lock of hair):

Some people pierce ears and noses of their children and put some rings in them or they leave, uncut, a lock of hair *(Bodi)* on the top of their head as a vow. This is a un-Islamic custom and should be discarded immediately. The Promised

deeds depends upon their motives." *(Bukhari)*

9. Hazrat Anas[RA] relates that the Holy Prophet[SAW] used to supplicate with these words: "O Allah, I seek refuge with thee against stinginess, indolence, the weakness of old age, the punishment of grave, and the ordeal of life and death." *(Bukhari)*

10. Hazrat Abdullah Bin Umer[RA] relates that the Holy Prophet[SAW] said: "Allah will never unite all of my Umma." Or he said: "The Umma of Muhammad[SAW], to go astray. Allah's help will be with Jamma'at and who so ever broke away from it, will enter the hell." *(Tirmidhi)*

NOTE: Some of these sayings should be memorized.

Customs and Innovations

Chapter 4 (Pages 110-132)

Evil Customs

This is an established way of Allah that He sends His Prophets at a time when the unity of Allah disappears from the earth and people adopt the customs of those who associate others with Allah, as their religious duty. The real purpose of the Prophets and their caliphs is to establish the true law or the true religion and to rid the world the evil customs and innovations which people have added to their religion.

This was the duty of the Promised Messiah[AS] at this time. He was chosen by Allah as an arbitrator and a judge to make a just decision about these customs and innovations. He was assigned to start the renaissance of Islam. He performed this task perfectly. He established the true Islamic law, pointed out the bad customs and started a true struggle (Jihad) against them. He led the Muslim Umma to the right path. This was also the duty of his caliphs and they also spent their lives in struggle against these bad customs.

Hazrat Khalifa-tul Masih III, in one of his Friday sermons, spoke against the bad customs. He said: *"The first and the foremost duty of the members of our Jama'at is to establish the unity of Allah in their souls and in their environments. They must shut all the possible windows from where idolatry can creep in their minds... The greatest barriers in establishing the unity of Allah are the bad customs and innovations, and this is an*

Basic Syllabus of Religious Knowledge

For the members of Majlis Ansarullah

English Translation By Syed Muhammad Ahmad Shah Sahib

Chapter 2, pages 49 to 54

Selected sayings of the Holy Prophet (SAW)

1. Hazrat Abdullah bin Umer[RA] relates that the Holy Prophet (SAW) said:
   "O People! Every one of you is a ruler and will be answerable in respect of his subjects. An Amir is also a ruler. A man is also a ruler of the members of his household. His wife is the guardian of his household affairs and his children. Every one of you will be answerable of his subjects." (Bukhari and Muslim)

2. Hazrat Abu Hurairah[RA] relates that the Holy Prophet[SAW] said:
   "The most perfect of believers in respect of their faith are those whose behaviour is most excellent and the best of you are those who behave best towards their wives." (Tirmidhi)

3. Hazrat Abu Hurairah[RA] relates that the Holy Prophet[SAW] said:
   "A word of wisdom is the lost property of a believer, so that wherever he finds it, he should take it, because he is the one most entitled to it." (Tirmidhi)

4. Hazrat Huzaifah[RA] relates that the Holy Prophet[SAW] used to say, whenever he was ready to sleep:
   "O Allah! In your name I die (sleep) and I become alive (awake)."
   And whenever he woke up, he used to say:
   "All praise belongs to Allah, who brought us back to life (woke us up), after causing us to die (sleep), and to Him will we return." (Bukhari)

5. Abu Musa Alasha'ri[RA] relates that the Holy Prophet[SAW] said:
   "Should I tell you of a phrase that is a Treasure from the Treasures of the Paradise (Janna)." Or he said:
   "Should I tell you of a Treasure from the Treasures of Paradise."
   "I said: O Messenger of Allah, please, tell us and he said: 'none is able to protect oneself from sin, or to do good'." (Muslim)

6. Abdullah bin Busr[RA] relates:
   "A man asked the Holy Prophet[SAW]: 'O Prophet of Allah! There are so many edicts in the Islamic Law. Would you tell me of one that I must stick to it?' The Holy Prophet[SAW] said: 'remembrance of Allah should always be on your lips'." (Tirmidhi)

7. Jabir bin Abdullah[RA] relates that the Holy Prophet[SAW] said: "Anyone who misses three Friday prayers without a legitimate excuse, Allah seals his heart." (Sunin Ibn Maja)

8. Hazrat Umar[RA] relates that the Holy Prophet[SAW] said: "The deeds are judged by the motives and for everyone, the reward of their

order to win the prize. One of the parties reached the very mouth of the cave, and their guide said, "Either Muhammad (saw) is inside the cave or has ascended to Heaven, as his footsteps don't go beyond the cave." After the Holy Prophet (saw) and Hazrat Abu Bakar (R.A) had entered the cave, a spider had woven a cobweb over the mouth of the cave so the Meccans naturally figured that the cobweb would not have been intact if there had been entry into the cave.

The Holy Prophet (saw) and Hazrat Abu Bakar (R.A) heard their voices all along and Hazrat Abu Bakr (R.A) was somewhat worried and he said, "Oh, we are caught." The Holy Prophet (saw) said, "Fear not, surely Allah is with us." Surely Allah exists and He was helping the Holy Prophet (saw). He did not allow the Meccans to enter the cave, they went back empty handed.

Similarly, when the Israelites left Egypt and started their journey, under the leadership of Moses, towards their destination - the Promised Land. In the course of their journey, they reached the sea. They looked back and saw that the Pharoah and his army were following them to enslave them again. The Israelites were terrified and said to Moses, "The sea before us and the Pharoah and his army is behind us, you have brought us here for destruction." Moses replied, "Fear not, surely my God is with me."

God, indeed, was surely with him, He commanded Moses to strike his staff on the surface of the water. When Moses did so, water receded and a clear path was formed for them to cross the sea. So, the Israelites walking along the road, safely crossed the sea. When the Pharoah and his army reached there, they also began walking along the same path but as they reached the middle, water flooded back and drowned them all. While drowning, the Pharoah declared, "Now I believe that the God of Moses is the True God." This incident also clearly shows that God does exist and helped Moses a great deal.

Thousands of prophets came for the guidance of mankind, all were honest and truthful. They claimed that God was speaking to them and had sent them for the guidance of the people. They performed miracles and their prophecies came out to be true. Their testimony about the existence of God is very strong. In the light of the above discussion, we can confidently assert that the existence of God is very real. We must believe in Him and try our hardest to follow His commandments throughout our lives in order to achieve true success in this life and also in the hereafter. Without believing in God Almighty, we cannot save ourselves from the sin and the fire of Hell.

Existence of God

(Habib Ahmad)

There is no doubt that most of us believe that God exists, but in order to strengthen our belief in the existence of God, it is advisable to put forward arguments supporting His existence. For the same purpose, I am going to present some arguments supporting the existence of God.

We are bound to believe that there is something existing, out of which everything emanated, because if there hadn't been anything already existing originally, nothing would have come forth. There are true possibilities; either particles of mindless matter are existing from the start, which, through their mechanical automatism, evolved into the universe, or All-Powerful, All-Knowing and All-Wise God, who escalated the universe. The first possibility is unbelievable and inconceivable. How particles of mindless matter could have evolved into such a perfectly ordered universe, as the result surely cannot be greater than the cause. The only possibility that appeals to reason is that the All-Powerful and All-Knowing God has been existing beyond the limits of time, the sole creator of the universe.

There is perfect design and order in the universe. Various things are very wisely interrelated and are also interdependent. This cannot have happened automatically, mechanically or accidentally. It is in need of an extremely complex design, which can be accomplished only by God Almighty.

When we study the lines of the prophets of God, we are fully convinced that God exists and He helped His prophets greatly. When the Meccans decided to kill the Holy Prophet (saw), they appointed some young men to execute this plan. The selected men then encircled the Holy Prophet's (saw) house one night, ready to kill him upon his leaving the house. Allah informed the Holy Prophet (saw) about their evil design and commanded him to leave Mecca that very night. When it was dark enough the Holy Prophet (saw) came out of his house unnoticed by the young men who were standing in near distance awaiting their attack.

When the Holy Prophet (saw) came out of Mecca, Hazrat Abu Bakar (R.A.) joined him. Both started the journey towards Medina. On their way, they took refuge in the cave of "*saur*", nearly three miles from Mecca. In the morning when the Meccans came to know that the Holy Prophet (saw) had safely escaped, they declared that whosoever brought him to them dead or alive would be awarded one hundred camels. Many parties went out in search around Mecca to capture the Holy Prophet (saw) in

Life Sketch and Services of

His Holiness Mirza Masroor Ahmad Khalifatul Masih V

- His Holiness Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih Al-Khaamis[aba] was born on September 15th, 1950 in Rabwah, Pakistan to Hadhrat Sahibzada Mirza Mansoor Ahmad and Hadhrat Sahibzadi Nasira Begam Sahiba.
- He is the Great Grandson of The Promised Messiah[a.s.], Grandson of Hadhrat Mirza Sharif Ahmad[r.a], and maternal grandson of Hadhrat Khalifatul Masih II [r.a.]
- He finished tenth grade from Taleem-ul-Islam High School Rabwah, and BA from Taleem-ul-Islam (TI) College Rabwah, Pakistan.
- In 1967 at the age of seventeen, he became a Musi (Signed up for Wasiyyat committing a portion of his earnings and property to the cause of Islam.).
- In 1976 he earned Masters of Science degree in Agricultural Economics from Agriculture University Faisalabad, Pakistan.
- He was married on January 31, 1977 to Mukarma Syeda Amtul Sabuh Begum, daughter of Late Begum Sahibzadi Amtul Hakeem and Syed Daud Muzaffar Shah. His Valeema feast was on February 2nd, 1977.
- He is blessed with a daughter, Mukarma Amtul Waris Fateh, wife of Mukaram Fateh Ahmad Dahiri of Nawabshah and Son Mukaram Sahibzada Mirza Waqas Ahmad who is currently in England for higher education.
- In 1977 he devoted his life (Waqfe Zindagi) for Islam and went to Ghana under Nusrat-Jahan Scheme, which supports a large number of hospitals and schools in West Africa.
- From 1977 to 1985 in Ghana, he was the Principal of Ahmadiyya Secondary School Sagala for 2 year, Principal of Ahmadiyya Secondary School Easarcher for 4 years, and was Manager of Ahmadiyya Agricultural Farm in Northern Ghana for 2 years during which he successfully planted and nurtured wheat for the first time in Ghana.
- In 1985 he returned to Pakistan and was appointed as Department In-Charge of Financial Affairs II on March 17th, 1985.
- On 18th June 1994 he was appointed as Nazir Ta'leem (Director of Education).
- On 10th December 1997 he was appointed as Nazir A'ala (Principal Director) and Local Ameer. Till his election as Khalifa he remained on this office.
- In August 1988 he was appointed as Sadr (President) Majlis Karpardaz (Management Body of Bahishti Maqbarah).
- As Nazir A'ala, he was also serving as Nazir Dhiyafat (Hospitality) and Nazir Zra'at (Agriculture).
- From 1994 to 1997 he was Chairman Nasir Foundation. At the same time he was President of Tazaeen Rabwah Committee (Committee for the Beautification of Rabwah). He expanded the Gulshan-e-Ahmad Nursery and did personal effort to make Rabwah lush green.
- He remained member of Qadha (Jurisprudence) Board from 1988 to 1995.
- In Central Khuddam-ul-Ahmadiyya, he was Muhtamim Sehat-e-Jismani (Physical Health) 1976-77, Muhtamim Tajneed 1984-85, from 1985-86 to 1988-89 Muhtamim Majalis Bairoon (Secretary External Chapters), and in 1989-90 Naib Sadr (Vice President) Khuddam-ul-Ahmadiyya Pakistan.
- In Ansarulllah Pakistan, he was Qaid Zahanat and Sehat-e-Jismani (Physical Health) in 1995, and Qaid Talim-ul-Quran (Quranic Education) from 1995 to 1997.
- In 1999 he had the honour of becoming a prisoner in the name of Allah, in Rabwah, Pakistan. He was imprisoned on 30th April and was released on 10th May.
- On 22nd April, 2003 at 11:40pm London Time, his election as Khalifatul Masih V (Fifth Successor to The Promised Messiah) was announced. He is about 53 years old.

May Allah strengthen his hands and grant him a long, prosperous life leading the Community. Ameen

The Resolution of Condolence on the demise of
Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifa-tul Masih IV[RA]
Majlis Ansarullah Canada

The most nerve-shattering news of the demise of our beloved master and imam, Hadhrat Khalifa-tul Masih IV[RA] was received on the morning of April 19, 2003. The devastation of this news was so profound on every one of us that we felt an emptiness in our lives and it seemed that we are devoid of shelter.

This news flashed the scenes of 21 years of Hazur's Khilafat in front of our eyes and we visualized his great achievements. The greatest of these and the closest to his heart was the spreading of the true word of God and he spread this word with such zeal and force that everyone in all the corners of the world heard his voice clearly. He organized and coordinated the Jama'at in the whole world for this purpose.

While his pictures decorate our material houses, his love is deeply embedded in our hearts. Every member of this magnificent Jama'at is buried under his love and kindness, and each shares a personal relationship with him.

Hazur established the great movement of Waqf-e-Nau, which has created thousands of devotees who are going to be the Vanguard of this great caravan. The question/answer sessions have undoubtedly increased the knowledge of all Ahmadis and has provided ample, clear, and solid arguments that the enemy can never overcome. In fact, we all have witnessed the coming of The Truth and the vanishing of falsehood.

M.T.A, Muslim Television Ahmadiyya, is not only a wonderful source of the unity and strength of the members of the Jama'at, but also has fulfilled the prophecy of Hazur, as he said, "There will never be any danger to the institution of Khilafat from now on". These words have come to pass and we have all seen with our own eyes that every member of the Jama'at was kept fully informed of the most important event in our worldwide community at this critical juncture through the MTA. The events were so transparent that none of the enemies could confuse or deceive the members of the Jama'at. It also fulfilled the great prophecy of Imam Muhammad Baqar[RA] , who is quoted in the old Islamic literature as follows:

"A caller will call in the name of Imam Mahdi from the skies in such a clear and loud voice that everyone on this earth, in the east or west will react, even those sound asleep will rise up." (Al Mahdi–Al Muntazar Vol.4 p.384)

Hazur converted tens of millions of people to Islam who submitted their souls to the Almighty. He also cured their physical ailments, a trait uniquely divine. Hundreds of thousands, Ahmadis and non-Ahmadis alike, owe much gratitude to Hazur for the receiving of homeopathic prescriptions.

Hazur ordered the auxiliary organizations to report directly to Khilafat and due to his brilliant and insightful move, the auxiliary organizations are vying with each other in achieving excellence for the good of the members and done for the pleasure of Allah. Hazur was also gracious enough to name the Ansarullah National Head Quarters 'Bait-ul-Ansar.'

Today, our eyes are brimming with tears as we remember the kind and compassionate embraces of Hazur, but we say to Allah, our Noble Master, *"Surely, we are from Allah and surely we are going to return to Him"*.

We have witnessed the fulfillment of the word of Allah when in the midst of pain and fear, He changed our agony into peace and tranquility on the 22nd of April. It was on this day, with the grace of Allah, that the Jama'at embarked again on its perpetual journey in bliss and peace.

We make a pledge to our master Hazrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifa-tul Masih V[ABA], today and we pray, *"O, our master, the Gracious, Ever-Merciful God, bless Hazrat Khalifa-tul Masih IV with your mercy and grant him an ever increasing station is Paradise. O, our Lord, grant him your everlasting companionship."* We also pray, *"O, our Lord, make us one of those Ansar who always follow every command of the Khalifa of the time only to seek the pleasure of their Imam and that of Allah. May Allah and our Imam be so pleased with us that we may rise with our Loved ones on the day of judgment. Ameen."*

We offer our condolences and deepest sympathy to the members of the Promised Messiah's family and pray, *"May Allah grant them patience and strength to continue his good words. Ameen Sum Ameen."*

The Claim of the Promised Messiah

(In his own words)

"Now about my claim, which is supported by a host of arguments and proofs:

- Is it not enough to establish the truth of my claim that the Holy Quran has discussed in graphic detail the signs of and circumstances relating to my coming?
- In a way, my name too has been foretold.
- Even the name of my village, namely, Kadaa is also there in the traditions.
- The traditions further prove that the Promised Messiah will be born in the thirteenth century and will appear in the fourteenth.
- In the Sahih Bokhari is found the full description of my facial features.....
- And this too is laid down in as many words that the Promised Messiah will appear to the East of Damascus. And is not Qadian in fact to the East of Damascus?
- Similarly the timely occurrence of lunar and solar eclipses in the month of Ramadhan just when I had announced my claim to be the Promised Messiah and the people at large had refused to accept this claim as authentic.
- Similarly, in keeping with the prophecies of the Quran and the traditions, the invention of the railways and the camel's consequent redundancy;
- Obstacles to the performance of Pilgrimage to Kabaa;
- The age of the triumph of the cross;
- The appearance of hundreds of signs at my hands,
- The present time being exactly the time fixed by the earlier prophets;
- My being commissioned to the present office at the head of the century;
- Visions and dreams experienced by thousands of virtuous people testifying to my authenticity;
- The statement of the Holy Quran and of the Holy Prophet, that the Promised Messiah will be one of the Ummat;
- My affairs being visited by divine succour;
- The pledge of Bai'at (initiation) at my hands by about two hundred thousand people and consequently their following the path of truth and virtue;
- The crumbling of Christianity as a religion and the subsequent softening of the hold of trinity like the melting snows;
- The division of Muslims into a large number of denominational sects and their state of decadence and the numerous innovations and deviations from the norm,
- The current polytheism, alcoholism, sexual promiscuity, dishonesty and falsehood which have run rampant on a global scale and resulted in a great upheaval and crisis in the world
- And on every dimension tremendous revolutionary changes are taking place in the universe;
- And as will be borne out by all reasonable people the world needs a reformer;
- And finally the failure of all to compete with me in miraculously competitive writing
- And in showing heavenly signs and the fulfillment of hundreds of thousands of divine prophesies in my support.

In short, all these signs and proofs and corroborative circumstances should be sufficient evidence for a God-fearing person to accept my claim" *(Tazkiratush-Shahadatain p38,39)*

An excerpt of Promised Messiah

"It is the practice of God Almighty, and since He created man on this earth, He has been demonstrating this practice, that He helps His messengers and grants them ascendancy. He has said

kataballaho la'aghlebanna ana wa rosolee (58:22)

Allah has decreed: Most surely I will prevail, I and My Messengers. Verily, Allah is Powerful, Mighty.

Here *prevail* means as it is the intention of messengers and prophets that God's word must be established on earth and no one should be able to fight it, thus God manifests their truth with His mighty signs. The truth which they want to disseminate in the world, He sows its seeds with their hands. But He does not accomplish it through them. Rather He causes them to die at a time when there is the fear of their collapse. Thus He gives his enemies to laugh, jeer, ridicule and scorn. When they have done this, then He shows His hand of might and brings about grounds with which the goals there were a little unfinished reach their zenith. Thus He manifests two kinds of power:

1. He shows His hand of might through the prophets.
2. Secondly at the time of the demise of the prophet when difficulties mount and the enemy is in full might and thinks that they (the followers of the prophet) are in a disarray and is sure that now this community will be destroyed. Even some within the community become hesitant and their backs are broken and some unfortunates among them even apostatize, then God manifests His strong hand of might and sustains the collapsing community. Thus he who shows patience till the end, watches this divine miracle.

You should therefore, neither grieve over what I have told you (that the hour of my demise is nigh) nor should you be heart-broken for it is mandatory that you see God's second manifestation.

The coming of that manifestation is a lot better for you because it is eternal whose succession will not terminate till the end of days.

When I go, Allah will send to you the second manifestation and it will stay with you forever.
(*Al-Wassiyat*, pp. 6-7)

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ مِنكُمۡ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى
ٱلۡأَرۡضِ كَمَا ٱسۡتَخۡلَفَ ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِهِمۡ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِينَهُمُ ٱلَّذِى
ٱرۡتَضَىٰ لَهُمۡ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّنۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ أَمۡنًاۚ يَعۡبُدُونَنِى لَا يُشۡرِكُونَ بِى
شَيۡـًٔاۚ وَمَن كَفَرَ بَعۡدَ ذَٰلِكَ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡفَٰسِقُونَ ۝

***"Allah had promised to those among you who believe and do good works that He will surely make them Successors in the earth, as He made Successors from among those who were before them; and that He will surely establish for them their religion which He has chosen for them; and that He will surely give them in exchange security and peace after their fear: They will worship Me, and they will not associate anything with Me. Then who so is ungrateful after that, they will be the rebellious**."* (Surah Al-Nur, Verse 56)

Prophesy of the Holy Prophet ﷺ

"Prophethood shall remain among you as long as Allah shall will. He will bring about its end and follow it with Khilafat on the precepts of prophethood for as long as He shall will and then bring about its end. A tyrannical monarchy will then follow and will remain as long as Allah shall will and then come to an end. There will follow thereafter monarchial despotism to last as long as Allah shall will and come to an end upon His decree. There will then emerge Khilafat on precept of Prophethood." The Holy Prophet said no more. *(Masnad Ahmad bin Hunbal)*

Prophecy of The Promised Messiah and Imam Mahdi *a.s.* :

"When I go, Allah will send to you the second manifestation and it will stay with you forever." (*Al-Wassiyat*, pp. 6-7)

Quarterly Nahnu Ansarullah
Volume 4, No. 1
Q1/Jan –June. 2003

Publication of Majlis Ansarullah Canada
an auxiliary of
Ahmadiyya Movement in Islam Canada

Editorial Board

Amir & Misionary Incharge
Maulana Naseem Mahdi

Sadr Majlis Ansarullah
Kaleem Ahmad Malik

Qai'd Umomi & Coordinator
Hamid Lateef Bhatti

Qai'd Isha'at & Manager
Mohammad Zubair Mangla

Editor Urdu
Nasir Ahmad Vance

Editor English
Dr. Sajid Ahmad

Dear Readers
Your contributions, suggestions, feedback etc. are highly appreciated

In this Issue

1) *Food for Thought* 2
2) *Excerpt from the writings of the Promised Messiah* 3
3) *Claim of Promised Messiah*
4) *Existence Of God* 7
5) *Basic Syllabus of Religious Knowledge –English Translation* 9
6) *Customs & Innovations* 10
7) *Are you paying chanda as prescribed?* 19
8) *Dawat-e-Ilallah* 20
9) *Report Majlis Ansarullah First Quarter* 21
10) *Are you Growing up or ?* 24
11) *Contribution of Muslim Scientists* 26
12) *National Majlis Amila* 30

About 10,000 to 11,000 Gathering outside Fazl Mosque London

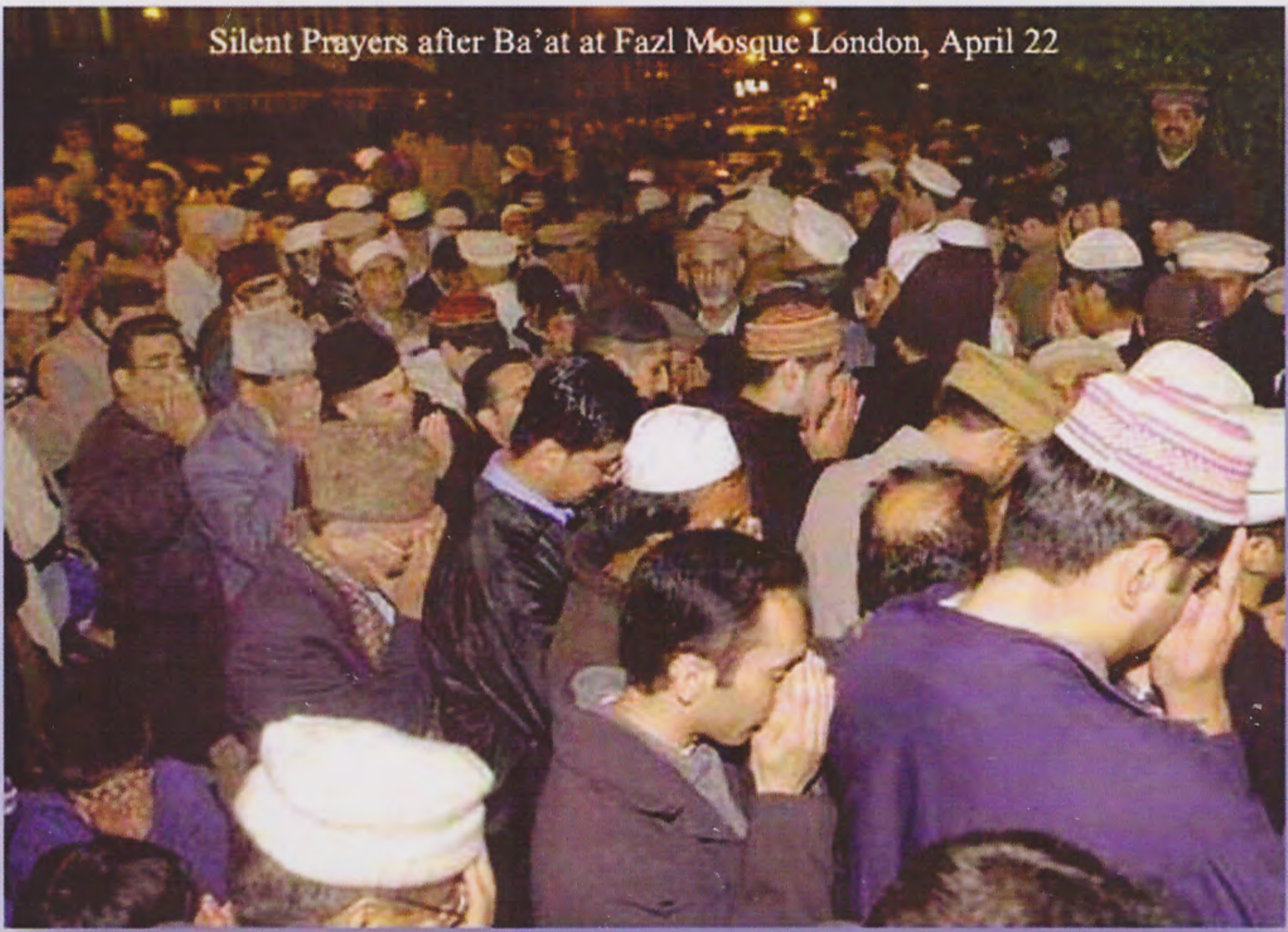

Nahno Ansarullah